صرف احباب جماعت کے لیئے

یکم و ۱۵ جنوری ۱۹۹۱ء

جلد: ۷۴
شمارہ: (۱-۲)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

انسان کم حوصلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات حلیم و کریم ہے

دنیا اور دنیا کی خوشیوں کی حقیقت لہو و لعب سے زیادہ نہیں۔ یا تو عارضی اور چند روزہ ہیں اور ایسی ہی ہیں۔ اور ان خوشیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا سے دور جا پڑتا ہے۔ مگر خدا کی معرفت میں جو لذت ہے وہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو نہ آنکھوں نے دیکھی اور نہ کانوں نے سنی نہ کسی اور حس نے اسکو محسوس کیا ہے۔ وہ ایک چیر کر نکل جانے والی چیز ہے۔ ہر آن ایک نئی راحت اس سے پیدا ہوتی ہے جو پہلے نہیں دیکھی ہوتی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ انسان کا ایک خاص تعلق ہے۔ اہل عرفان لوگوں نے بشریت اور ربوبیت کے جوڑا پر بہت لطیف بحثیں کی ہیں۔ اگر بچے کا منہ پتھر سے لگائیں تو کیا کوئی دانشمند خیال کر سکتا ہے کہ اس پتھر میں سے دودھ نکل آئے گا اور بچہ سیر ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں اسی طرح پر جب تک انسان خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہیں گرتا اسکی روح ہمہ نیستی ہو کر ربوبیت سے تعلق پیدا نہیں کرتی اور نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ عدم یا مشابہ بالعدم نہ ہو کیونکہ ربوبیت اسی کو چاہتی ہے اس وقت تک وہ روحانی دودھ سے پرورش نہیں پا سکتا۔

لہو میں کھانے پینے کی تمام لذتیں شامل ہیں انکا انجام دیکھو کہ بجز کثافت کے اور کیا ہے۔ زینت سواری عمدہ مکانات پر فخر کرنا یا حکومت و خاندان پر فخر کرنا یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ بالا آخر اس سے ایک قسم کی حقارت پیدا ہو جاتی ہے جو رنج دیتی اور طبیعت کو افسردہ اور بے چین کر دیتی ہے..... لیکن اگر یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حقیقت عشق ہونے کے بعد ہو تو پھر راحت پر راحت اور لذت پر لذت ملتی ہے۔ یہانتک کہ معرفت حقہ کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ ایک ابدی اور غیر فانی راحت میں داخل ہو جاتا ہے جہاں پاکیزگی اور طہارت کے سوا کچھ نہیں۔ وہ خدا میں لذت ہے اسکو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اسے ہی پاؤ کہ حقیقی لذت وہی ہے"

خدا تعالیٰ کی ستاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اسکی غلط کاریوں کو اس وقت تک جب تک کہ وہ اعتدال کی حد سے نہ گزر جاویں ڈھانپتا ہے لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کم حوصلہ ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات حلیم و کریم ہے۔ ظالم انسان اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی خدا تعالیٰ کے حلیم پر پوری اطلاع نہ رکھنے کے باعث بیباک ہو جاتا ہے۔ اس وقت ذوانتقام کی صفت کام کرتی ہے اور پھر اسے پکڑ لیتی ہے۔ خدا حد سے بڑھی ہوئی بات کو عزیز نہیں رکھتا۔ بااین ہمہ بھی وا ایسا رحیم و کریم ہے' کہ ایسی حالت میں بھی اگر انسان نہایت خشوع خضوع کے ساتھ آستانہ الٰہی پر جا گرے تو وہ رحم کے ساتھ اس پر نظر کرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں پر معا نظر نہیں کرتا اور اپنی ستاری کے طفیل رسوا نہیں کرتا تو ہم کو بھی چاہئے کہ ہر ایسی بات پر جو کسی دوسرے کی رسوائی یا ذلت پر مبنی ہو فی الفور منہ نہ کھولیں۔

—(الحکم جلد ۳، نمبر ۲۲، ۲۱ اپریل، ۲۳ جون ۱۸۹۹ء، قادیان)

مرسلہ: محترم ظفراللہ خان صاحب

سالانہ دُعائیہ ۱۹۹۰ء کی جھلکیاں

فرانسیسی زبان میں **قرآن مجید کا ترجمہ کینیڈا سے شائع ہو گیا ہے الحمدللہ۔** اس ترجمہ کی طباعت کے لئے ہمارے نہایت محترم اور سرگرم نوجوان ڈاکٹر عبداللہ جان صاحب نے خطیر رقم بطور عطیہ عنایت فرمائی۔ جزاک اللہ

فرانسیسی ترجمۃ القرآن کی پانچ ہزار امریکی ڈالر مالیت کی کاپیاں فرانس، کیوبیک (کینیڈا) اور مغربی افریقہ کی لائبریریوں کو مفت ارسال کی جارہی ہیں۔

جرمن زبان میں قرآن مجید کا نیا ترجمہ مکمل ہو گیا ہے۔ امید ہے اس سال کے آخر تک شائع ہو جائے گا۔

روسی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا کام مکمل ہے اور اس کی چیکنگ ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ یہ ترجمہ بھی اس سال کے آخر میں شائع ہو جائے گا۔

چینی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا تین چوتھائی سے زیادہ کام مکمل ہو چکا ہے آئندہ چند مہینوں میں یہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد اس کی چیکنگ شروع ہو جائے گی۔

پولش زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کے کام کی ابھی ابتداء ہوئی ہے۔ یہ کام وہی مترجم کر رہے ہیں جن سے مرحوم جنرل عبداللہ سعید صاحب نے ریلیجن آف اسلام کے ترجمہ کا کام شروع کروایا تھا۔ مترجم نے یہ کام مکمل کر لیا ہے اور اب انہوں نے قرآن مجید پر کام شروع کر دیا ہے۔

جاپانی زبان میں بھی قرآن مجید کے ترجمہ کا کام مکمل ہو چکا ہے اس کی چیکنگ کا کام عنقریب شروع ہو جائے گا۔

انگریزی ترجمۃ القرآن کا نیا ایڈیشن تیار ہو رہا ہے۔ جس میں انگریزی ترجمہ اور تفسیر نئے سرے سے کمپوز ہو رہے ہیں۔ یہ ایڈیشن ہر لحاظ سے نہایت عمدہ اور دیدہ زیب ہو گا

احمدیہ انجمن امریکہ اور کینیڈا کے اشتراک اور دیگر بیرونی جماعتوں کے تعاون سے قرآن مجید اور دیگر دینی کتب کے تراجم کا جو پراجیکٹ چل رہا ہے اس کا بجٹ اب پانچ لاکھ امریکی ڈالر سے تجاوز کر گیا ہے الحمدللہ۔

بیگم ثمینہ ساہو خان جو اس پراجیکٹ کے لئے دن رات کام کر رہی ہیں ان کی انتھک محنت کی وجہ سے پراجیکٹ کے ذریعہ حیران کن نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ثمینہ بہن کو ہمت اور استقامت عطا فرمائے۔ حال ہی میں انہوں نے پراجیکٹ کے آئندہ دو سال کے لئے جو پروگرام پیش کیا ہے اس کی مختصر تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

پانچ زبانوں روسی، جرمن، چینی، جاپانی اور پولش میں قرآن مجید کے تراجم کا کام جن مراحل سے گذر رہا ہے اس کی کچھ تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ جن **کتب کے تراجم ہو رہے ہیں اور جنہیں آئندہ دو سالوں میں شائع ہونا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔**

جرمن زبان میں ریلیجن آف اسلام، مینول آف حدیث، مسلم پریئر بک، محمد دی پرافٹ، احمدیت ان دی سروس آف اسلام،

روسی زبان میں ٹیچنگز آف اسلام از بانی سلسلہ احمدیہ، لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ ارلی کیلیفٹ، ریلیجن آف اسلام

فرانسیسی زبان میں ریلیجن آف اسلام

پولش زبان میں ریلیجن آف اسلام، اسلام دی ریلیجن آف ہومینیٹی

جاپانی زبان میں اسلام دی ریلیجن آف ہومینیٹی

بین الاقوامی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس زیر صدارت حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ۲۹ دسمبر ۹۰ء کو جامع دارالسلام لاہور میں منعقد ہوا۔ اس میں پاکستان کے ممبران کے علاوہ ذیل کے بیرونی مندوبین نے شرکت کی: ڈاکٹر نعمان الٰہی ملک صاحب (امریکہ) بیگم ثمینہ ساہو خان صاحبہ (کینیڈا)، عبدالجمیل حسن محمد صاحب (ہالینڈ)، عبدالعزیز صاحب (اسسٹنٹ امام جرمن مشن، جرمنی)، محترم عبدالرزاق صاحب (بھارت)، بیگم حامد رحمان صاحبہ اور بیگم منیر احمد صاحبہ (امریکہ)

اخبار احمدیہ

- الحمدللہ، حضرت امیر جماعت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب دامت برکاتہٗ حسب معمول خدمات دینیہ اور جماعتی امور کی راہنمائی میں مصروف کار ہیں۔ دعائیہ کے دوران آپ کی مصروفیات میں دوچند اضافہ ہوا۔ آپ نے دعائیہ تقریبات میں بالفعل شرکت فرمائی، احباب سے خطاب فرمایا۔ آمدہ احباب و خواتین سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے موضوعات پر غور فرمایا۔ ان کے حق میں دعائیں کیں۔ احباب جماعت ان کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لیے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔

- دعائیہ کے موقع پر منتظمین دعائیہ ہر ممکن سعی کرتے ہیں کہ مہمانوں کو ہر قسم کی ممکن سہولت بہم پہنچائیں پھر بھی کئی خامیاں اور کوتاہیاں رہ جاتی ہیں اور انتظامی نقائص سے دوستوں کو تکلیف بھی پہنچتی ہے۔ اس لیے تمام احباب و خواتین سے جو ابھی ابھی دعائیہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ تمام ایسے امور سے جو اصلاح طلب ہیں مرکز میں اطلاع دیں۔ اور ان کے ذہن میں اگر انتظام کو بہتر بنانے کی تجاویز ہوں تو ان سے بھی مطلع کریں تاکہ آئندہ ان پر عمل درآمد کی ممکن کوشش کی جا سکے۔ اس سلسلہ میں تمام احباب و خواتین کے تعاون و توجہ کی ضرورت ہے۔

بیرونی جماعتوں کی خبریں

فجی

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فجی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت یکم اکتوبر ۹۰ء کو نہایت عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ اس دن ملک میں عام تعطیل تھی۔ احمدیہ انجمن فجی کے ممبران نے جامع نور سووا میں میلاد النبی صلعم کی تقریب کا اہتمام کیا۔ تقریب کی ابتدا محترم مولانا شفقت رسول خان شفیق صاحب کی نہایت خوش الحان تلاوت قرآن مجید سے ہوئی۔ ہادی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اقوام عالم کے لیے ان کے آفاقی پیغام کے مختلف پہلوؤں پر صدر انجمن محترم غلام نبی دین صاحب، نائب صدر ڈاکٹر ایم ایس ساہو خان صاحب، محترم اے واحد خان صاحب، ہمارے محترم مبلغ مولانا شفقت رسول صاحب اور فجی میں برطانیہ کے سفیر عزت مآب جناب پیٹر سمارٹ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

عمران خان صاحب اور محترمہ شبنم کلام صاحبہ نے نعت و نظمیں پیش کیں۔ محترم بھائی حنیظ رضا صاحب کے فرزند مشہود رضا نے بھی تلاوت قرآن مجید کی۔ یہ نوجوان مولانا شفقت رسول صاحب کا نہایت ہونہار شاگرد ہے اور مولانا سے قرآن مجید کی قرأت اور اردو اور عربی بھی سیکھ رہا ہے۔ آخر پر ظہر اور عصر کی باجماعت نمازیں ادا کی گئیں۔

یوم مولانا محمد علیؒ

حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی یاد میں ایک خصوصی تقریب ۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو یوم محمد علی (نادروگا) مارو کے مقام پر جامع محمد علی میں منعقد کی گئی۔ لوگوں کی خاصی تعداد نے اس میں شرکت کی۔ ذیل کے مقررین نے حضرت مولانا مرحوم و مغفور کی بے نظیر علمی اور دینی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

محترم اے واحد خان صاحب، محترم ڈاکٹر ایم ایس ساہو خان صاحب، مولانا شفقت رسول شفیق صاحب، نوجوان عمران ساہو خان اور نوسالہ بچی شبانہ نے نظمیں سنائیں۔ سووا سے ایک پوری بس میں احباب جلسہ میں شمولیت کے لیے مارو آئے۔

مختلف مذاہب میں میل جول کی کوشش

حال ہی میں احمدیہ انجمن فجی نے مختلف مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لیے دو نہایت کامیاب جلسے کیے۔ یہ دونوں اجلاس جامع نور، سووا میں منعقد ہوئے۔ پہلے اجلاس میں سینٹ انڈریو پریسبیٹیرین چرچ اور سائیں بابا کی تنظیم کے نمائندوں نے شرکت کی۔ دوسرے اجلاس میں بہائی مذہب، فجی ہندو سوسائٹی اور میتھوڈسٹ چرچ کے نمائندوں نے شرکت کی۔ دونوں اجلاسوں میں "مسلمان کس طریق پر عبادت کرتے ہیں" کے موضوع پر مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے رنگ میں خیالات کا اظہار کیا۔ ہر اجلاس سے پیشتر شریک مذاہب کے نمائندے مغرب کی باجماعت نماز کی ادائیگی کا مشاہدہ کرتے۔ گفتگو کے دوران میں عبادت کے مختلف پہلوؤں اور طرز ادائیگی زیر بحث آئے۔

فجی میں عیسائی چرچ کے آرچ بشپ کی مختلف مذاہب کے راہنماؤں سے ملاقات

حال ہی میں فجی کے رومن کیتھولک چرچ کے سربراہ آرچ بشپ محترم پیٹر ومنا کا نے احمدیہ انجمن فجی کے صدر اور جنرل سیکرٹری اور دوسرے مذاہب کے رہنماؤں سے سووا میں چرچ کے ہیڈ کوارٹر میں ملاقات کی۔ فجی میں کونسل آف چرچز کے نمائندے نے اس ملاقات کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

"ہمارا اس وقت مل بیٹھنا اس بات میں مدد دیگا کہ اپنے ملک کے موجودہ حالات کے حوالے سے ہم ایک متحد قوم کی حیثیت سے اپنی اخوت کا اظہار زیادہ خلوص اور مؤثر انداز سے کر سکیں۔"

محمد امین ساہو خان کا عیسائی دینی ادارہ کے طلباء سے خطاب

محمد امین ساہو خان جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن فجی سووا میں پیسیفک ریجنل سیمینری میں طلباء کے ایک اجتماع میں مہمان خصوصی تھے۔ انہوں نے سیمینری کے آخری سال کے طلباء سے فجی میں مختلف مذاہب کے مابین افہام و تفہیم کی اہمیت پر زور دیا۔ موصوف نے طلباء میں لٹریچر تقسیم کیا اور مدرسہ کی لائبریری کو انگریزی ترجمۃ القرآن کی کاپی تحفتہً پیش کی۔

محترم غلام نبی دین صاحب آسٹریلیا میں

صدر احمدیہ انجمن فجی محترم غلام نبی دین صاحب آنکھوں کے معائنہ کے لیے آسٹریلیا تشریف لے گئے تھے۔ موصوف نے سڈنی میں محترم عثمان ساہو خان صاحب اور میلبورن میں محترم جلال الدین صاحب کے گھروں پر درس قرآن مجید دیا۔ اور احباب میں لٹریچر تقسیم کیا۔ سڈنی میں ایک تقریب میں ہندوؤں کے ہولی کے تہوار کے موقعہ پر دینی نقطہ نگاہ سے اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا۔

محمد امین ساہو خان صاحب کی پبلک سروس کمشن میں تبدیلی

محمد امین ساہو خان صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن فجی، فجی پولیس اکادمی میں ایجوکیشن آفیسر کے عہدہ سے تبدیل ہو کر پبلک سروس کمشن کے ٹریننگ سنٹر میں بطور اسسٹنٹ سیکرٹری چلے گئے ہیں۔

گیانا۔ جنوبی امریکہ

گذشتہ دو ماہ کے دوران احمدیہ انجمن گیانا نے دو پبلک جلسے کیے۔ ایک ویسٹ کوسٹ بربیس میں اور دوسرا گورنمنٹ کے گاؤں نمبر ۷ کی جامع احمدیہ میں۔ دونوں جلسوں میں لوگوں نے کثرت سے شرکت کی۔ جملہ انتظامات ہر لحاظ سے قابل تعریف تھے۔ مقررین کی علمی اور پُر از معلومات تقاریر کو حاضرین نے بیحد پسند کیا۔ مقرر حضرات کے نام یہ تھے۔ محترم عالم شاہ صاحب (صدر) احمدیہ انجمن گیانا مولوی آزاد خان صاحب، مولوی نادر علی صاحب، امام محمد رشید صاحب، محترم مسلم فاضل صاحب اور محترم منقندر گورڈن صاحب، جن موضوعات پر مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں سے چند یہ تھے۔ "ختم نبوت"، "وفات مسیح" اور "تحریک احمدیت"۔

نوجوانوں کا سیمینار

اگست ۹۰ء میں جامع احمدیہ دار السلام جارج ٹاؤن میں نوجوانوں کا سالانہ سیمینار ہوا

گیانا کے مختلف علاقوں سے ۴۰ نوجوانوں نے سمینار میں شرکت کی اور خصوصی کلاسوں میں باقاعدہ شمولیت کی۔ گیانا کی تین بڑی جماعتوں کے نوجوانوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا نوجوانوں کا سمینار ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

رشید پیرخاں صاحب سرینام

سرینام کے علاقہ پارامار بیو سے جماعت کے صدر جناب رشید پیرخاں صاحب نے ایک تار کے ذریعہ حضرت مولینا شیر محمد خوشابی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے امیر جماعت حضرت ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب دامت برکاتہ، کی خدمت میں لکھا ہے کہ :

"سلام مسنون۔ حضرت مولینا حافظ شیر محمد صاحب خوشابی کی وفات سے مذہبی دنیا ایک ثقہ عالم۔ سے محروم ہوگئی ہے اور جماعت احمدیہ سے ایک غیر معمولی شخصیت جدا ہوگئی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دین و مذہب سے ان کی محبت والفت، اور ان کی دینی و مذہبی علم وعرفان کی گہرائی ہمیشہ دلوں میں تازہ رہے گی۔ جماعت سے اور مرحوم کے افرادِ خانہ سے ہمارا اظہار تعزیت کر کے شکر گذاری کا موقع دیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اُن کی مغفرت فرمائے۔"

ابن غفور خان بعل خان سرینام

پارامار بیو سے جناب ابن غفور خان۔ بعل خان فیملی نے بھی حضرت امیر دامت برکاتہ کو ایک برقی مراسلہ میں لکھا ہے:

"حضرت مولینا شیر محمد صاحب خوشابی مرحوم کی وفات کے موقع پر ہماری طرف سے دلی اظہار تعزیت قبول فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔"

ھالینڈ

سہ ماہی رسالہ "اقراء" ڈچ زبان میں

احمدیہ انجمن فاؤنڈیشن ہیگ ڈچ زبان میں کتب اور کتابچے شائع کرنے کے علاوہ ایک سال سے زائد عرصہ ہوا اقراء کے نام سے نہایت بلند پایہ اور دیدہ زیب سہ ماہی رسالہ شائع کرتے ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے دو شمارے جولائی، اگست، ستمبر اور اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۹۰ء ہیں۔ ان دونوں شماروں میں اسلام اور عیسائیت از مسز الفت صمد صاحبہ اور مسلمان کون ہے از مولانا حافظ شیر محمد صاحب دو نہایت عمدہ اور بلند پایہ مضامین ہیں۔ ان کے علاوہ جماعت انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر احمد محمد صاحب، ان کی بیگم صاحبہ اور ہمشیرہ کی منا میں حج کے دوران وفات کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا گیا ہے۔

اس سہ ماہی رسالہ کے نوجوان اور قابل ایڈیٹر محترم اے الیس حسینی اور فاؤنڈیشن کے ممبران مبارکباد کے مستحق ہیں جو دینی موضوعات اور تحریک احمدیت سے متعلق لٹریچر اور کتب نہایت عمدہ طریق پر شائع کرتے ہیں

مولینا عبدالرحیم جگو صاحب کو دل کی تکلیف

یونر سینٹ ہالینڈ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم مولینا عبدالرحیم جگو صاحب کو دل کی تکلیف ہوگئی ہے۔ انہیں ڈاکٹر نے مکمل آرام کی ہدایت کی ہے انہوں نے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کی ہے۔

خدا تعالیٰ محترم جگو صاحب کو جلد صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

انڈونیشیا

حافظ شیر محمد صاحب کی وفات پر تعزیت

ہمیں محترم حافظ شیر محمد صاحب کی وفات کا بے حد افسوس ہوا ہے۔ محترم حافظ صاحب ہماری جماعت کے مقتدر عالم اور مبلغ تھے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون**۔ انڈونیشیا کی تمام جماعتوں نے ان کے لئے نماز جنازہ غائبانہ ادا کی۔ تحریک احمدیت پر مرحوم کے مضامین، تقاریر اور کتابچے بلند پایہ اور علمی نکات سے پر ہوتے تھے خاص طور پر ان کی کتاب "احمدیہ کیس" ایک شاہکار ہے جو ہماری تمام لائبریریوں میں لوگوں کے مطالعہ کے لئے موجود ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس کو انڈونیشی زبان میں ترجمہ کیا جائے تاکہ تحریک احمدیت کے افکار اور اس کا پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔

سالانہ جلسہ

۲۲ تا ۲۵ دسمبر احمدیہ انجمن انڈونیشیا کا سالانہ جلسہ جوگجا کارتہ میں منعقد ہوا۔ ان چار دنوں میں تقاریر کے علاوہ مجلس منتظمہ اور مجلس معتمدین کے اجلاس ہوئے جن میں ۱۹۹۲ء میں ہونے والے ملکی انتخابات کے لئے تجاویز اور آئندہ پانچ سالہ قومی منصوبہ پر غوروخوض کیا گیا کیونکہ ان امور کے بارے میں حکومت نے ہماری جماعت کی رائے طلب کی تھی۔

اسی طرح ۱۵ اور ۱۶ دسمبر ۹۰ء کو جکارتہ میں بھی ایک جلسہ ہوا۔ نماز مغرب کے بعد محترم سوہاتونو صاحب نے نماز کی فضیلت پر نہایت عمدہ تقریر کی۔ دوسرے دن ہم سب نے باجماعت تہجد کی نماز ادا کی۔ صبح کے اجلاس میں راقم نے مخالفین جماعت سے صبروتحمل اور رواداری برتنے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس موضوع کا خیال مجھے لائٹ میں شائع شدہ اس مضمون سے آیا جو ناٹنگھم، انگلستان کے ہمارے فاضل نوجوان ڈاکٹر زاہد عزیز نے لکھا تھا۔ اس کے بعد ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر رحمت اللہ نے دفتری اور کاروباری نظام کے بارے میں اسلامی نکتہ نگاہ کو سلائیڈز کے ذریعہ واضح کیا۔

ہماری دعا ہے کہ کہ خدا تعالیٰ حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کو صحت کاملہ میں رکھے اور عمر دراز عطا فرمائے۔

— امام موسیٰ پروجو سوویو، جکارتہ

بقیہ: دین کے لیے انتھک جذبہ، آمدہ صفحہ ۱

رسالہ "پیغام حق" جاری کیا جس میں اکثر مضامین ان ہی کی رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہوتے۔

فجی کے قیام کے دوران دوسری کامیابیوں کے علاوہ سب سے اہم کام حافظ صاحب موصوف نے احمدیہ انجمن فجی کے مرکز واقع ۱۲۔ باؤسٹریٹ سووا میں عظیم الشان جامع کی تعمیر کا کارنامہ سرانجام دیا۔ ان کی زوردار اپیل کے جواب میں دو لاکھ ڈالر سے زائد رقم فجی اور بیرونی جماعتوں کے احباب نے ارسال کی۔ سووا میں جامع نور کی تعمیر کے لیے محترم حافظ صاحب نے اہم کردار ادا کیا۔ فجی احمدیہ انجمن ہمیشہ ان کی احسان مند رہے گی۔

اس سے پیشتر حافظ صاحب نادر دگو میں مادو کے مقام پر جامع محمد علی کا بھی افتتاح کر چکے تھے۔ آپ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث خوب صادق آتی ہے

"جو کوئی بھی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے مثل گھر جنت میں بناتے ہیں" (بخاری کتاب ۸۔ باب ۶۵)

حافظ صاحب اب ہم میں موجود نہیں ان کی انتھک مصروفیت کی دنیا نے جمعہ ۱۲۔ اکتوبر ۹۰ء کو ہمیشہ کے لیے خاموشی اختیار کر لی۔ خدا مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کو اپنی خاص رحمتوں کے سایہ میں جگہ دے۔

اخبار و افکار

کیا سینکڑوں سال پہلے کی گئی پیش گوئیاں پوری ہونے والی ہیں؟

احادیث نبوی ؐ میں سرزمین عرب میں دجال صفت قوموں کے اکٹھا ہونے کی پیش گوئی کی گئی ہے

لاہور (خصوصی رپورٹ) اس وقت خلیج کی صورتحال اور سعودی عرب میں عیسائی امریکی اور دیگر اتحادی فوجوں کی موجودگی سے تیسری عالمی جنگ کا جو خطرہ پایا جاتا ہے اس سلسلہ میں قرآن پاک کی سورۃ حشر کا بغور مطالعہ کیا جائے تو کچھ اشارے ایسے ملتے ہیں جن سے قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ اشارے کہیں موجودہ صورتحال کے بارے میں نہ ہوں۔

سورۃ حشر کی آیت نمبر ۲ میں کہا گیا ہے " وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو حشر کے لئے ان کے گھروں سے نکالا " حضرت شاہ ولی اللہ ؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں حشر کے دو معنی درج کئے ہیں ایک معنی تو قیامت سے پیشتر لوگوں کا ملک شام میں جمع ہونا ہے اور دوسرے حشر کے معنی موت کے بعد زندہ ہونے کے ہیں (جلد دوم صفحہ ۵۸۷) ۔ اسی طرح ابوجمال احمد مکرم عباسی صلیبی فتنہ کو دجالیت سے تعبیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ " دجال کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ اہل یورپ اور پادریوں پر صادق آتی ہیں " ۔ ڈاکٹر ہنری عیسائی دانشور مبلغ نے انیسویں صدی کے آخر پر عیسائیت کے غلبہ سے متعلق تحریر کیا تھا " اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں اس ترقی کے نتیجہ میں ایک طرف صلیب کی چمکار آج لبنان پر جگمگا رہی ہے دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمک سے تمتما رہا ہے یہ صورتحال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا جب قاہرہ، دمشق اور تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعے مکہ کے شہر اور کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا " غرض یہ تمام باتیں موجودہ صورتحال کا اشارہ دیتی ہیں۔

شام کے متعلق پہلے بھی کئی پیش گوئیوں میں یہ ذکر آیا ہے کہ ایک عظیم الشان جنگ اس علاقہ میں لڑی جائے گی حضور نبی اکرم ؐ کی ایک حدیث ہے کہ ان لوگوں میں چار خصوصیات ہوں گی ۔ " فتنہ و فساد کے وقت وہ زیادہ عقلمندی کا ثبوت دیں گے ' مصیبت یا بربادی کے بعد فوری تدارک کی کوشش کریں گے ' فرار کے بعد حملہ کا فوری اقدام کرنے والے ہوں گے ' یتیموں مسکینوں کو اپنے مذہب کی طرف مائل کرنے میں اچھا سلوک کریں گے اور ان کی پانچویں خصوصیت یہ ہوگی کہ محض بادشاہت کے ظلم سے عوام کو محفوظ کرنے کا دعویٰ کریں گے "

چنانچہ اس حدیث کی روشنی میں دجال صفت قوموں کی فوجوں کا اجتماع عرب کی سرزمین پر ہو رہا ہے امریکہ اور یورپ کے عیسائی اور اسلام کے سب سے بڑے دشمن یہودی مندرجہ بالا حدیث کی نشانیاں لے کر اپنے قدم کعبہ کے ارد گرد جما رہے ہیں ۔ کیا آئندہ چند دنوں میں سینکڑوں سال پہلے کی گئی پیش گوئیاں تو پوری ہونے والی نہیں ہیں ؟ عالم دین اور دیگر علوم کے ماہر اس صورتحال پر کافی متفکر نظر آتے ہیں " (روزنامہ جنگ ' لاہور مورخہ ۱۱ جنوری ۹۱ء)

المسیح الدجال و یاجوج و ماجوج

قرآن مجید ' احادیث اور بائیبل کی روشنی میں

موجودہ واقعات عالم کا نقشہ اگر ایک طرف رکھا جائے جس میں یورپ عالم اسلامی کے متعلق ایک خاص ارادہ کو لئے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے اور اس پر اپنا پورا تصرف جمانا چاہتا ہے اور دوسری طرف وہ احادیث نبوی ہوں جن میں ان فتنوں کا نقشہ کھینچا ہے جو کسی وقت مسلمانوں پر آنے والے تھے ۔ اور یہ احادیث اس وقت کتابوں میں لکھی گئیں جب اسلام کی سلطنت روئے زمین پر چھائی ہوئی تھی اور اس کے رعب سے ساری دنیا کانپتی تھی تو ایک سرسری نگاہ بھی یہ دکھانے کو کافی ہے کہ ان دونوں میں ایک دوسرے کی جھلک نظر آتی ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ اس وقت یورپ اور اسلام یا عیسائیت اور اسلام کی ایک خطرناک جنگ ہو رہی ہے ۔ یورپ نے اسلام کی قوت کو دنیا کے لئے ایک خطرہ عظیم قرار دے کر اس کو مٹانے اور اس کے سیاسی اقتدار کو تباہ کرنے کے لئے پورا زور لگایا ہے اور مذہبی رنگ میں آج علانیہ یہ کہا جا رہا ہے کہ سب مذاہب نان کرسچن یا غیر عیسائی ہیں مگر اسلام اینٹی کرسچن یا ضد عیسائیت ہے ۔ اور عیسائی مشنری جہاں تمام دنیا میں پھیل گئے ہیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی خاص جدوجہد ہے ۔

دجال کے کارنامے اور یاجوج ماجوج کے عجائبات قصے اور کہانیاں نہیں بلکہ یورپ اور عیسائیت کی موجودہ تگ و دو کی تصویر ہے جو احادیث میں کھینچی گئی ہے ۔ اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو سال بعد آنے والے واقعات کا ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ گویا یہ سب واقعات آپ کی آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں ۔

دجال و یاجوج ماجوج کے لغوی معنے

دجال کا ذکر احادیث میں بکثرت پایا جاتا ہے اور یاجوج ماجوج کا ذکر علاوہ احادیث کے قرآن شریف میں بھی پایا جاتا ہے ۔ لفظ دجال دجل سے مشتق ہے ۔ دجل الشئی کے معنے ہیں غطاہ یعنی اس نے اس چیز کو ڈھانک لیا ۔ اور لسان العرب میں دجال کی بحث میں کئی قول نقل کئے ہیں کہ یہ ڈھانکنا کیا ہے ۔ ایک قول میں دجال کذاب ہے یعنی بڑا جھوٹا اس لئے کہ جھوٹ سے حق پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے ۔ اور ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ دجال کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ وہ حق کو باطل کے ساتھ ڈھانک دے گا ۔ اور ایک قول نقل کیا ہے کہ دجال کو دجال (ڈھانک دینے والا) اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی جماعتوں کی کثرت کے ساتھ زمین کو ڈھانک لے گا اور ایک قول ہے کہ وہ لوگوں پر اپنے کفر کا پردہ ڈال دے گا ۔ اور ایک قول ہے کہ دجال سے مراد بڑا گروہ ہے جو اپنی کثرت کی وجہ سے ساری زمین پر پھیل جائے اور ایک قول ہے کہ وہ ایسا گروہ ہے جو اپنا سامان تجارت کے لئے اٹھائے پھرے (گویا زمین کو اپنے سامان تجارت سے ڈھانک دے) اور ایک قول ہے کہ دجال کو دجال اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ جو کچھ دل میں رکھتا ہے اس کے خلاف ظاہر کرتا ہے ۔

" اے ہمارے رب اور ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جس کی طاقت ہم میں نہیں اور ہمیں معاف فرما اور ہماری حفاظت فرما اور ہم پر رحم فرما ۔ تو ہمارا مولیٰ ہے پس ہمیں کافر قوم پر مدد فرما ۔ " (البقرۃ ۲ - ۲۸۶)

یاجوج ماجوج اج یا اجیج سے ۔مفعول اور مفعول کے وزن ہیں اور اجیج آگ کے شعلہ مارنے یا بھڑکنے کو کہتے ہیں اور اج کے معنے اسرع بھی ہیں یعنی تیز چلا ۔ یہ لسان العرب میں ہے اور مفردات راغب میں ہے کہ یاجوج ماجوج کو ان کے کثرت اضطراب کی وجہ سے شعلے مارنے والی آگ سے اور موجیں مارنے والے پانیوں سے تشبیہ دی گئی ہے ۔

دجال بروئے قرآن کریم

یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن کریم میں دو جگہ ہے دجال کا نام مذکور نہیں لیکن صحیح حدیث میں یہ ذکر ہے، کہ سورہ کہف کی پہلی یا پچھلی دس آیات فتنہ دجال سے حفاظت کے لئے ہیں یوں ان آیات میں ذکر دجال ہونے کا اشارہ ہے ۔ چنانچہ مسلم' ابو داؤد' ترمذی اور احمد کی روایت ہے **من حفظ عشر ایات من اول الکهف عصم من الدجال** جو شخص سورہ کہف کی پہلی دس آیتوں کو یاد رکھے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا اور مسلم' ترمذی اور احمد کی روایت میں ہے **من قراء العشر الاواخر من سورۃ الکهف عصم من فتنۃ الدجال** جو شخص سورہ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھے گا وہ فتنہ دجال سے بچا رہے گا ۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی دس اور آخری دس کا ذکر کر کے مراد ساری سورت ہی لی ہو اور اس ساری سورت میں عیسائیت کے فتنے کا دو رنگ میں ذکر ہے ایک مذہبی رنگ میں اور ایک دنیوی عروج کے رنگ میں' لیکن ویسے بھی دیکھا جائے تو پہلی دس آیات میں عیسائیت کے فتنے کا ہی ذکر ہے ۔ اور پہلے ان کے مذہبی فتنے کا ذکر کیا یعنی اول ایک انذار عام کا ذکر کیا ۔ **لینذر باسا شدیدا من لدنہ** (آیت ۲) اور اس کے ساتھ ہی ایک انذار کا ذکر کیا ۔ **و ینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا** (آیت ۴) یعنی ان لوگوں کو بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ کا بیٹا ہے ۔ اور آگے چل کر زمین کی زینت کے ذکر میں (آیت ۷) گویا ان کے دنیوی کارناموں کا ذکر ہے ۔ اور آخری دس آیات میں بھی یہی ذکر ہے یعنی اول بندوں کو خدا بنانے والوں کا ذکر ہے پھر ان کے ہمہ تن دنیوی زندگی پر گر جانے اور صنعت کے کام بنانے کا ذکر ہے **الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعا** (آیت ۱۰۴) وہ لوگ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی پر برباد ہو گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ صنعت کے اچھے اچھے کام کر رہے ہیں ۔ یوں قرآن شریف سے بھی دجال کا کچھ پتہ مل سکتا ہے ۔

قرآن کریم میں یاجوج ماجوج کا ذکر

یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن شریف میں دو جگہ آتا ہے ۔ ایک سورہ کہف کے آخر میں جہاں یاجوج ماجوج کے ذکر کو دجال کے ذکر کے ساتھ ملا دیا ہے اور دوسرا سورہ انبیاء کے آخر میں ۔ سورہ کہف میں ذوالقرنین کے ذکر میں یاجوج ماجوج کا ذکر اس طرح آتا ہے کہ اول ذوالقرنین کے (جو تاریخی طور پر دارائے اول شاہ ایران ثابت ہوتا ہے) مغربی سفر کا ذکر ہے جو بحر اسود پر ختم ہوتا ہے ۔ **حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ** (آیت ۸٦) جب اپنی مملکت کی مغربی سرحد پر پہنچا تو اسے یعنی سورج کو ایک سیاہ کیچڑ والے پانی میں ڈوبتا ہوا پایا ۔ یہ صریحا بحیرہ اسود ہے پھر اس کے مشرقی سفر کا ذکر ہے **حتی اذا بلغ مطلع الشمس** (آیت ۹۰) یہاں تک کہ اپنی مملکت کے اس طرف پہنچا جدھر سے سورج نکلتا تھا ۔ پھر اس کے شمالی سفر کا ذکر ہے **حتی اذا بلغ بین السدین** (آیت ۹۳) یہاں تک کہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا ۔ جو آرمینیا اور آذربائیجان کے پہاڑ ہیں ...

دجال اور یاجوج ماجوج ایک ہیں

آیت ۱۰۲ میں پھر دجال کا ذکر شروع ہو جاتا ہے **افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء** جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے دجال اور یاجوج ماجوج کو ایک ہی قوم تصور کیا ہے صرف ان کے دو کاموں کے لحاظ سے دو الگ الگ نام ہیں ۔ یاجوج ماجوج کے متعلق مفسرین کے اقوال مختلف ہیں ۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ وہ آدم کی نسل سے ہیں جیسا کہ صحیحین سے ثابت ہے ۔ روح المعانی میں ہے کہ بعض کے نزدیک وہ یافث بن نوح کی اولاد سے دو قبیلے ہیں اور ترک بھی انہی میں سے ہیں جو دیوار سے ادھر چھوڑا جانے کی وجہ سے ترک کہلائے (ترک چھوڑا گیا) اور قرآن کریم کا اپنا بیان بھی صاف ہے کہ وہ انسان ہی ہیں جن کے حملوں کو روکنے کے لئے دیوار بنائی گئی ۔ دوسری جگہ یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن کریم میں انبیاء ۔ ۹٦ میں ہے **حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و ھم من کل حدب ینسلون** یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر ایک بلندی سے نکل پڑیں گے ۔ ہر بلندی سے نکل پڑنے کا مفہوم صریحا یہی ہے کہ ان کا غلبہ اور تسلط سب جگہ ہو جائے گا ۔ یوں قرآن کریم میں دونوں جگہ یاجوج و ماجوج کا ذکر بتاتا ہے کہ ایک وقت ان اقوام کا غلبہ روئے زمین پر ہو جائے گا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقوام پہلے سے موجود ہیں ۔ لیکن ایک وقت تک ان کی حرکت رکی ہوئی ہے اور پھر ایک ایسا وقت آئے گا وہ ساری دنیا پر غالب آ جائیں گے ۔

جب یہ امر ثابت ہے کہ دجال اور یاجوج ماجوج ایک ہی ہیں یعنی ایک ہی قوم کے دو نام ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے کہ قرآن شریف نے یاجوج ماجوج کا ذکر تو نام لے کر کیا لیکن دجال کا ذکر نام لے کر نہیں کیا ۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا دجال کے لغوی معنے کذاب یا فریبی کے ہیں اور کوئی شخص یا قوم خواہ کتنا بھی جھوٹ بولے اور لوگوں کو فریب دے وہ پسند نہیں کرتا کہ اسے اس نام سے یاد کیا جائے ۔ اور قرآن کریم نے برے سے برے لوگوں کے ذکر میں بھی الفاظ نہایت نرم اختیار کیے ہیں تاکہ سامع کے کانوں پر وہ الفاظ گراں نہ گذریں ۔ یاجوج ماجوج چونکہ قوموں کے نام ہیں اس لئے انہیں کوئی برا نہیں منا سکتا حتا کہ انگریز قوم نے تو یاجوج ماجوج کے مجسمے اپنے سب سے بڑے کونسل ہال کے سامنے نصب کر رکھے ہیں اس لئے وہ لفظ قرآن شریف نے اختیار کر لیا ہے ۔ احادیث نے لفظ دجال کو اختیار کیا ہے اس لئے کہ یہ نام اور دجال کے ظہور کی پیشگوئیاں پہلی کتابوں میں موجود تھیں ۔ اس لئے ضروری تھا کہ بتا دیا جائے کہ وہ پیشگوئیاں کس رنگ میں پوری ہونے والی ہیں ۔ علاوہ ازیں دجال نام صرف ایک پہلو کا ذکر کرتا ہے یعنی ان اقوام کے جھوٹ اور مکروفریب کو خواہ وہ دینی معاملات میں ہو جیسا ایک انسان کو خدا بنانے میں ۔ یا دنیوی معاملات میں کہ وہ دوسرے انسانوں کے حقوق کو جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کر کے دباتے ہیں ورنہ ان میں خوبیاں بھی ہیں ۔ دنیوی رنگ میں ان کی جتنی ترقی ہے آخر وہ بھی ایک خوبی ہے اس لئے دجال کی دنیوی آنکھ کو احادیث میں **کوکب دری** چمکتا ہوا ستارہ کہا ہے اور قرآن شریف میں بھی ان کی صنعتوں کا ذکر ہے قرآن شریف نے بجائے دجال کے عیسائی اقوام کے لئے الفاظ **اصحٰب الکهف و الرقیم** اختیار کئے ہیں جس میں تاریخ عیسائیت کے دونوں پہلو آ جاتے ہیں ۔ یعنی ابتدائی حالت اس کی **اصحٰب الکهف** کی ہے یا غار میں رہنے والے ۔ کیونکہ ابتدائی حالت عیسائیت کی رہبانیت کی تھی کہ دنیا کے کاروبار کو بالکل ترک کر کے عبادت میں مصروف رہتے تھے یعنی دین کی خاطر دنیا کو چھوڑ رکھا تھا اور آخری حالت ان کی **اصحٰب الرقیم** کی ہے ۔ رقیم کے معنے ہیں لکھی ہوئی چیز اور بالخصوص تجارتی اشیاء کپڑوں وغیرہ پر قیمتوں کے لکھنے کو رقم کہا جاتا ہے ۔ تو یہ ان کے دنیا میں انہماک کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ خود **ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا** سے بھی ظاہر ہے پس عیسائی اقوام کی ابتدائی حالت اگر یہ تھی کہ دین کی خاطر دنیا کو بالکل ترک کر دیا تھا تو ان کی آخری حالت یہ ہے کہ دنیا کی خاطر دین کو بالکل ترک کر دیا ہے اور یہ اقوام بالکل مادہ پرستی اور دولت پرستی پر گر گئی ہیں ۔ اور چونکہ وہ دنیوی معاملات میں سب قوموں پر سبقت لے گئی ہیں اس لئے دوسری اقوام بھی دنیا کے حاصل نفع کو دیکھ کر ان کے پیچھے لگ گئی ہیں اور یوں نہ صرف اپنے عقائد مذہبی کے رو سے بلکہ اپنی مادہ پرستی سے وہ دوسروں کو گمراہ کر رہی ہیں ۔ اور اسی لحاظ سے حدیث نے ان کا نام دجال رکھا ہے ۔

یاجوج ماجوج ازروئے بائیبل

بائیبل میں یاجوج ماجوج کا ذکر کھلے الفاظ میں ہے اور کسی تعیین میں کوئی بھی شبہ نہیں رہ جاتا ۔ حزقیل ۳۸ تا ۴ میں ہے ۔

" خداوند کا کلام مجھ کو پہنچا اور اس نے کہا کہ اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا منہ کر اور اس کے برخلاف نبوت کر اور کہہ کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے جوج روش اور مسک اور توبال کے سردار میں تیرا مخالف ہوں اور پھر تجھے پھرا دوں گا اور تیرے جبڑوں میں ہنسیاں ڈالوں گا ۔ "

یہاں جوج کا ذکر صریح الفاظ میں ہے (اور جوج وہی ہے جسے قرآن کریم میں یاجوج کہا گیا

ہے) کہ وہ روس اور توبال اور مسک کا سردار ہے اور ماجوج کے متعلق صرف اس قدر ذکر ہے کہ یاجوج بھی ماجوج کی سرزمین کا رہنے والے ہے۔

بائیبل میں جو تین نام مذکور ہیں یعنی روس اور ماسک اور توبال یہ تینوں کوہ قاف کے شمال میں موجود ہیں۔ روس ملک کا نام ہے ماسک اور توبال دو دریا ہیں جن میں سے اول پر ماسکو کا شہر آباد ہے اور دوسرے پر تو بالسک کا اور یہ دونوں روس کے مشہور ترین شہر ہیں۔ تو اتنی صراحت کے ہوتے ہوئے یاجوج ماجوج کے متعلق ادنیٰ شبہ کی بھی گنجائش نہیں۔

ان میں سے ایک یعنی یاجوج روس ہے اور روس سلافی قوموں کا مسکن ہے اور دوسرے یعنی ماجوج کا پتہ یوں بتا دیا ہے کہ جوج اور ماجوج دونوں ایک ہی سرزمین کے رہنے والے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ایک طرف یاجوج کو روس کا سردار یا مالک کہا ہے۔ اور دوسری طرف اسے ماجوج کی سرزمین کا رہنے والا قرار دیا ہے تو وہ سرزمین جس میں روس واقع ہے یعنی یورپ کی ساری آبادی دو بڑے حصوں پر تقسیم ہوتی ہے یعنی ایک سلافی اقوام اور دوسری ٹیوٹن اقوام۔ موخرالذکر میں انگریز اور جرمن آتے ہیں۔ پس جہاں یہ صراحت سے ثابت ہے کہ یاجوج یورپ کی مشرقی اقوام کا نام ہے۔ وہیں یہ بھی صراحت سے ثابت ہے کہ ماجوج یورپ کی مغربی اقوام کا نام ہے۔ یعنی وہ اقوام جو ٹیوٹن کے نام سے مشہور ہیں اور یہ بھی ظاہر امر ہے کہ ابتدائی مسکن ان سب اقوام کا ایک ہی تھا۔ ممکن ہے کہ یاجوج ماجوج ان دو اقوام کے مورث اعلیٰ کے نام یا خطاب ہوں۔ اور اس پر شہادت یہ بھی ہے کہ یاجوج ماجوج کے مجسمے پرانے زمانے سے لندن میں گلڈ ہال کے سامنے نصب ہوئے چلے آتے ہیں۔ اگر ان ناموں کا تعلق اس قوم کے بزرگوں سے کچھ نہ ہوتا تو ان کے مجسمے لندن میں گلڈ ہال کے سامنے کیوں نصب ہوتے۔ بلکہ ایک طرف بائیبل کے بیان سے اور دوسری طرف مجسموں کی اس تاریخی شہادت سے یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے --- کہ یاجوج ماجوج کوئی فرضی نام نہیں بلکہ اقوام یورپ کے ہی دو ٹکڑوں کے دو نام ہیں اور ان دونوں ناموں میں سارا یورپ آجاتا ہے۔ اس شہادت کے بعد قرآن کریم کے اس بیان کی کہ آخری زمانہ میں یاجوج ماجوج ہر ایک بلندی سے نکل پڑیں گے۔ ایک ہی معنے ہو سکتے ہیں یعنی یہ کہ یورپ کا تسلط دنیا پر ہو جائے گا بلکہ کل حدب کا لفظ استعمال کر کے یہ بھی بتا دیا کہ یہ تسلط صرف ملکوں اور جسموں پر ہی نہ ہو گا بلکہ خیالات اور علوم پر بھی ہو گا کیونکہ حدب کے معنے کے اندر یہ امور بھی آجاتے ہیں۔ اور یورپ کا دنیا کے ممالک اور دنیا کے عام خیالات پر تسلط الفاظ قرآنی کی صداقت کا کھلا گواہ ہے تو جو امر اس وقت اسلام کی کمزوری اور مغلوبیت ظاہری کا سامان ہوگیا ہے۔ خود وہی اسلام کی صداقت کی بھی بین دلیل ہے۔

بروئے قرآن غلبہ صلیب اور فتنہ دجال ایک ہی ہیں

میں ابھی اوپر بیان کر چکا ہوں کہ قرآن کریم میں دجال کا نام نہیں لیکن صحیح حدیث نے سورہ کہف کو فتنہ دجال کا علاج بتایا ہے اور سورہ کہف بالخصوص عیسائیت اور اس کے فتنہ پر ہے اس کی پہلی دس آیتوں اور پچھلی دس آیتوں میں عیسائیت کے عقیدہ اور عیسائی اقوام کے کاموں کا ہی ذکر ہے تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے غلبہ عیسائیت کو ہی فتنہ دجال قرار دیا ہے بالفاظ دیگر جس چیز کو حدیث میں فتنہ دجال کے نام سے بیان کیا گیا ہے اس سے مراد فتنہ مسیحیت ہی ہے۔ احادیث نے فتنہ دجال کو تمام فتنوں سے بڑھ کر فتنہ قرار دیا ہے اور بار بار اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ہر ایک نبی اپنی قوم کو فتنہ دجال سے ڈراتا رہا ہے۔ اور پھر صاف الفاظ میں فرمایا **مابین خلق ادم الی قیام الساعتہ امر اکبر من الدجال** آدم کی پیدائش سے لیکر قیامت تک دجال سے بڑھ کر کوئی امر نہیں۔ اس امر پر احادیث کا اتفاق ہے اور اس کو طرح طرح کے پیرایوں میں بار بار بیان کیا ہے۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس بات کو نبی کریم صلعم اس قدر شد و مد سے بیان فرماتے اور اس کو بدترین فتنہ قرار دیتے ہیں کیا قرآن کریم میں اس کا ذکر تک نہیں؟ یہ ہو نہیں سکتا۔ یاجوج و ماجوج کے فتنے کو احادیث نے بیان کیا تو قرآن کریم نے بھی اس کا ذکر کیا۔ اور یہی دو بڑے فتنے مسلمانوں کے لئے بیان کئے گئے ہیں یعنی ایک فتنہ دجال اور ایک فتنہ یاجوج و ماجوج تو یہ ہو نہیں سکتا کہ فتنہ دجال کا ذکر تک قرآن شریف میں نہ ہو۔ دوسری طرف اگر قرآن کریم کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہاں بھی ایک سخت ترین فتنہ کا ذکر ہے۔ مگر اس کا نام فتنہ دجال نہیں بلکہ عیسائیت رکھا ہے۔ قرآن کریم نے ہر قسم کے شرک کی تردید کی، ذلیل سے ذلیل قسم کے شرک کا بھی ذکر کیا ہے مگر کسی شرک کا ذکر ایسے شدید الفاظ میں نہیں کیا جیسے شرک عیسائیت کا **تکاد السموات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا ان دعو االرحمن ولدا** (مریم ۹۰ - ۹۱) قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ یہ رحمان کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اور مقامات پر بھی قرآن کریم میں اشارات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کا غلبہ ایک وقت تک اسلام کی ترقی میں روک رہے گا۔ لیکن بالآخر یہ فتنہ مٹ کر اسلام غالب آئے گا۔ پس فتنہ دجال فتنہ غلبہ عیسائیت کا ہی دوسرا نام ہے۔

احادیث پر غور کیا جائے تو ان سے بھی یہی حقیقت مذکورہ بالا واضح ہوتی ہے۔ سب سے پہلے یہ امر قابل غور ہے کہ جس قدر احادیث نزول عیسیٰ ابن مریم ہیں ان میں حضرت عیسیٰ کا کام صرف یہ بیان کیا گیا ہے **یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر** وہ صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ یہاں قتل دجال کا نام تک نہیں۔ حالانکہ جب فتنہ دجال بروئے حدیث اشد ترین فتنہ ہے جو دنیا میں کبھی واقع ہوا۔ اور یہ فتنہ آنے والے مسیح کے ہاتھ سے دور ہونا مقدر تھا۔ تو آنے والے مسیح کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا کام تو احادیث میں قتل دجال ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اس کی بجائے وہ کام کسر صلیب قرار دیا جس سے صاف نظر آتا ہے کہ کسر صلیب اور قتل دجال درحقیقت ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے دو لفظ ہیں۔ مقام غور ہے کہ جہاں فتنوں کا ذکر آتا ہے وہاں سارا زور دجال پر ہے۔ اور اسی کا بار بار ذکر طرح طرح کے پیرایوں میں پایا جاتا ہے۔ اور جہاں ان فتنوں کے علاج کا ذکر آتا ہے وہاں دجال کا نام چھوڑ کر کسر صلیب کا لفظ اختیار کیا ہے۔ آنے والے مسیح کا سب سے بڑا اور سب سے پہلا کام کسر صلیب قرار دینا اور فتنوں میں غلبہ صلیب کا نام تک نہ لینا دوسری طرف احادیث فتن میں دجال کے فتنے کو شدید ترین فتنہ قرار دینا اور آنے والے مسیح کے کارناموں میں قتل دجال کا نام تک نہ لینا اس بات پر قطعی اور کھلی شہادت ہے کہ فتنہ دجال اور غلبہ صلیب ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں اور کسر صلیب اور قتل دجال ایک ہی امر کو ظاہر کرنے کے دو مختلف پیرائے ہیں

دجال کا نام مسیح کیوں رکھا

اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو خود دجال کے نام المسیح الدجال میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے۔ دجال کو مسیح کیوں کہا ہے اس لئے کہ دجال اپنا کام مسیح کے نام کے نیچے کرتا ہے ورنہ فی الحقیقت مسیح تو ایک پاک نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے الہاما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا تو ایک راستباز بندے کا خطاب دجال کو دینا اسی بات کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ دجال اپنا کام اس راستباز بندے کے نام کے نیچے کرے گا۔ اور یہی درحقیقت اس کا دجل یا فریب سازی ہے کہ نام تو مسیح کا لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اور راستباز بندہ تھا اور کام وہ کرتا ہے جو اس کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں۔ حضرت مسیح تو یہ تعلیم دیتے تھے کہ خدا ایک ہے اس کے سوائے کسی کی عبادت نہ کرو۔ دجال نے خود مسیح کو خدا بنا لیا۔ حضرت مسیح کی تعلیم تو یہ تھی کہ خدا کے پیغمبر سب کے سب اس کے راستباز بندے ہیں۔ دجال نے تمام پیغمبروں کو گنہگار قرار دیا۔ کیونکہ جب تک سارے راستباز جن کو خدا دنیا کی ہدایت کے لئے چنتا رہا گنہگار نہ ٹھہرائے جائیں ایک بے گناہ بیٹے کے کفارہ بننے کی ضرورت کوئی نہیں رہتی۔ حضرت مسیح کی تعلیم تو یہ تھی کہ ہر انسان اپنے اعمال کی جزا و سزا پاتا ہے۔ دجال مسیح کے نام کے نیچے یہ تعلیم دے رہا ہے کہ خدا کا بیٹا ساری عیسائی دنیا کے گناہوں کے لئے کفارہ ہو گیا۔ حضرت مسیح کی تعلیم تو یہ تھی کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ دجال حضرت مسیح کے نام کے نیچے تعلیم دے رہا ہے کہ تمام دنیا کی دولت اکٹھی کر کے عیسائیوں کے گھروں میں پہنچائی جائے تو ہی ان کی نجات ہوتی ہے خواہ یہ دولت مکر فریب سے حاصل کی جائے خواہ دوسرے انسانوں کا گلا گھونٹ کر خواہ ان کو مغلوب اور ذلیل کر کے خواہ مار کر اور تباہ و برباد کر کے۔ غرض احادیث میں دجال کا نام المسیح الدجال رکھ کر اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ موجودہ مسیحیت کا نام ہی دجالیت ہے۔ نام تو مسیح کا اور مسیحیت کا لیا جاتا ہے مگر ہے وہ درحقیقت دجالیت۔ پس اس نام میں خود یہ شہادت موجود ہے کہ فتنہ دجالیت فتنہ مسیحیت کا ہی دوسرا نام ہے۔

کیا دجال سے مراد فرد واحد ہے یا قوم

اس میں شک نہیں کہ اکثر احادیث کا مفہوم ظاہری معلوم ہوتا ہے کہ دجال ایک فرد واحد ہوگا جس کی ایک آنکھ ہوگی اور جس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا۔ اور جس کے ساتھ ساتھ ایک گدھا اور ایک نہر اور ایک آگ ہوگی۔ لیکن ان احادیث کو اگر قرآن کریم کی روشنی میں پڑھا جائے تو کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ دجال ایک فرد واحد کا نام نہیں بلکہ یہ درحقیقت اس قوم یا ان قوموں کی تصویر ہے جن پر یہ احادیث صادق آتی ہیں۔ قرآن کریم نے قطعیت کے ساتھ دجال کو عیسائی اقوام قرار دیا ہے اور پھر یاجوج ماجوج اور دجال کو ایک ہی قرار دیا ہے۔ کیونکہ دونوں کے فتنے کا ذکر اکٹھا ہے۔ اور یاجوج ماجوج کے اقوام یورپ ہونے پر بائیبل کی صریح شہادت موجود ہے۔ تو پس دجال اور عیسائی اقوام یورپ کے ایک ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا اور احادیث کی شہادت سے بھی میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ فتنہ دجال غلبہ مسیحیت ہی ہے۔ اس کے علاوہ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح روم اور فارس وغیرہ کا بحیثیت ایک قوم کے ذکر ہے اسی طرح دجال کا بھی بحیثیت ایک قوم کے ذکر ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **تغزون جزیرہ العرب فیفتحہا اللہ ثمہ فارس فیفتحہا اللہ ثم تغزون الروم فیفتحہا اللہ ثم تغزون الدجال فیفتحہ اللہ** (مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۲ باب الملاحم) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم (یعنی مسلمان) عرب سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا۔ پھر فارس سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا۔ پھر روم سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا۔ پھر دجال سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا۔ اب یہاں جس طرح پر عرب، فارس اور روم کے ساتھ جنگ کا ذکر ہے اسی طرح دجال کے ساتھ جنگ کا ذکر ہے پس جس طرح وہ اقوام ہیں یہ بھی ایک قوم یا اقوام ہیں۔ ممکن ہے اس میں صلیبی جنگوں کی طرف اشارہ ہو یا موجودہ زمانہ کی طرف لیکن اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ فارس اور روم کی طرح دجال سے مراد ایک قوم یا بعض اقوام ہیں

رہا یہ امر کہ احادیث میں دجال کا ذکر فرد واحد کی طرح ہے اور اس کا حلیہ بھی دیا ہے تو اس سے اس کے ایک قوم یا بعض اقوام ہونے میں کوئی محذور لازم نہیں آتا جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا یہ پیشگوئیاں نبی کریم صلعم کے کشوف ہیں۔ اور کشف یا رویا میں جب ایک قوم دکھائی جائے گی تو ایک فرد واحد کے طور پر ہی دکھائی جائے گی۔ کیونکہ کشف اور رویا میں ایک چیز متمثل ہو کر یعنی کوئی شکل اختیار کر کے سامنے آتی ہے۔ اس لئے قوم کو سامنے لایا جائے گا تو ایک انسان کی صورت میں متمثل کر کے ہی لایا جائے گا۔ بالخصوص جب ایک قوم کی بعض نمایاں خصوصیات کو سامنے لانا مقصود ہو۔ اور ذکر دجال میں عیسائیت کے غلبہ کی نمایاں خصوصیات کو ہی سامنے لانا مقصود تھا تو اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ ان خصوصیات کو ایک فرد واحد کے رنگ میں دکھا دیا جائے۔ عرف عام میں بھی قوموں کا ذکر افراد کی طرح کیا جاتا ہے خود قرآن شریف کو پڑھو تو بنی اسرائیل کا یا دوسری اقوام کا ذکر اسی طرح ہے جیسے کہ گویا وہ ایک فرد واحد ہے۔ مثلاً انہی الفاظ پر غور کیجئے۔ **یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین**۔ اب مخاطب تو وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلعم کے سامنے ہیں اور ذکر ان لوگوں کا ہے جو حضرت موسیٰ کے یا اس سے بعد کے زمانے میں گذر چکے ہیں۔ انعام تو ان پہلے لوگوں پر تھے اور یہ اب آنحضرت صلعم کے سامنے ایک ذلیل اور مقہور قوم تھی مگر ذکر ایسے ہی کیا ہے جیسے گویا ساری قوم ایک فرد واحد کے طور پر ہے۔ پس اگر ایک دجال قوم کو اللہ تعالیٰ نے ایک فرد واحد کے رنگ میں دکھا دیا اور اس کا قوم ہونا خود قرآن شریف سے ثابت ہے تو اس میں کیا نقص ہے؟

(المسیح الدجال و یاجوج و ماجوج مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صفحہ ۱ تا ۲۸، دسمبر ۱۹۳۱ء)

اَخبارِ احمدیہ

* **محترم مولوی رحمت اللہ صاحب کے حق میں فیصلہ**

محترم مولوی رحمت اللہ صاحب واعظ جھنگ کچھ عرصہ سے مخالفین کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور ان کو ایک مقدمہ میں ملوث کر دیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ان کو قید بھی کر دیا گیا تھا۔ خدا کے فضل و کرم سے اس مقدمہ کا فیصلہ ان کے حق میں ہو گیا ہے الحمدللہ

معذرت

۱۵ مئی ۱۹۹۰ء کے اخبار میں "سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا۔ محترم ملک ظفر اللہ خان صاحب نے اس کو بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریروں میں سے مرتب کیا تھا اور اصل مسودے میں یہ تحریر بھی کیا تھا لیکن لوار سے کی غلطی کی وجہ سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الفاظ درج ہونے سے رہ گئے جس سے قارئین کو یہ غلط تاثر ہوا کہ شاید یہ مضمون ملک ظفر اللہ صاحب نے اپنے نام منسوب کر لیا ہے۔ ہم ملک صاحب موصوف اور قارئین سے اس غلطی کے لیے معذرت خواہ ہیں۔

* انجمن کے انگریزی ماہنامہ "دی لائٹ"، لاہور کے دو شمارے پیش نظر ہیں۔ حالات پیش آمدہ کے تحت ایک شمارہ تو تاخیر سے شائع ہوا اور حجم بھی قدرے کم ہو گیا ہے۔ ان ہر دو شماروں میں لائق مطالعہ مضامین شامل ہیں۔ ماہ دسمبر ۱۹۹۰ء کا شمارہ حضرت مولینٰ حافظ شیر محمد صاحب خوشابی کی یاد میں خصوصی اشاعت پر مشتمل ہے۔ سرورق پر مرحوم کی تصویر ہے۔ اندرون صفحات پر اہل قلم حضرات نے مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا ہے
* اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۹۹۰ء ختم ہوا۔ یہ سال کئی لحاظ سے بڑی برکتوں اور رحمتوں کا سال تھا۔ اس دوران سلسلہ احمدیہ کی صد سالہ تاریخی تقریبات اکناف عالم میں منائی گئیں اور جماعتی مقاصد کی تکمیل ہوئی۔ دینی خدمات کے کئی پہلو مکمل ہوئے الحمدللہ ادارہ اپنے اہل قلم احباب اور قارئین کرام کا شکر گذار ہے کہ انہوں نے پیغام صلح میں بیحد توفیق دلچسپی لی اور تعاون فرمایا۔ اس موقع پہ فرداً فرداً شکر گذاری ناممکن ہے۔ ناظم صاحب اخبارات جناب میاں فضل احمد صاحب قانونی مشیر جناب مکرم چوہدری فتح محمد عزیز صاحب خاص طور پر ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے قدم قدم پر پیغام صلح کی بہتری کے لیے رہنمائی فرمائی۔ ہم قارئین کرام کی خدمت میں نئے سال کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

وفات

شیخ محمدی ضلع پشاور سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ہمارے نہایت مخلص محترم عبدالصمد صاحب جو کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے ۲۳ دسمبر ۹۰ء کو وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بے حد نیک اور متقی انسان تھے۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

* ماہ نومبر ۱۹۹۰ء کے دوران موضع دانہ (مانسہرہ) کے محترم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب کی بیگم صاحبہ انتقال فرما گئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ اس غم میں ماسٹر محمد ابراہیم صاحب و لواحقین سے دلی طور پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔ اطلاع کے مطابق مرحومہ کے جسد خاکی کو پشاور احمدیہ قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

شبان الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ تقریبات

۲۶ - ۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء

اطفال اور شبان کیلئے ذہنی آزمائش اور تقاریر کے انعامی مقابلے

۲۶ - دسمبر ۱۹۹۰ء

شام سات بجے جامع دارالسلام لاہور میں اطفال کے لیے سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی اور ان کے مشن کے بارے میں سوالات پر مبنی ذہنی آزمائش کا پروگرام اور تقاریر کا انعامی مقابلہ منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت ینگ جماعت کے نوجوان اور سرگرم رکن عبدالجبیل حسن محمد صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن مجید ظہیر الدین کراچی نے کی۔ بانی سلسلہ احمدیہ کا منظوم کلام سعیدہ ضیاء نے پیش کیا۔ اور ملفوظات بانی سلسلہ احمدیہ اولیس احمد سعید صاحب نے پڑھ کر سنائے۔

ذہنی آزمائش کے اس دلچسپ پروگرام میں ذیل کے اطفال نے حصہ لیا۔

طیب انوار احمد، انیقہ رحمان، سعیدہ ضیاء، قدسیہ رحمان، طیبہ انوار احمد، محمد علی (راولپنڈی) اولیس الرحمان، جمیلہ اسلام،

ذہنی آزمائش میں انعام پانے والے اطفال کے نام:

محمد علی (راولپنڈی) اول، طیب انوار احمد دوم اور طیبہ انوار احمد سوم

اس پروگرام میں کمپیئرنگ کے فرائض اطہر رسول صاحب نے سرانجام دیے۔

تقاریر کے انعامی مقابلہ میں انعام پانے والے اطفال کے نام:

سعیدہ ضیا (اول) طیب انوار احمد (دوم) اور انیقہ رحمان (سوم)

۲۷ - دسمبر ۱۹۹۰ء

شام ۷½ بجے شبان کے لیے ذہنی آزمائش اور تقاریر کا انعامی مقابلہ منعقد ہوا اس اجلاس کی صدارت احمدیہ انجمن امریکہ کے متعدد اور قابل قدر رکن محترم ڈاکٹر نعمان الٰہی ملک صاحب نے کی۔

تلاوت قرآن مجید اکرم شفقت رسول صاحب نے کی۔ منظوم کلام بانی سلسلہ احمدیہ نثار احمد صاحب نے نہایت خوش الحانی سے سنایا جس کو حاضرین نے بے حد پسند کیا اور داد دی۔ ملفوظات بانی سلسلہ احمدیہ وکیع احمد سعید نے پڑھ کر سنائے۔

اس اجلاس کے پروگراموں میں ذیل کے شبان نے شرکت کی۔

سعدیہ رحمان۔ کاشف انور، احمد شجاع۔ عامر عزیز، اکرم شفقت رسول جواد احمد، اقبال احمد، عثمان نذیر، ذکاء الرحمٰن، مجاہد احمد سعید، عثمان احمد (اوکاڑہ) چاند، سعدیہ رحمان، عائزہ جمیل اور رضیہ خان۔

تقریری مقابلہ میں انعام پانے والے شبان کے نام:

سعدیہ رحمان (اول) عامر عزیز (دوم) اور جواد احمد سوم

ذہنی آزمائش میں کے مقابلہ میں انعام پانے والے شبان کے نام:

ذکاء الرحمٰن (اول) عثمان نذیر (دوم) مجاہد احمد سعید (سوم)

دو روزہ تقریبات کے پروگراموں میں جن اطفال اور شبان نے حصہ لیا ان سب کو سلسلہ احمدیہ کی کتب بطور تحفہ پیش کی گئیں۔ ذہنی آزمائش کے پروگرام میں اول۔ دوم اور سوم آنے والے اطفال اور شبان کو کتب کے علاوہ انعامی کپ بھی دیئے گئے۔

شبان کے ذہنی آزمائش کے پروگرام کی کمپیئرنگ عامر عزیز صاحب نے کی اور تقاریر کے انعامی مقابلہ کے لیے کمپیئرنگ مظفر احمد صاحب نے کی۔

ان پروگراموں میں جج صاحبان کے فرائض ذیل کے احباب نے سرانجام دیے۔ محترم ڈاکٹر عبدالکریم پاشا سعید صاحب، ممتاز احمد باجوہ صاحب اور نذر رب صاحب۔

تقاریر کے انعامی مقابلے کے بعد محترم ابوسلمان کاشمیری صاحب نے محترم حافظ شیر محمد صاحب کی تحریک احمدیت کے لئے علمی اور دینی خدمات کے خاص نکات پر ایک مختصر لیکن جامع تقریر فرمائی۔ اس کے بعد راولپنڈی کے محترم بھائی لئیق احمد بٹ صاحب نے تازہ نعت بحضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ترنم سے پڑھ کر سنائی۔ نعت میں الفاظ کی بندش اور خیالات بڑی عمدگی سے پیش کئے گئے تھے۔ احباب نے انہیں بہت داد دی۔

نئے سال کے لیے شبان الاحمدیہ مرکزیہ کے ذیل کے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔

صدر: عامر عزیز، سینیئر نائب صدر: فرمان علی (سفید ڈھیری پشاور)

نائب صدر اول: صاحبزادہ ضیاء (مرائے نورنگ بنوں) نائب صدر دوم: اسد احمد

جنرل سیکرٹری: اختر علی۔ سفید ڈھیری پشاور

جوائنٹ سیکرٹری: عثمان نذیر

سیکرٹری نشرواشاعت: صاحبزادہ ہارون احمد (کوہاٹ)

خازن: نواز نذیر

"جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اسے اس کے لیے زینت بنایا ہے تاکہ انہیں آزمائیں کہ کون ان میں سے بہترین عمل کرنے والا ہے اور ہم یقیناً اسے جو اس پر ہے خالی چٹیل میدان بنا دیں گے"

(الکہف ۱۸: ۷ - ۸)

ہمارے پیارے حافظ صاحب

ڈاکٹر جواد احمد

قرآن مجید سورۃ لقمان میں مومن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

و لا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور

یعنی لوگوں سے بے رخی نہ کر' اور نہ زمین میں اکڑتا ہوا چل۔ اللہ تعالیٰ کسی خود پسند شیخی خورہ کو پسند نہیں کرتا

محترم مولانا حافظ شیر محمد صاحب بین الاقوامی شہرت حاصل کر لینے کے باوجود سادگی اور انکساری کا مجسمہ تھے۔ انجمن کے نائب صدر ہوتے ہوئے بھی انکساری کا یہ عالم تھا کہ بغیر اطلاع دیئے پہنچ جاتے اور جب تک ان کو بیماری نے کمزور نہ کر دیا وہ نیو کیمپس پل سے اپنا بیگ اٹھائے دارالسلام پہنچ جاتے۔

دیکھنے میں نہایت سادہ لباس' سر پہ مخصوص سرگودھا والوں کی طرز کی پگڑی پہنے حافظ شیر محمد صاحب نے انتھک محنت' لگن اور جذبہ ایمانی سے تحریک احمدیت کی وہ شاندار خدمت سرانجام دی ہے جو اپنی جگہ ایک سنہری باب کا درجہ رکھتی ہے۔

خوشاب اور لاہور کے مدرسوں میں دس سال تک درس نظامی کی تعلیم حاصل کی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں سرگودھا کے اس پس ماندہ علاقے کے اس نوجوان نے اپنی ذاتی محنت اور جوش و جذبہ سے نہ صرف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کو کئی بار پڑھا بلکہ قرآن مجید اور حدیث کی معروف شرحیں' فقہ کی دقیق کتب' تحریک احمدیت پر موافق اور مخالف کتب کو کھنگال کر ختم نبوت پر ایک شاندار کتاب لانبی بعدی تخلیق کی۔ میرے نزدیک حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی اس مسئلہ پر نہایت مستند کتاب النبوت فی الاسلام کو اگر بطور ٹیکسٹ بک کے مان لیا جائے' تو لانبی بعدی اس کی Made easy کی حیثیت رکھتی ہے جس نے اس مسئلہ کے دقیق پہلوؤں کو اتنے عام فہم انداز میں بیان کیا ہے کہ معمولی علم رکھنے والا شخص بھی اس مسئلہ کو سمجھ جاتا ہے۔ محترم حافظ صاحب دینی مسائل پر جدید لٹریچر سے اپنے آپ کو باخبر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کتب اور مضامین میں روزناموں اور ہفتہ وار رسائل سے لے کر ہر نئی شائع ہونے والی کتاب کے حوالے موجود ہوتے جو ان کی تحریر کو زیادہ مدلل اور دلچسپ بنا دیتے۔

طالب علمی کے زمانہ سے دینی کتب کے مطالعہ کا ان کو اس قدر شوق تھا کہ وظیفہ کی تقریباً ساری رقم اور پھر بعد میں تنخواہ کا زیادہ حصہ نئی کتب خریدنے اور احباب کی خاطر تواضع پر خرچ کر دیتے اور اپنے لباس اور آسائش کی چنداں پرواہ نہ کرتے۔

حافظ صاحب مرحوم نے ایک دیہاتی مبلغ کی حیثیت سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا اور زیادہ تر وقت میاں چنوں' بدو ملی' چک نمبر ۸۱ جنوبی' ملتان اور فیصل آباد میں گزارا۔ پیغام صلح اور روح اسلام میں تحریک احمدیت اور بعض اہم دینی مسائل پر محترم حافظ صاحب مرحوم کے پر مغز اور مدلل مضامین کی بدولت آہستہ آہستہ احباب جماعت آپ کی علمی صلاحیتوں سے واقف ہوئے۔ چنانچہ انہیں ماہنامہ روح اسلام کا ایڈیٹر اور پھر ادارہ تعلیم القرآن کا پرنسپل بنا دیا گیا۔ لیکن اس گوہر آبدار کی حقیقی چمک اور دمک جزائر فجی میں جا کر ظاہر ہوئی جہاں انہوں نے تحریک احمدیت کے نظریات اور پیغام کو اس موثر اور زور دار انداز میں پیش کیا کہ اپنے اور بیگانے سب ہی ان کی قابلیت کا سکہ مان گئے۔ جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کے دو اہم مقدموں کے دوران آپ نے اپنی خداداد قابلیت اور تحریک احمدیت کے گہرے مطالعہ کا جس عالمانہ اور بھرپور انداز میں اظہار کیا اس کی تعریف نہ صرف عیسائی وکیل نے کی بلکہ دونوں مقدموں کے فیصلوں میں جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ کے جج صاحبان نے محترم حافظ صاحب کی قابلیت' علمیت' جذبہ ایمانی اور اخلاص کو خراج تحسین پیش کیا۔

کمال کی بات یہ ہے کہ محترم حافظ صاحب انگریزی بالکل نہ جانتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود عدالت میں کارروائی کے دوران مترجم جب کبھی ان کی صحیح ترجمانی نہ کر پاتے تو آپ فوراً ان کو ٹوک دیتے۔ پھر یہ بھی حیرانگی کی بات ہے کہ حافظ صاحب مرحوم نے انگریزی میں دینی کتب کا مطالعہ نہ کیا تھا لیکن ان مقدمات کے دوران انہوں نے اعتراضات کے جوابات جس انداز میں تیار کئے اور پھر عدالت کے سوالات کے جس رنگ میں جوابات دیئے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں مغربی ذہن کی خوب سمجھ تھی۔ شاید اس کی وجہ ان کا مسلسل مطالعہ تھا جس نے ان کو لاشعوری طور پر مغربی طرز فکر سے پوری طرح واقف بنا دیا تھا۔

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کے سامنے ہمارے وکیل نے آخر میں بحث کو سمیٹتے ہوئے جو بیان حافظ صاحب کے متعلق دیا وہ ان کی لیاقت' تحریک احمدیت سے گہری وابستگی اور عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور وہ بیان یہ تھا۔

"یہ ساری روئیداد تین بے مثال ہستیوں' حضرت مرزا غلام احمد صاحب' مولانا محمد علی صاحب اور حافظ شیر محمد صاحب کی زندگیوں کے گرد گھومتی ہے"۔

تحریک احمدیت کے لئے ہمہ تن مصروف اور مضطرب اس دھڑکتے دل نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو دن کے ڈھلنے کے ساتھ ہی ابدی خاموشی اختیار کر لی۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

دین کے لیے خدمت کا انتھک جذبہ

از محمد امین باہو خان جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن فجی

دین کے ایک جید عالم اور بین الاقوامی حیثیت کے حامل احمدیت کے مستند فاضل مولینا حافظ شیر محمد صاحب ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو خوشاب (سرگودھا پاکستان) میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مولینا حافظ شیر محمد صاحب ۱۹۶۲ء میں پہلی مرتبہ بطور مبلغ فجی تشریف لائے اور گیارہ سال سے زائد عرصہ تک احمدیہ انجمن فجی کی خدمت کرتے رہے۔ ان کے پیشرو محترم مولینا احمد یار صاحب ۱۹۶۸ء میں واپس آ گئے اور مولینا حافظ صاحب نے ان کی جگہ لے لی۔ اس درمیانی عرصہ میں فجی انجمن نے مولینا احمد یار صاحب مرحوم کے طریق کار کو اپناتے ہوئے جماعت کے کام کو آگے بڑھایا لیکن اس دوران احمدیت کے خلاف کئی ایک شورشیں اٹھیں اور فضا کو مکدر کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس لیے ضرورت تھی کہ حافظ صاحب کی لیاقت اور علمیت رکھنے والا کوئی شخص ہو جو شکوک و شبہات کو دور کرے اور غلط پروپیگنڈا کا مسکت جواب دے سکے۔

حافظ صاحب مرحوم نے اس میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ حافظ صاحب موصوف اردو اور عربی کے بڑے لائق استاد تھے۔ انہوں نے جماعتی اور جماعتی سرگرمیوں کو بڑھانے سے زیادہ مخالفین کے اعتراضات کے نہایت مدلل انداز میں جوابات دیئے اور صورت حال اس حد تک بدل گئی کہ مخالفین کو اپنا دفاع کرنا مشکل ہو گیا۔ حافظ صاحب نے علمی رنگ میں احمدیت کی درخشاں خدمت کی ہے۔ اس رنگ میں ان کی سرگرمیوں کا دائرہ صرف فجی تک ہی محدود نہ تھا بلکہ بیرونی جماعتوں میں جہاں کہیں بھی ضرورت پیش آئی حافظ صاحب ان کے لیے ڈھال ثابت ہوئے۔ حافظ صاحب مرحوم نے یورپ' امریکہ اور جنوبی امریکہ کی تقریباً تمام جماعتوں کا دورہ کیا۔ اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعے مخالف پروپیگنڈا کے اثر کو زائل کیا اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی مضبوطی پیدا کی۔ فجی میں اسی مقصد کے لیے انہوں نے

بقیہ صہ کالم ۲

تعزیتی خطوط

بروفات حضرت مولینا شیر محمد خوشابی

(۱)

زبانِ قلم کو یارائے اظہار نہیں لیکن اٹل حقیقت سے بھی انکار نہیں۔ ہمارا عظیم انسان حافظ شیر محمد خوشابی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور طلب فرمالیا ہے ہمارا ایک عظیم مجاہد ہم سے جُدا ہوا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

یہاں حضرت مولینا محمد علیؒ کا یوم وصال منانے کا پروگرام بن چکا تھا۔ اور جس کو مولینا محمد علی جامع مارو میں منانا تھا۔ کچھ دوستوں نے خیال ظاہر کیا کہ یہ پروگرام منسوخ کردیا جائے بندہ نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ پروگرام بدستور ہے۔ حضرت مولینا محمد علی کی تاریخ وفات ۱۳۔ اکتوبر ہے۔ اور مولینا شیر محمد کی وفات کی اطلاع بھی اسی دن کی ہے دونوں کو خراج عقیدت پیش کریں اور حضرت مولینا شیر محمد خوشابی کا جنازہ غائبانہ بھی وہیں پڑھا جائے چنانچہ اس موقعہ پر نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔

سیدی! یہ ایک ایسا خلا ہے جو بظاہر پُر ہوتا نظر نہیں آتا لیکن خدا تعالےٰ کو اپنے کام جاری رکھنا ہیں یقیناً وہ کوئی سبیل پیدا کریگا۔ ایسا مرد مجاہد اٹھائے گا جو بیش از بیش مساعی کا اہل ہوگا۔ خدا ہی سے نصرت طلب کی جاتی ہے۔ حضرت مولینا شیر محمد کے لواحقین کی خدمت میں اظہارِ تعزیت فرما دیجئے گا۔ آخر میں خدا کے حضور دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولینا شیر محمد مرحوم کی قبر کو ٹھنڈا کرے۔

خادم وخاکسار

شفقت رسول خان شفیق۔ سوا۔ جزائر فیجی

(۲)

مجھے حضرت حافظ شیر محمد صاحب خوشابی مرحوم ومغفور کی رحلت کا بہت صدمہ ہے آپ والد صاحب مرحوم کے عزیز ترین دوستوں میں سے تھے۔ اور ہمارے بہت مہربان تھے۔ آپ کے ساتھ ان کے تعلقات خصوصاً اور ہمارے تمام خاندان سے عموماً اتنے اچھے تھے کہ وہ ایک طرح سے ہماری طاقت تھے۔ وہ بے بدل انسان تھے۔ ان کی سوچ خالصتاً نیک نیتی پر مبنی ہوتی تھی۔ انہوں نے ایک دور میں بہت تکالیف اور مصائب جھیلے لیکن حق وانصاف کا ساتھ نہ چھوڑا۔ آپ نے ان کے مقام کو سمجھا اور ایک بہت اچھے طریقہ سے انجمن کی خدمت کے لیے استعمال کیا۔ ساؤتھ افریقہ میں ان کا کام انتہائی قیمتی ہے۔ ان کی رحلت سے ہمیں ذاتی طور پر اور قومی طور پر جو نقصان ہوا ہے اس کے ہم متحمل نہیں ہیں۔ آپ کو اپنے محب رفیق کی جدائی بہت گراں ہوگی۔ آپ کو، ان کے اہل وعیال، اور جماعت کے دوسرے بھائیوں کو خداوند کریم صبر عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے یہاں سب خیریت ہے سب سلام عرض کرتے ہیں۔

والسلام

خاکسار طاہر صادق

واہ کینٹ۔

عِلم وعمل کا مہرِ درخشاں

محترم ومکرم حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محترم شورہ صاحب نے مسجد میں مولینا شیر محمد صاحب خوشابی کی وفات کی رنجیدہ خبر سنا کر حاضرین کو مغموم ومضطرب بنا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کہا جاتا ہے موت العالِم موت العالَم۔ یہ درست ہے اس میں مبالغہ نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ عالم کے علم سے عالَم کو فیض یاب ہونے کی سعادت حاصل ہو اور علم علمٌ لا ینتفع بہ نہ ہو۔ پیارے آقا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بے فائدہ علم سے خدا کی پناہ مانگی ہے۔ اور جو عالم فیض والا نہ ہو اس کو بے فائدہ خزانہ کہا ہے۔

حضرت مولینا شیر محمد صاحب خوشابی علیہ الرحمۃ صحیح معنوں میں عالم تھے۔ حق پرستی حق گوئی۔ لومۃ اللائم سے بے خوفی، خدا ترسی، نکتہ رسی، نکتہ دانی، قرآن وسنت پر بالغ نظر۔ نحو ومعانی میں مہارت تالیف وتصنیف کا پاک ذوق۔ حلیمی، پاک نفسی، ایثار جیسی صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ سے آپ کی ذات مزین تھی۔ اور آپ کے علم وفضل سے لوگوں کو مستفید ومستفیض ہونے کی سعادت ملتی تھی۔ اس لیے واقعی آپ کی موت عالَم کی موت ہے۔ یہ ایک بہت بڑا نقصان ہے اس نقصان کی تلافی ہم سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہم عاجز ہیں کمزور ہیں۔

لیکن ہمارے دل پُرامید ہیں کہ ہمارا رب علیٰ کلّ شیءٍ قدیر ہے وہ فعال لما یرید ہے اس کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ناممکن نہیں۔ وہ چاہے تو ذرّے کو آفتاب بنا دے گا۔

حضرت مولینا نورالدین اعظم علیہ الرحمۃ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے دور حکومت میں ہماری ریاست میں شاہی طبیب بن کر آئے۔ آپ کے تعلقات یہاں کے علماء وفضلاء کے ساتھ بہت اچھے تھے۔ بہت سے کشمیری علماء نے آپ سے بہت فیض پایا۔ ان میں زیادہ سعادت مند محدث کشمیر حضرت علامہ صدرالدین وارہ پوری علیہ الرحمۃ تھے۔ علامہ وارہ پوری کے فرزند علامہ نورالدین قاری کشمیری تھے۔ قاری صاحب مولوی عالم پاس کرنے کے بعد وہ حضرت مولینا کے پاس چلے گئے اور سیراب ہو کر کشمیر آ گئے۔

انہوں نے کشمیری تفسیر قرآن کی بنیاد ڈالی اور ایک پارہ شائع کیا۔ سراجی علم الفرائض کی مشہور عربی کتاب کا کشمیری نظم میں ترجمہ شائع کیا۔ مشہور عربی نعتیہ قصائد بردہ (الامام بوصیری) وقصیدہ بانت سعاد (الکعب بن زہیر) کا منظوم کشمیری ترجمہ بھی شائع کیا۔ اس کے علاوہ کئی اور مفید کتابیں بھی شائع کیں۔ بعض پر سرکار نے انعام بھی دیا۔

بندہ نے اس عظیم مبلغ کی وفات پر چند اشعار سپرد قلم کیے ہیں اگر مناسب ہو تو پیغام صلح کے ذریعہ دوسرے احباب جماعت اور قارئین جماعت تک پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

خاکسار

مخلوص آگین

نورالدین زاہد سرینگر

ے

علم و عمل کا مہرِ درخشاں چل بسا
صدق و صفا کا خاورِ درخشاں چل بسا

تاریکیوں کو مل رہی تھی جس سے روشنی
ہاں دوستو! وہ نیّرِ تاباں چل بسا

ماتم کناں ہے محفلِ اربابِ ذوق و شوق
افسوس! فخرِ مجلسِ عرفاں چل بسا

وہ حق نگر، وہ عالمِ ماہر، وہ راست گو
وہ حامیٔ حق، حافظِ قرآں چل بسا

وہ شیرِ حق وہ زبدۂ مردانِ کارزار
ہر معرکے میں جیت کر میداں چل بسا

تیغِ جگر شگاف تھی باطل کے واسطے
جس کی زبان وہ صاحبِ برہاں چل بسا

جس کی نظر سے علم و فن میں جان پڑ گئی
وہ صاحبِ فراست و ایماں چل بسا

بزمِ علوم ہو گئی ہے وقفِ تیرگی
جس کے وجود سے تھا چراغاں چل بسا

وہ اتمامِ حجت اور لا نبی بعدی
دے کر ہمیں یہ گنجِ شائگاں چل بسا

نعم البدل عطا ہو جماعت کو اے کریم
اس کاروانِ حق کا حُدی خوان چل بسا

زاھد اسیرِ قوم ہے مغموم و بیقرار
یارِ حسین و پیکرِ احساں چل بسا

حضرت مولٰینا حافظ شیر محمد خوشابی کی یاد میں

بشیر اللہ خان ۔ راولپنڈی

بچپن میں حضرت مولٰینا شیر محمد خوشابی صاحب سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر اکثر و بیشتر مواقع پر ان کو سننے اور ان کی محفل میں بیٹھ کر دینی علوم سے مستفیض ہوا راولپنڈی میں جماعتِ احمدیہ کا سالانہ جلسہ ہو یا کوئی تقریب حافظ صاحب مرحوم ہمیشہ محترم ملک ظفر اللہ صاحب کے گھر قیام فرماتے۔ اور یہی ہماری خوش نصیبی تھی کہ ہم اس جید عالم اور بزرگ ہستی کی صحبت میں بیٹھ کر مجددِ زمانہ کے علمی خزانہ کے لعل و جواہر کو اپنے ذہنوں میں محفوظ کرتے۔

محترم حافظ صاحب اپنا بیشتر وقت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب کے مطالعہ میں صرف کرتے۔ دینی اور ادبی کتب اکثر و بیشتر ان کے تکیہ پر یا قریب میز پر ہمہ وقت موجود ہوتیں اور بعض اوقات تو کئی کتابیں ان کے سامنے کھلی پڑی ہوتیں۔ اور وہ ان میں سے عبارتیں نوٹ کرنے میں ہمہ تن مصروف نظر آتے۔ بعض اوقات نوجوانوں کی محفل میں دینی گفتگو کے دوران تفننِ طبع کے لیے دلچسپ واقعات اور لطیفے سنا کر لطف اندوز کرتے، یوں تو جماعت احمدیہ لاہور کی کئی نامور ہستیوں کی بابرکت آمد ہمارے گھر ہوتی مگر ہم بچوں کو حافظ صاحب کی آمد کا ہمیشہ انتظار رہتا کیونکہ وہ جب بھی خوشاب سے تشریف لاتے تو وہاں کی مشہور دیسی گھی کی تیار شدہ مٹھائی ضرور لاتے اور ہم اس کو خوب مزے سے کھاتے۔ پھر ایسے موقع پر سوال و جواب کا سلسلہ بھی ہوا کرتا۔ محترم حافظ صاحب ہر سوال کا جواب نہایت نرمی، شفقت اور پیار سے دیتے۔

مرحوم سادگی کا پیکر، ظاہرداری سے اجتناب کرتے اور وضع قطع میں صوفیانہ رنگ رکھتے تھے اکثر کالی اچکن اور سفید شلوار زیبِ تن کیے ہوتے ہوتے۔

محترم حافظ شیر محمد خوشابی صاحب دنیائے احمدیت کے اک خوش الحان واعظ تھے خدا وندِ کریم نے انہیں نہایت پرسوز آواز عطا کی تھی جس میں وہ آیاتِ مقدسہ کو اونچی آواز میں تلاوت کر کے سامعین کو مسحور کرتے۔ آپ ہر مجلس میں مجددِ زمانہ کی تعلیم اور پیغام کے انمول موتی بکھیرتے۔

پاکستان ہو یا دیارِ غیر، مخالفت کا طوفان ہو یا کسی ملک کی عدالتِ عظمٰی کے سامنے گواہی کا موقع ہو احمدیت کا یہ پروانہ تن تنہا وہاں موجود ہوتا اور بھرپور انداز میں تحریکِ احمدیت اور بانیٔ سلسلہ کے عقائد اور مشن کی ترجمانی کرتا۔ سلسلہ احمدیہ کی نامور اور ناقابلِ فراموش شخصیت حضرت مولٰینا عبدالحق ودیارتھی کی صحبت اور نظرِ کرم نے محترم حافظ شیر محمد صاحب کی علمی صلاحیتوں کو جِلا بخشی۔ چنانچہ مولٰینا خوشابی صاحب حضرت مولٰینا عبدالحق ودیارتھی صاحب سے اکتسابِ علم اور ذوق و شوق کا ذکر بڑے فخر سے کیا کرتے تھے۔ سچ ہے جس کو ایسے یکتائے روزگار عالم کی رہنمائی حاصل ہو جائے تو کون بحث و مباحثہ میں اس کو شکست دے سکتا۔

دنیاوی لالچ اور دلچسپیوں سے بے نیاز یہ مردِ مجاہد تا دمِ آخر دینِ متین کی خدمت میں مصروفِ عمل رہا۔ اس طویل اور کٹھن سفر میں حافظ صاحب مرحوم کے پائے استقلال کبھی نہ لڑکھڑائے جوانی سے پیری تک دینی گفتگو اور بحث و مباحثہ کے ہر نازک مرحلہ پر آپ نے احمدیت کے عَلَم کو کبھی نیچے نہ گرنے دیا۔ لیکن آہ حافظ صاحب آپ ہم جیسے علم و عرفان کے پیاسوں کو تشنہ لب چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حقیقت میں محترم حافظ صاحب جرأت، پامردگی، ایمانی دلولہ، کے مجسم تھے۔ حافظ صاحب مرحوم کی خوش الحانی اور یادوں کی خوشبو گلشنِ احمدیت کو ہمیشہ معطر رکھے گی۔

آپ کسی القاب یا خطاب کو اپنے نام کے ساتھ لگانا پسند نہ فرماتے حافظ قرآن ہونے کے علاوہ آپ کو صحاح ستہ پر بھرپور دسترس حاصل تھی۔ تقریر کے دوران میں احادیث کو بیان کرنے کا انداز نہایت دلکش اور اثر انگیز تھا۔ تاریخ اسلام کا وسیع مطالعہ تھا۔ سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ پر کماحقہٗ علم رکھتے تھے ایسے ہمہ جہت عالم کو علامہ نہ کہنا بے انصافی ہوگی دینِ متین اور سلسلہ احمدیہ کی بے لوث خدمت کے لیے ہر وقت مستعد یہ مجاہد آج مٹی تلے ابدی نیند سو رہا ہے۔ گذشتہ نصف صدی میں تحریکِ احمدیہ لاہور کیسے کیسے بلند پایہ عالم اور روحانی انسانوں سے محروم ہو گئی۔ حضرت مولٰینا محمد علی مرحوم و مغفور، حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور، حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم، حضرت مولٰینا صدر الدین مرحوم، حضرت مولٰینا عبدالحق ودیارتھی مرحوم اور اب محترم و مکرم حافظ شیر محمد صاحب مرحوم، ان خادمانِ سلسلہ نے کس شان اور جوانمردی سے دنیا میں تحریکِ احمدیت کا عَلَم بلند رکھا۔ نوجوان ساتھیو! آگے بڑھیں نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ اس خدائی سلسلہ کی خدمت کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مشعلِ احمدیت کو ہمیشہ روشن رکھنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔

ے

دل کے معبد میں جی رہے ہیں اَمیس
دوست جو مٹیوں میں جا سوئے

" "

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا

ملفوظات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ:

خدا تعالیٰ اُس دل کو دوست رکھتا ہے جو اُسکو ڈھونڈنے والا ہو۔

گجرات کے مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر ڈی نیل صاحب حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مختلف مذاہب کا تذکرہ تھا۔ آپ نے فرمایا:

آجکل مذاہب کی عجیب حالت ہے گھر گھر ایک نیا مذہب بن رہا ہے۔ اور تلاش کرنے والے کے واسطے ایک حیرت کا مقام ہو رہا ہے۔ اور اس وقت طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ واقعی انسان کو نجات دینے والا سچا مذہب کون سا ہے۔ اس کا جواب ہر ایک شخص اپنے اپنے رنگ میں دے گا۔ لیکن اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ ہر ایک مذہب میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اس کے معاملات کیسے ہیں۔ اس کی عظمت جبروت اور خوف کس قدر دل پر غالب ہے انسان شر سے طبعاً نفرت کرتا ہے اور جس چیز کے فوائد اور منافع مرکوز خاطر ہو جائیں اس سے طبعاً محبت کرتا ہے مثلاً ایک جگہ انسان کو رات رہنا ہو اور اس جگہ سانپ ہو تو گوارا نہ کرے گا کہ وہاں رہے۔ یا کسی گاؤں میں طاعون ہو تو طبعاً اس بات سے نفرت کریگا کہ اس میں داخل ہو۔ فائدہ مند چیز کی طرف رغبت کرتا ہے بُری چیز سے نفرت رکھتا ہے۔ پس جس شخص کے دل میں خدا تعالےٰ کی واقعی عظمت ہو جائے اور اس کو منافع دینے والا یقین کر لے اور اس کے احکام کی خلاف ورزی میں اپنی ہلاکت پر پورا ایمان قائم کر لے تو پھر باوجود اس نظارہ کے وہ کس طرح خدا تعالےٰ کی خلاف مرضی کر سکے گا۔

انسان کو چلتے چلتے سونے کا خزانہ نظر آجائے تو ضرور اس کو لینے کی سعی کرتا ہے پس اصل بات یقین اور ایمان ہے جس کے ذریعہ تمام بدیوں سے بچ کر نیکی کی طرف انسان آسکتا ہے۔ اب وہ یقین اور ایمان کس طرح سے حاصل ہو سچا مذہب وہ ہے جو اس یقین کے واسطے صرف قصہ اور کہانیوں پر مدار نہ رکھے کیونکہ یہ کہانیاں تو سب میں پائی جاتی ہیں کیا وجہ ہے کہ ہم مسیح کے معجزات کا قصہ مان لیں اور ایک ہندو کے دیوتاؤں کے معجزات جو اس کی پرانی کتابوں میں درج ہیں نہ مانیں۔ تاریخی امور میں سب قومیں تواتر پیش کرتی ہیں یہ ایک تحکم ہے کہ ایک کی بات مانی جائے اور دوسرے کا انکار کیا جائے یہ نامناسب ہے کہ انسان اپنے مذہب کے قصے کو درست جانے اور باقی سب کو غلط مانے غرض قصوں کے ذریعہ سے حق کے تلاش کرنے کا سفر بہت دور دراز کا ہے جو طے نہیں ہو سکتا اس کے سوائے آسان راہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ جیسا پہلے قادر تھا اب بھی قادر ہے جیسا پہلے معجزات ظاہر کر سکتا تھا اب بھی ظاہر کر سکتا ہے جیسا پہلے سنتا تھا اب بھی سنتا ہے اور جیسا پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے یہ کیا وجہ ہے کہ پہلے تو سننے اور بولنے کی دونوں صفتیں اس میں تھیں مگر اب سننے کی صفت تو ہے لیکن بولنے کی نہیں پس سچا طالب وہ ہے جو سب باتوں کو چھوڑ کر اس لم یزل ازلی ابدی خدا ہمیشہ کی قدرتوں والے خدا کی طرف جھک جائے۔ اس خدا کی طرف توجہ کرے جو اب بھی وہی صفات اخلاق رکھتا ہے جو موسیٰ کے وقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت رکھتا تھا۔ وہ اب بھی چاہتا ہے کہ گم گشتہ اس کے پاس آئے وہ اب بھی محبت کرتا ہے کہ کوئی اس کے حضور میں آئے سچا وہی ہے جو ایسے خدا کو ڈھونڈھتا ہے۔ جس مذہب کا مدار صرف قصوں پر ہے وہ مردہ مذہب ہے۔ سچا مذہب وہ ہے جس میں وہ خدا اب بھی بولتا ہے جو تعصب نہیں رکھتا ہے وہ محض خدائے حی و قیوم کا طالب ہو کر اس کو پاتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس دل کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے جو اس کو ڈھونڈنے والا ہو۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۹ صفحہ ۲ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

(مرسلہ: وکیع احمد سعید۔)

قسط : (۱)

آخری زمانہ میں دجال صفت قوموں کے خروج کے متعلق رسول اکرمؐ کی پیشگوئیاں

احادیث میں دجال کی علامات اور صفات کا تفصیلی ذکر

نبی کریم صلعم کی ان پیشگوئیوں میں یہ کس قدر کمال ہے کہ آج جو کچھ ہمیں یورپ کا خد و خال ان آنکھوں سے نظر آتا ہے اس خد و خال کو دجال کے حلیہ میں بیان کر دیا ہے۔ ان اقوام میں کچھ اختلافات بھی ہیں لیکن بعض امور ان میں مشترک بھی پائے جاتے ہیں۔ انہی امور مشترک کو حلیہ دجال کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ حلیہ کیا ہے۔ میں احادیث کے صرف انہی حصوں کو لیتا ہوں جن میں حلیہ دجال کا ذکر ہے۔ اول صحیح بخاری کو لیں۔

و اذا انا بر جل جعد قطط اعور العین الیمنی فسالت من هذا قیل المسیح الدجال (کتاب اللباس)

اور میں نے ایک شخص کو دیکھا گھنگریالے، چھوٹے بالوں والا دائیں آنکھ سے کانا، میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا گیا مسیح دجال ہے۔

رجل احمر جسیم جعد الراس اعور العین الیمنی (باب التعبیر)

ایک شخص گورا رنگ موٹا تازہ سر کے بال گھنگریالے دائیں آنکھ سے کانا

الا انه اعور ...... و ان بین عینیه مکتوب کافر (کتاب الفتن)

سنو! وہ کانا ہے ..... اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر۔

مسند احمد کی احادیث میں بھی ایسے ہی الفاظ آتے ہیں۔ اور قریبا سب احادیث میں اسے اعور یعنی کانا کہا ہے۔ ابن عباس کی ایک روایت میں ہے۔ **اعور هجان ازهر**۔ کانا سفید چمکتا ہوا رنگ (جلد ۱ صفحہ ۲۴۰)۔ اور ایک میں ہے **فیلمانیا الحمر هجانا احدی عینیه قائمته کانه کوکب دری** بڑے جسم والا سفید روشن اس کی ایک آنکھ چمکتے ہوئے ستارے کی طرح روشن (جلد ۱ صفحہ ۳۷۴)۔ اسی طرح بیشتر روایات میں ہے **مکتوب بین عینیه کفر یا کافر یا ک ف ر**۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کفر یا کافر یا ک ف ر لکھا ہے اور بعض میں اس کے ساتھ بڑھایا ہے۔ **یقرءه کل مومن امی او کاتب**۔ اسے ہر مومن پڑھ لے گا خواہ وہ ان پڑھ ہو یا لکھنا جانتا ہو (جلد ۲ صفحہ ۲۰۶) - **یا کل مومن کاتب او غیر کاتب** (جلد ۲ صفحہ ۲۲۸) **یا کل مومن قاری او غیر قاری** (جلد ۲ صفحہ ۲۵۰) ہر مومن لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو یا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو وہ دجال کے ماتھے پر کفر یا کافر لکھا ہوا پڑھ لے گا۔

ظاہری حلیہ

اس حلئے میں چند باتیں نظر آتی ہیں۔ جسم کے لحاظ سے اسے قوی الجثہ کہا گیا ہے۔ رنگ کے لحاظ سے سفید اور روشن رنگت والا۔ سر کے بال چھوٹے اور گھنگریالے۔ اب تینوں باتیں یورپین اقوام کے ظاہری خد و خال پر صادق آتی ہیں۔ عموما یہ لوگ قوی الجثہ ہیں۔ اچھے قد آور اور موٹے ہیں۔ بال چھوٹے اور گھنگریالے ہیں اور اب تو عورتوں کے بال بھی چھوٹے ہو گئے ہیں۔ رنگ سفید اور روشن ہیں۔ تو یہ تین باتیں یورپ کی اقوام کے ظاہری خد و خال پر صادق آتی ہیں۔

باطنی حلیہ

باقی دو باتیں ایک دجال کا دائیں آنکھ سے کانا ہونا اور دوسرے اس کے ماتھے پر کفر یا ک ف ر لکھا ہونا ان کی روحانی حالت کا اظہار ہے۔ اگر جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے دجال ایک قوم کا نمائندہ ہے تو ظاہر ہے کہ ساری قوم ظاہر معنوں سے کانی نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں جہاں اسے دائیں آنکھ سے کانا بتایا ہے۔ دوسری آنکھ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اس قدر چمک رہی ہو گی کہ گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے۔ یعنی دائیں آنکھ تو بالکل ماری ہوئی ہے اور بائیں آنکھ حد سے زیادہ روشن ہے۔ امام راغب نے دجال کی دائیں آنکھ نہ ہونے کے جو معنے لکھے ہیں وہ نہایت محققانہ توجیہ ہے لفظ مسیح کی لغوی تحقیق میں وہ لکھتے ہیں کہ مسح کسی چیز کا مٹا دینا بھی ہے۔ اور پھر لکھتے ہیں

و قد روی ان الدجال ممسوح الیمنی و عیسی ممسوح الیسری قال و یعنی بان الدجال قد مسحت عنه القوة المحمودة من العلم و العقل و الحلم و الاخلاق الجمیلة و ان عیسی مسحت عنه القوة الذمیمة من الجهل و الشرة و الحرص و سائر الاخلاق الذمیمة

یعنی روایت کی گئی ہے کہ دجال کی دائیں آنکھ ماری ہوئی ہے اور حضرت عیسی کی بائیں آنکھ ماری ہوئی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ دجال سے علم اور عقل اور حلم اور اچھے اخلاق کی قابل تعریف قوت جاتی رہی ہے۔ اور حضرت عیسی سے جہل اور لالچ اور حرص اور برے اخلاق کی قابل نفرت قوت جاتی رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام راغب نے بھی دجال کے کانا ہونے کو ظاہر پر محمول نہیں کیا مجاز پر محمول کیا ہے اور مراد اس سے اچھے اخلاق کا نہ ہونا لیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے جو توجیہ اس کی فرمائی ہے وہ اس سے بھی زیادہ لطیف ہے انسان کی دو آنکھیں وہ ہیں جن میں سے ایک دینی اور روحانی امور کو دیکھتی ہے اور دوسری جسمانی اور مادی امور کو دیکھتی ہے اور چونکہ دین اور روحانیت اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں اور امور جسمانی اور مادی ادنیٰ مرتبہ رکھتے ہیں اس لئے دائیں آنکھ کے نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ دجال کی توجہ دینی اور روحانی امور کی طرف سے مٹی ہوئی ہو گی اور یہی حالت آج اقوام یورپ کی نظر آتی ہے کہ ان کی ساری توجہ جسمانی اور مادی امور کی طرف ہے اور ان امور میں ان کی ترقی بے نظیر ہے۔ یہی مطلب ہے اس کا کہ اس کی دوسری آنکھ روشن ستارے کی طرح ہو گی یعنی مادی اور جسمانی امور میں وہ ایسی ایسی باتوں کو دیکھ سکے گا جن کو اور لوگ نہیں دیکھتے گویا اس کی مادی آنکھ ایک روشن ستارہ ہے مگر اس کی روحانی آنکھ بالکل ماری ہوئی ہے کیونکہ اس کی ساری قوت مادیات اور جسمانیات تک محدود ہے ان میں کمال ترقی کا یہ نتیجہ ہے کہ دوسری آنکھ ان کی بند ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ کی یہ کیسی اعلیٰ درجہ کی توجیہ ہے جو یقیناً وحی خفی سے قلب مبارک نبویؐ پر روشن ہوئی۔ قرآن کریم دجال کے ذکر میں فرماتا ہے۔ **الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا و هم یحسبون انهم یحسنون صنعا** (الکہف ۱۸ - ۱۰۴) وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں غرق ہو گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے بڑے کاریگری کے کام کر رہے ہیں۔ حدیث نبویؐ نے اسے یوں بیان فرمایا کہ دجال کی بائیں آنکھ یا دنیا کی زندگی والی آنکھ ستارے کی طرح روشن ہے۔ اور قرآن کریم ان کی اخروی زندگی یا حالت کے متعلق بیان فرماتا ہے۔ **اولئک الذین کفروا بایات ربهم و لقائه** (الکہف ۱۸ - ۱۰۵) انہوں نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی ملاقات کا انکار کر دیا۔ حدیث نے یوں بیان فرمایا کہ دجال کی دائیں یا دین کی آنکھ ماری ہوئی ہے۔

اسی طرح یہ دوسری علامت دجال کی کہ اس کے ماتھے پر کفر یا کافر لکھا ہوا ہو گا اس کی روحانی حالت کے متعلق ہے۔ کسی چیز کا دونوں آنکھوں کے درمیان یا پیشانی پر لکھا ہوا ہونا عرف عام میں یہی ہے کہ وہ بات اس میں ظاہر نظر آئے۔ پس مطلب یہ ہے کہ اس کا کفر ظاہر ہو گا اور خود حدیث کے الفاظ سے نظر آتا ہے کہ منشاء یہی ہے۔ کیونکہ اول تو اس میں ہے کہ ہر ایک مومن اسے پڑھ لے گا یہ نہیں کہ ہر شخص اسے پڑھ لے گا۔ اور پھر مومن کے متعلق بھی مزید تشریح ہے **امی او کاتب قاری او غیر قاری** یعنی ہر ایک مومن اسے پڑھ لے گا خواہ

وہ امی ہو یا لکھنا جانتا ہو ۔ خواہ وہ پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ۔ تو جس تحریر کو اول مومن ہی پڑھتا ہے اور مومن بھی ہر ایک پڑھ لیتا ہے خواہ وہ پڑھنا جانتا ہو ۔ یا نہ جانتا ہو ظاہر ہے کہ وہ تحریر الفاظ میں نہ ہو سکتی ۔ اگر الفاظ کی تحریر ہوتی تو نہ مومن کی شرط ہوتی نہ ان پڑھ کے پڑھ لینے کا ذکر ہوتا ۔ الفاظ کی تحریر کا تعلق ایمان سے نہیں اسے ہر ایک پڑھنے والا پڑھ سکتا ہے ۔ اور ان پڑھ خواہ کتنا بڑا مومن ہو نہیں پڑھ سکتا ۔ پس یہ تحریر ایسی ہے جو اس کے افعال سے ظاہر ہے اور صرف مومن کے پڑھنے کی شرط اس لئے ہے کہ کافر تو کفر کو کفر نہیں سمجھتا ۔ یہ مومن ہی دیکھ سکتا ہے کہ یہ کفر ہے .....

دجال کا مذہب

دجال کون ہو گا ۔ بعض احادیث میں ذکر آتا ہے کہ یہودی اس کا ساتھ دیں گے یا اس کے ساتھ یہودیوں کے لشکر ہوں گے اس سے یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ وہ یہودی ہو گا مگر قرآن شریف میں صراحت سے مذکور ہے کہ اس سے مراد وہ اقوام ہیں جو خدا کا بیٹا بناتی ہیں اس لئے اس کے عیسائی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ۔ یہودیوں کے اس کا ساتھ دینے سے کیا مراد ہے وہ میں آگے بیان کروں گا یہودیوں کے اس کے ساتھ مل جانے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بھی یہودی ہے ۔ یوں امت محمدیہ میں سے بھی کچھ لوگوں کے اس کے ساتھ مل جانے اور اس کے دھوکے میں آ جانے کا ذکر ہے ۔ **یتبع الدجال من امتی سبعون الفا** (مشکوۃ صفحہ ۴۷۷) بلکہ خود اس کا نام مسیح الدجال جیسا کہ اوپر ذکر ہوا بتاتا ہے کہ وہ مسیح کا نام لیوا ہے ۔ تمیم داری کی حدیث جو اوپر بیان ہوئی وہ بھی اس بارے میں قطعی ہے ۔ **انطلقو الی ھذا الرجل فی الدیر** اس شخص کی طرف جاؤ جو گرجا گھر میں ہے ۔ ظاہر ہے کہ گرجا گھر میں کون لوگ جاتے ہیں وہ عیسائی ہی ہیں ۔ جس قوم کا نمائندہ گرجا گھر میں دکھایا گیا ہے وہ عیسائیوں کے سوائے اور کوئی نہیں ہو سکتی ۔ دجال کی جساسہ لوگوں کو یہی ترغیب دیتی ہے کہ تم بھی گرجا گھر میں جاؤ یعنی عیسائی ہو جاؤ **ھذا الدیر ر نیتموہ فاتوہ** یہ گرجا گھر جو تم دیکھ رہے ہو اس میں جاؤ ۔ اس کے خدائی کے دعویٰ سے کیا مراد ہے اس کو میں آگے بیان کرتا ہوں ۔

دجال کا جائے ظہور

یہ عجیب بات ہے کہ ..... دجال کا مقام رہائش ملک شام سے مغرب کی طرف دکھایا گیا ہے اور اس کے ظہور کا مقام مشرق قرار دیا گیا ہے اور اس بارے میں احادیث میں صراحت سے ذکر موجود ہے **لابل من قبل المشرق ماھو من قبل المشرق ماھو من قبل المشرق ماھو** نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ظاہر ہو گا ۔ وہ مشرق کی طرف ظاہر ہو گا ۔ وہ مشرق کی طرف ظاہر ہو گا ۔ (کنزا لعمال جلد ۷ ۔ نمبر ۲۹۸۸) **بل ھو فی بحر العراق ۔ بل ھو فی بحر العراق ۔ بل ھو فی بحر العراق** بلکہ وہ عراق کے سمندر (خلیج فارس) میں ہو گا ۔ بلکہ وہ عراق کے سمندر میں ہو گا ۔ (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۸۸) اور ایک حدیث میں ہے کہ وہ کوثی میں ہو گا تفصیلی اختلافات کو چھوڑ کر ایک بات جس پر احادیث کا اتفاق ہے وہ مشرق کی طرف سے اس کا ظہور ہے ۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں **فخطہ النبی صلعم نحو المشرق ماھو قریب من عشرین مرۃ** (کنزا لعمال جلد ۷ ۲۹۹۱) آنحضرت صلعم نے کوئی بیس مرتبہ مشرق کی طرف نشان دیا ۔ اور مسلم کی حدیث میں **لابل من قبل المشرق ماھو** کے بعد ہے **فاوما بیدہ الی المشرق** آپ نے اپنے ہاتھ سے بھی مشرق کی طرف اشارہ کیا ۔ اب مقام غور ہے کہ ایک طرف دجال کا مسکن مغرب میں ایک جزیرہ بتایا جاتا ہے ۔ دوسری طرف اس کا خروج یا اس کے فتنوں کا ظہور مشرق میں بتایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ دجال کے غلبہ سے مشرق کو نقصان پہنچے گا ۔ اور آج یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یورپ کا فتنہ اپنے ملک میں کچھ نہیں بلکہ وہ اپنے ملک میں اپنی قوم کے ساتھ ہر طرح اچھا سلوک کرتے ہیں ۔ ان کا فتنہ یہی ہے کہ وہ مشرق کو اپنی اغراض کے لئے اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ وہ ان کے عقائد باطلہ کو قبول کرے ۔ اور ان کا غلام ہو کر رہے اور اس بلند مقام پر کبھی نہ پہنچے کہ ان کی برابری کا دعویٰ کر سکے اور ان کا مال اور دولت ان کے ملکوں سے نکل جائے اور سب یورپ میں پہنچ جائے اور یہی مطلب دجال کے خروج یا کھول دیا جانے کا ہے ۔ موجود تو وہ نبی کریم صلعم کے وقت بھی تھا مگر اس وقت اس کے ہاتھ اور پیر دونوں بندھے ہوئے تھے ۔ اور یہی حالت اقوام یورپ کی نظر آتی ہے کہ ایک وقت تک وہ اپنے ممالک میں مقید ہیں مگر ایک وقت کے بعد وہ دنیا میں اپنا تسلط اور اقتدار اس حد تک جما لیتی ہیں کہ دنیا کے کل ملک یا ان کے قبضے میں آ جاتے ہیں یا ایسے ان کے اقتدار کے نیچے آ جاتے ہیں کہ ان کے اشاروں پر چلتے ہیں ۔ یہی مراد اس کے خدائی کے دعویٰ سے ہے کہ اس کا تصرف دنیا کی اقوام پر اس قدر ہو جاتا ہے کہ ہر ایک قوم اس کے اشاروں پر چلنے پر مجبور ہو جاتی ہے ۔ اس کے زندہ کرنے اور مارنے سے بھی یہی مراد ہے کہ جس قوم کو چاہا ذلیل کر دیا اور جس قوم کو چاہا برباد کر دیا ۔

عظیم ترین فتنہ

صحیح مسلم میں ہے **مابین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال** (مشکوۃ صفحہ ۴۷۲) ابتدائے آفرینش سے لے کر آخر تک کوئی امر فتنہ دجال سے بڑھ کر نہیں ۔ اسی قسم کے الفاظ اور احادیث میں بھی آئے ہیں **یایھا الناس انہ لم تکن فتنۃ علی وجہ الارض منذ ذرا اللہ آدم اعظم من فتنۃ الدجال** (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۲۸) اے لوگو جب سے اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو پیدا کیا ہے فتنہ دجال سے بڑھ کر کوئی فتنہ روئے زمین پر نہیں ہوا ۔ **ما کانت فتنۃ ولا تکون حتی تقوم الساعۃ اعظم من فتنۃ الدجال** (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۹۱) یا اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں ۔ یہ بجائے خود ایک شہادت ہے کہ فتنہ دجال یہی موجودہ غلبہ یورپ و فتنہ صلیب ہے ۔ اگر تاریخ عالم کو اٹھا کر دیکھا جائے تو اس کے برابر کوئی فتنہ نظر نہیں آتا گو اس سے پہلے بھی دنیا میں بڑے بڑے فاتح ہوئے مگر کسی کو روئے زمین پر اس قدر عام غلبہ حاصل نہیں ہوا ۔ آج نہ ایشیا کی کوئی بستی یورپ کے تسلط اور اقتدار سے باہر ہے نہ افریقہ کی نہ خشکی نہ تری ؛ اور اس غلبہ کے ساتھ جس قدر غلامی کی زنجیروں میں ان اقوام نے نسل انسانی کو جکڑا ہے اس کی بھی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی ۔ پھر ہر قسم کے گمراہ کرنے کے سامان ان کے ساتھ ہیں ۔ کہیں تعلیم کے ذریعہ سے گمراہ کیا جاتا ہے کہیں مذہب کے ذریعہ سے ؛ کہیں دنیا کی آرائش کے سامانوں کے ذریعہ سے ۔ غرض تاریخ عالم کو تلاش کرنے سے اس فتنے کی کوئی نظیر نہیں ملتی تو ' جس کو واقعات نے دنیا کا عظیم ترین فتنہ ثابت کر دیا وہی فتنہ دجال ہے ۔

دجال کی علامات

میں یہاں متفرق احادیث سے چند ٹکڑے درج کرتا ہوں اور پھر انہیں الگ الگ لے کر ان پر مختصر بحث کروں گا ۔

۱ ۔ **انہ یجی معہ بمثل الجنۃ والنار فالتی یقول انھا الجنۃ ھی النار** (متفق علیہ مشکوۃ صفحہ ۴۷۳)

وہ آئے گا اور اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ کی مثل کچھ ہو گا تو جسے وہ کہے گا کہ یہ بہشت ہے وہ آگ ہو گی

وان معہ ماء ونارا فاما الذی یراہ الناس ماء فنار تحرق واما الذی

اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی تو جسے لوگ پانی سمجھیں گے وہ آگ ہو گی جو جلا دے گی اور جسے

یراہ الناس نارا فماء بارد عذب (متفق علیہ مشکوۃ صفحہ ۴۷۳)

لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہو گا ۔

یجئی بنار و نہر فمن وقع فی نارہ وجب اجرہ وحط وزرہ (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۷۵)

اس کے ساتھ آگ ہو گی اور پانی کی نہر تو جو اس کی آگ میں گرے گا اس کا اجر واجب ہو گیا اور اس کا بوجھ اتر گیا

معہ جبال الخبز و انہار الماء (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۸۵)

اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی ۔

معہ نہران نہر من ماء و نہر من نار (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۸۵)

اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی ایک پانی کی نہر اور ایک آگ کی نہر ۔

یخرج الدجال و معہ نہر و نار فمن دخل نہرہ وجب وزرہ وحط اجرہ ومن دخل نارہ وجب اجرہ حط وزرہ (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۲۹)

دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ نہر اور آگ ہو گی جو کوئی اس کی نہر میں داخل ہو گا اس پر اس کا بوجھ

واجب ہو گیا اور اس کا اجر جاتا رہا اور جو کوئی اس کی آگ میں داخل ہوا اس کا اجر واجب ہوا اور اس کا بوجھ اتر گیا

وان من فتنتہ ان معہ جنت و نار النارہ' جنتہ وجنتہ نار فمن ابتلی بنارہ

اور اس کے فتنوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے ساتھ جنت اور آگ ہوں گے تو اس کی آگ جنت

فلیستغث باللہ و لیقرا فو تح الکھف فتکون بردا وسلام (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۲۸)

ہے اور جنت آگ تو جو شخص اس کی آگ میں ڈالا جائے وہ اللہ کی مدد مانگے اور سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو گی۔

ومعہ مثل الجنتہ مثل النار وجنتہ غبراء ذات دخان ونارہ روضتہ خضراء (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۷۴)

اور اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ کی مانند ہوں گے اور اس کی جنت دھویں والا غبار ہو گا اور اس کی آگ سبز باغ ہو گا۔

ان معہ جنتہ ونارا النارہ جنتہ وجنتہ نار فمن ابتلی بنارہ فلیغمض عینہ

اس کے ساتھ جنت اور نار ہو گی اس کی نار جنت اور اس کی جنت نار ہو گی جو کوئی اس کی آگ سے

ولیستعن باللہ یکون علیہ بردا وسلاما (کنزا لعمال جلد ۷ ۲۰۷۹)

آزمایا جائے چاہئے کہ اپنی آنکھ بند کرے اور اللہ کی مدد مانگے وہ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو گی

کیف بکم اذا ابتلیتم بعبد قد سخرت لہ انھار الارض و ثمارھا (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۹۰)

تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم ایسے انسان سے آزمائے جاؤ گے کہ جس کے لئے زمین کی نہریں اور اس کے پھل مسخر کر دیئے گئے ہیں۔

یسیر معہ جبلان احد ھما فیہ اشجار و ثمار و ماء واحد ھما فیہ دخان

اس کے ساتھ دو پہاڑ چلتے ہونگے ان میں سے ایک میں درخت اور پھل اور پانی ہوں گے

و نار یقول ھذہ الجنتہ ھو النار (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۱۱۰)

اور دوسرے دھواں اور آگ ہوں گے کہے گا یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے۔

۲۔ **قلنا یا رسول اللہ وما سرانہ فی الارض قال کالغیث استدبر تہ الریح** (مشکوۃ صفحہ ۴۷۳)

ہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ وہ زمین میں کتنا تیز چلے گا فرمایا جیسے بادل جسے ہوا اڑائے لئے جا رہی ہو

تطوی لہ الارض منھلا یتناول السحاب بیمینہ و یسبق الشمس الی

زمین اس کے لئے لپیٹ لی جائے گی وہ بادل کو اپنے دائیں ہاتھ سے لے لے گا اور سورج سے پہلے

مغیبھا یخوض البحر الی کعبیہ امامہ جبل دخان (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۸)

اس کے غائب ہونے کی جگہ پر پہنچ جائے گا۔ ٹخنوں تک سمندر میں چلے گا اس کے آگے دھویں کا پہاڑ ہو گا۔

ینزو فی مابین السماء و الارض (ابو داؤد)

وہ آسمان اور زمین کے اندر اچھلتا پھرے گا۔

و لہ حمار یرکبہ عرض مابین اذنیہ اربعون ذراعا (کنز العمل جلد ۷ ۲۱۰۴)

اور اس کا گدھا ہو گا جس پر سوار ہو گا اس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہو گا۔

یخرج الدجال علی حمار اقمر مابین اذنیہ سبعون باعا (مشکوۃ صفحہ ۴۷۷)

دجال ایک سفید رنگ کے گدھے پر نکلے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہو گا

تحتہ حمار اقمر طول کل اذن من اذنیہ ثلاثون ذراعا مابین حافر حمارہ

اس کے نیچے سفید گدھا ہو گا جس کے دونوں کانوں میں سے ہر ایک کی لمبائی تیس گز ہو گی اور اس

الی الحافر الاخر مسیرۃ یوم و لیلتہ (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۸)

کے گدھے کے ایک پاؤں اور دوسرے کے درمیان ایک دن رات کے سفر کا فاصلہ ہو گا۔

۳۔ **و یمر بالخربتہ فیقول لھا اخرجی کنوزک فتتبعہ کنوزھا کیعاسیب النحل** (مشکوۃ صفحہ ۴۷۳)

اور وہ ویرانے پر گذرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی بڑی مکھی کے پیچھے چلتی ہیں۔

۴۔ **فیاتی علی القوم فیدعو ھم فیؤ منون بہ فیامر السماء فتمطر و الارض فتنبت....**

وہ ایک قوم پر آئے گا اور انہیں بلائے گا تو وہ اس پر ایمان لائیں گے سو وہ آسمان کو حکم دے گا اور

ثم یاتی القوم فیدعو ھم فیردون علیہ قولہ فینصرف عنھم فیصبحون ممحلین

وہ مینہ برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ اگائے گی ..... پھر ایک اور قوم پر آئے گا اور انہیں بلائے گا تو

لیس بایدیھم شئی من اموالھم (مشکوۃ صفحہ ۴۷۳)

وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے اور وہ ان سے پھر جائے گا تو وہ قحط زدہ ہونگے ان کے ہاتھوں میں ان کے مالوں میں سے کچھ نہ رہے گا۔

و ان من فتنتہ ان یمر بالحی فیکذبوہ فلا تبقی لھم سائمتہ الا ھلکت و ان من فتنتہ ان

اور اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ ایک قبیلہ پر گذرے گا تو وہ اسے جھٹلائیں گے تو ان کا کوئی مویشی باقی نہ رہے گا سب ہلاک ہو جائیں گے۔

یمر بالحی فیصد قونہ فیامر السماء ان تمطر و یامر الارض تنبت فتنبت (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۲۸)

اور اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ ایک قبیلہ پر گزرے گا تو وہ اس کی تصدیق کریں گے تو وہ آسمان کو حکم دے گا کہ پانی برسائے اور زمین کو حکم دے گا کہ اگائے تو وہ اگائے گی

قد سخرت لہ انھار الارض و ثمارھا فمن اتبعہ اطعمہ و اکفرہ و من عصاہ حرمہ

اور زمین کی نہریں اور اس کے پھل اس کے لئے مسخر کر دیئے جائیں گے تو جو اس کی پیروی کرے گا وہ اسے کھلائے گا اور اسے کافر بنا لے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا اسے اس سے محروم کر دے گا اور اس سے رزق روک دے گا۔

و منعہ (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۹۰)

لیصحبن الدجال اقوام یقولون انا لنصحبہ و انا لنعلم انہ الکافر و لکنا

دجال کے ساتھ کچھ لوگ ہوں گے کہیں گے ہم اس کے ساتھ ملتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر ہے لیکن ہم اس کے ساتھ ملتے

نصحبہ نا کل من طعامہ و نرعی من الشجر (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۹۴)

ہیں اور اس کے کھانے سے کھاتے ہیں اور درختوں سے مویشی چراتے ہیں۔

و معہ جبال من خبز و الناس فی جھد الا من اتبعہ (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۱۰۴)

اور اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے اور لوگ تکلیف میں ہونگے سوائے ان کے جو اس کی پیروی کریں۔

۵۔ **و یبعث معہ الشیاطین علی صورۃ من قد مات من الاباء و الاخوان** (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۶۵)

اور اس کے ساتھ شیاطین ہونگے جو وفات یافتہ باپوں اور بھائیوں کی صورت پر اٹھائے جائیں گے۔

معہ شیاطین مشبھون بالاموات یقولون للحی تعرفنی انا اخوک انا ابوک او

اس کے ساتھ شیاطین ہونگے جن کی شکلیں مردوں سے ملتی ہوں گی وہ زندہ کو کہیں گے کیا تو مجھے پہچانتا ہے میں تیرا بھائی ہوں میں تیرا باپ ہوں یا کوئی قرابت والا

ذو قرابتہ منہ (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۷۸)

و یبعث معہ شیاطین تکلم الناس (کنزا لعمال جلد ۷ نمبر ۲۱۰۴)

اور اس کے ساتھ شیاطین اٹھائے جائیں گے جو لوگوں سے باتیں کریں گے۔

۶۔ وو راءہ الدجال معہ سبعون الف یہودی (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۲۸)
اور اس کے پیچھے دجال ہو گا اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔

اکثر من یتبعہ الیہود و النساء و الاعراب (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۶۵)
اکثر لوگ جو اس کی پیروی کریں گے یہودی اور عورتیں اور گنوار لوگ ہوں گے۔

فاکثر من معہ الیہود و النساء (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۱۴۳)
اور اکثر جو اس کے ساتھ ہوں گے یہودی اور عورتیں ہوں گی۔

یخرج الدجال عدو اللہ و معہ جنود من الیہود و اصناف الناس (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۷۴)
اللہ کا دشمن دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ یہودیوں کے لشکر اور قسم قسم کے لوگ ہوں گے۔

۷۔ اکثر من یتبعہ الیہود و النساء و الاعراب (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۶۵)
اکثر لوگ جو اس کی پیروی کریں گے یہود اور عورتیں اور گنوار لوگ ہوں گے۔

فاکثر من معہ الیہود و النساء (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۱۹۴)
اکثر جو اس کے ساتھ ہوں گے یہود اور عورتیں ہوں گی۔

لیکون اخر من یخرج الیہ النساء حتی ان الرجل لیرجع الی امہ و ابنتہ و اختہ
سب سے پیچھے جو اس کی طرف نکلیں گی عورتیں ہوں گی یہاں تک کہ ایک شخص اپنی ماں اور اپنی بیٹی اور اپنی بہن اور

و عمتہ لیوثقہا رباطا مخافۃ ان تخرج الیہ (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۱۲۹)
اپنی پھوپھی کی طرف آئے گا پھر اسے مضبوط باندھ دے گا اس ڈر سے کہ اس کی طرف نکل نہ جائے

المسیح الدجال و یاجوج و ماجوج ۔ مصنفہ حضرت مولینا محمد علی ص۱۸ تا ص۳۰
شائع کردہ ۱۹۳۱ء

بقیہ: بیگم عبدالسلام عمر

اس لیے ان کا خیال کرنا ضروری ہے۔

بے حد مہمان نواز تھیں۔ دور پار کے رشتہ دار جو کہ ان کی طبیعت کو جانتے تھے بلا تکلف کئی کئی دن اپنے قریبی رشتہ داروں کو چھوڑ کر آپ کے پاس قیام کرنا پسند کرتے۔

اپنی زبان۔ ہاتھ یا رویہ سے کسی کو کبھی تکلیف نہیں دی۔ دعوتوں میں ہمیشہ پیچھے رہ جاتیں کیونکہ انہیں آگے بڑھ کر کھانا لینے کی عادت نہ تھی۔ مبادا کسی کو دھکا نہ لگ جائے۔ ہمیشہ اس بات پر تعجب کرتیں کہ لوگ کسی کو دھکا دینے یا پاؤں سے دبا دینے کی پرواہ کیے بغیر آگے کیوں بڑھ جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تعلق تھا اور اس رشتہ سے شرافت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ تمام عمر زبان سے کوئی ناشائستہ لفظ نہیں نکلا نہایت نرم لہجہ میں گفتگو کرتیں۔ بزرگوں کا بے حد احترام کرتیں۔ کسی کو ملنے جاتیں تو خالی ہاتھ نہ جاتیں۔ اسی طرح کسی کو خالی ہاتھ رخصت نہ کرتیں۔ طبیعت نیکی اور دین کی طرف مائل تھی۔ فرض عبادات کے علاوہ نفل عبادات بھی ادا کرتیں۔ راتوں کو بہت کم سوتیں۔ آدھی رات سے قبل اٹھ کر عبادت شروع کر دیتیں۔ سونے سے قبل خاندان کے چھوٹے سے لے کر بڑے تک کے لیے نام بنام دعائیں کرتیں۔ بہت سے لوگوں کو ان کی دعاؤں پر بھروسہ تھا۔ نیا چاند دیکھ کر ضرور دعا مانگتیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو دو مرتبہ عمرہ کی سعادت سے نوازا۔ میں بھی ایک بار ان کے ساتھ تھی۔ حرم پاک جاتیں تو انہیں واپس لانا مشکل ہو جاتا۔ غرضیکہ ممی کی زندگی نیکی، شرافت اور عبادت گزاری کی ایک عمدہ مثال تھی۔

محمد صالح نُور - کراچی

ساتھیوں سے خطاب

اے ہمارے ساتھیو! خوفِ خدا پیدا کرو
جو سبھی کو راس آئے وہ فضا پیدا کرو

کشتیاں طوفان سے جو باسلامت لے چلیں
ایسے جرأت مند، مردانِ خُدا پیدا کرو

روزِ محشر ہو سکیں ہم سرخرو جن کے طفیل
اپنے اندر ایسے انداز و ادا پیدا کرو

اس چمن کو کون جانے لگ گئی کس کی نظر
جس سے سارے دکھ کٹیں ایسی دوا پیدا کرو

خُلد تک بیٹھا نہیں رہتا کوئی مردِ سعید
کوششوں سے اور اچھے راہنما پیدا کرو

دشمنوں سے بھی کرو تم دوستوں جیسا سلوک
ہو نمایاں جن سے تقویٰ وہ قویٰ پیدا کرو

اپنی ہی کوتاہیاں شامل ہیں اس ادبار میں
دل بدل جاتے ہوں جس سے وہ نوا پیدا کرو

کب تلک دیکھا کرو گے آسمانوں کی طرف
اپنے اندر ہی سے مردِ باصفا پیدا کرو

بیگم نصرت احمد ۔ ملتان سے

بیگم عبدالسلام عمر صاحبہ کی یادیں

جولائی کا مہینہ ہے ہم لوگ ملتان کی گرمی سے بچنے کی غرض سے مری آئے ہوئے ہیں اس وقت ایک شاندار ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ہوں کہ اچانک ذہن ایک سال پیچھے کی طرف چلا گیا ہے۔ طبیعت اداس ہو گئی ہے اور والدہ کی شفقت کی جدائی نے بیتاب کر دیا ہے۔ گذشتہ سال اسی ماہ کی ۲۰ تاریخ تھی جب ایک نہایت شفیق، انسان دوست، غریب پرور خاموش طبع اور شریف النفس خاتون یعنی میری والدہ خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مرحومہ حضرت مولانا حکیم نورالدین علیہ الرحمۃ کے سب سے بڑے صاحبزادے عبدالسلام عمر کی بیوی تھیں۔ خاندان میں آپا مبشرہ کے نام سے مشہور تھیں اور ہم بچے گھر میں ان کو ممی کہہ کر پکارتے تھے۔

اس لمحہ باہر آسمان پر گہرے سلیٹی اور سفید رنگ کے بادل دور گھاٹی سے اٹھتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ اور اب وقفے وقفے سے بارش کی پھوار پڑنے لگی ہے کہاں ملتان کی شدید گرمی اور کہاں مری کی یہ خنک فضائیں۔ سچ ہے تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ نہ تو خداوند کریم کی نعمتوں کو جھٹلایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے حکم کے آگے سرتابی کی مجال ہے وہ جب چاہے اور جس طرح چاہے اپنے بندے کو باریابی کا حکم دے سکتا ہے۔ اور کوئی اس کے حکم کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ موت تو برحق ہے لیکن ماں جیسی شفیق ہستی کی جدائی ایک ایسا خلا ہوتا ہے جو کبھی پُر نہیں ہوتا اور زندگی کے مشکل لمحات میں ممتا کی بے لوث رفاقت کی یاد رہ رہ کر آنکھیں نمناک کر دیتی ہے۔ ممی کی وفات کے بعد تعزیت کرنے والی ہر زبان پر ممی کی ہمدردیوں اور انسان دوستی کا تذکرہ تھا۔ سخاوت اور غریب پروری کے باعث کثیر تعداد میں حاجت مندوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ان کے پاس رہتا۔ اور وہ یہ سارے نیکی کے کام نہایت خاموشی اور خندہ پیشانی سے کرتی رہتیں۔ ان کا عمل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے عین مطابق ہوتا کہ خیرات اس خاموشی سے دو کہ دائیں ہاتھ کی خبر بائیں ہاتھ کو نہ ہو۔

انکساری کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کو رقم نوٹوں کی شکل میں دینی ہوتی تو ان کو چپکے سے لپیٹ کر مٹھی میں تھما دیتی تھیں۔ کوئی شکریہ ادا کرنا چاہتا تو ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کر دیتیں۔ لین دین میں نہایت وسیع القلب تھیں۔ ہمیشہ بڑھ چڑھ کر دیتیں لیکن اسے نہ تو کبھی لکھا اور نہ ہی یاد رکھا۔ ورنہ اکثر امراء میں دیکھنے میں آیا ہے کہ لین دین کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے اور اگر کوئی کسی موقع پر نہ لوٹائے تو اس کا شکوہ کیا جاتا ہے۔ لیکن ممی تو دے کر بھول جاتیں اور اگر کوئی لوٹا دیتا تو نہایت احسان مند ہوتیں اور شکریہ ادا کرتیں۔ اور اس کا لوگوں سے بار بار ذکر کرتیں۔

کسی کی بُرائی کا ذکر تو ہم نے ان کے منہ سے سنا ہی نہیں۔ ہمیشہ اچھائی پر نظر رکھتیں اور اس کی قدر اور حوصلہ افزائی کرتیں۔

خواتین عموماً اپنے میکے والوں کے ہی گن گاتی رہتی ہیں لیکن ممی کو تو سب سے پیار تھا۔ میکہ تو وہ ویسے بھی سینکڑوں میل دور حیدر آباد دکن جنوبی ہند چھوڑ آئی تھیں لیکن اپنی وسعتِ نظر اور کشادگی قلب کے بدولت اپنے سسرال والوں کو میکے سے بھی زیادہ عزت اور اہمیت دیتیں۔ بلکہ ان کو ہی سگے بھائی بہن بنا لیا۔ ان سے نہایت خلوص دل سے سلوک کرتیں۔ صاف دلی کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک پر بھروسہ کر لیتی تھیں۔ ہر ایک سے نہایت عزت اور محبت کا سلوک کرتیں۔ بے حد متواضع تھیں۔ خواہ کوئی دو قدم سے بھی آیا ہو بغیر خاطر تواضع کیے نہ جانے دیتیں۔

عیدین کے موقعوں پر پورے خاندان کو دعوت دینا ان کا معمول تھا۔ خود ساتھ مل کر ملازمین سے عمدہ کھانے پکواتیں۔ خود نہایت کم کھاتیں لیکن دوسروں کے آگے ڈونگے بار بار پیش کرتیں۔ دوسروں کی خاطر تواضع کر کے بے حد خوشی محسوس کرتیں اور اپنی تھکاوٹ کو بھول جاتیں۔

غریبوں کے کھانے پینے کا انہیں بے حد خیال رہتا جب میرے بھائی منور عمر کی دعوت ولیمہ کا انتظام ہوٹل میں کرنے کا پروگرام بنا تو بار بار کہتیں آرام تو بہت ہو گا لیکن وہ جو بہت سے غریب اور ملازمین گھر پر انتظام ہونے کی صورت میں کھانے میں شریک ہوتے ہیں ان کا کیا بنے گا۔ آخر دعوت تو ہوٹل میں ہوئی لیکن ممی کی خواہش کے مطابق غریبوں اور ملازمین کے لیے گھر پر بھی عمدہ کھانا پکوایا گیا۔

نہایت غریب پرور تھیں۔ جب تک گاؤں میں رہیں دوائیوں کا ایک ذخیرہ اپنے پاس رکھتیں کیونکہ وہاں ڈاکٹر وغیرہ کی سہولت نہ تھی۔ اس لیے جب کسی کو ضرورت پڑتی تو دوائی مفت دیتیں۔ وہاں سب اپنی امانتیں ممی کے پاس ہی رکھواتے حتیٰ کہ لاہور آ جانے پر بھی گاؤں سے جو غریب لوگ نوکری کے لیے لاہور آتے وہ اپنی تنخواہ ممی کے پاس رکھواتے۔ ممی کہتیں کہ بھئی یہاں تو ڈاک خانے اور بنک ہیں لیکن وہ اپنی رقوم انہی کے پاس رکھواتے شاید ان کو ممی پر زیادہ بھروسہ تھا۔ گاؤں کا ہی ایک آدمی جان محمد اسی طرح تین ہزار روپیہ رکھوا گیا پھر ایک عرصہ تک اس کی کوئی خبر نہ آئی۔ ادھر ممی سخت مضطرب کہ میں بیمار رہتی ہوں اور اس کی امانت میرے پاس ہے۔ آخر وہ رقم ڈاکخانے میں جمع کروا دی گئی۔ ایک زمانہ بعد وہ لوٹا اور ڈاکخانہ سے اس کو منافع کے ساتھ دس ہزار کے لگ بھگ رقم مل گئی۔ جان محمد تو بے حد خوش اور شکر گذار تھا لیکن ممی کو اس بات کی خوشی تھی کہ خدا کا شکر ہے کہ امانت دار کو امانت لوٹا دی گئی۔ ان کی زندگی میں ایسے ان گنت واقعات گذرے جن کا ذکر ہم نے تعزیت کرنے والے غریب لوگوں کی زبان سے سنا۔

ہمارا پرانا جمعدار برکت جو بے چارہ ایک عرصہ سے لاچار چارپائی پر پڑا تھا جب اس نے ممی کے ہسپتال جانے کا سنا تو رونے لگا اور کہنے لگا یا اللہ ممی جی کو نہ اٹھانا۔ ان کی بجائے مجھے اٹھا لینا۔ ان سے تو بہتوں کا بھلا ہوتا ہے۔ میری زندگی انہیں دے دینا۔

غریبوں اور ملازمین سے نہایت مہربانی سے پیش آتیں اس عمر میں جبکہ جلد تھک جاتیں تو ساتھ ہی نوکر کو بھی کہتیں کہ جا تو بھی آرام کر میں تھک گئی ہوں تو بھی ضرور تھک گیا ہو گا۔

نہایت کم گو، حیادار اور نرم گفتار تھیں۔ ماڈل ٹاؤن کلب میں قرآن کے درس تدریس کا سلسلہ شروع ہوا تو شوق سے جانے لگیں۔ ایک بار کلب میں سب خواتین طوفان باد و باراں میں گھر گئیں تو سیکرٹری مسز احمد صاحبہ نے سب سے پہلے ممی کو گاڑی میں گھر بھجوایا کہنے لگیں باقی تو سب کسی نہ کسی طرح چلی ہی جائیں گی لیکن مسز عمر نے تو کسی سے کچھ کہنا ہی نہیں۔

بقیہ صفحہ ۳ کالم ۲ پر

بچوں کا صفحہ

عائشہ بنت کیپٹن عبد السلام خان

ہماری زمین

حال ہی میں چلڈرن کمپلیکس لاہور کے زیر اہتمام لاہور کے تمام سکولوں کے بچوں کا تقریری مقابلہ ہوا۔ اس میں ذیل کا مضمون اول قرار دیا گیا۔

زمین اس سیارے کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی وسعتوں میں سے نوع انسانی کی آبادکاری کے لیے منتخب کیا۔ اسے بیش بہا نعمتوں سے مزین کر کے جانداروں کے پھلنے پھولنے کے لیے تیار کیا اور پھر اس میں حیات کا بیج بو دیا۔ زمین کو وجود میں آئے ہوئے تقریباً ساڑھے چار ارب سال گزر چکے ہیں اور یہ آج بھی اپنی تمام تر رعنائیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ ابتدا ہی سے انسان جستجو اور تحریک کا علمبردار رہا ہے اس نے کرۂ ارض پر آتے ہی اس میں چھپے ہوئے سربستہ رازوں کو آشکار کرنے کی کوشش کی۔ کبھی اُس نے حکمت کے وہ گل کھلائے کہ خود قدرت بھی اپنی تخلیق پر نازاں ہوگئی اور کبھی اُس نے دشت و بیابانوں میں اپنی جولانی طبع کو آزمایا۔ الغرض یہ انسان کی تحریک و جستجو ہی تھی جس کے باعث آج ہم زمین کے چپے چپے سے واقف ہیں۔

ہماری زمین نظام شمسی کا حصہ ہے۔ اس نظام میں زمین تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ سورج کے گرد گردش کر رہی ہے اور تین سو پینسٹھ دنوں میں سورج کے گرد اپنا ایک چکر مکمل کرتی ہے۔ اس کا سورج سے فاصلہ ۹۳ ملین میل ہے۔ ہماری زمین گول ہے اور اس کا قطر 7962 میل ہے اس کو جغرافیائی لحاظ سے براعظموں یعنی ایشیا، جنوبی امریکہ، شمالی امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا اور انٹارکٹکا میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ہماری زمین قدرت کی صناعی کا ایک شاہکار ہے۔ کہیں اس میں لہلہاتے سرسبز و شاداب جنگل واقع ہیں تو کہیں شدید گرم تپتے ہوئے صحرا، اور پھر میلوں گہرے اور پھیلے ہوئے سمندر۔ یہ سب کچھ کروڑہا سال کے ارتقائی عمل سے گذرنے کے بعد وجود میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور ہم نے اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہم نے ہر ایک چیز اندازہ کی ہوئی اُگائی۔"

سائنسی تحقیق کے مطابق زمین شروع میں گیسوں اور گرم مادے کا ایک مجموعہ تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اوپر کی سطح سرد ہونا شروع ہوگئی اور پھر اس نے ٹھوس صورت اختیار کر لی۔ لیکن اب بھی زمین کا اندرونی حصہ شدید گرم ہے یہ پگھلی ہوئی چٹانوں اور دھاتوں پر مشتمل ہے اور کبھی کبھی یہ سطح کو چیرتا ہوا لاوے کی صورت میں اُبل پڑتا ہے۔ زمین کی سطح بھی یکساں نہیں ہے کئی علاقوں میں یہ پہاڑوں کی صورت میں ابھری ہوتی ہے اور کئی علاقوں میں بڑی بڑی کھائیوں کی وجہ سے اس میں گہرائی پیدا ہوگئی ہے۔

ازل سے زمین انسان کی ساتھی ہے۔ زمین کے توسط سے ہی انسان کو خدا تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں میسر آئیں۔ زمین کے گرد ہوا کا ایک غلاف سا لپٹا ہوا ہے جس کی بدولت تمام جاندار سانس لے سکتے ہیں۔ پورے نظام شمسی میں زمین ہی وہ سیارہ ہے جس پر پانی موجود ہے۔ پانی کی موجودگی کی وجہ سے یہاں نباتات وغیرہ بھی اُگ سکتے ہیں۔ ہماری زمین ہمارے لیے ایک اور لحاظ سے بھی فائدہ مند ہے وہ اس طرح کہ اس کا سورج سے فاصلہ اتنا زیادہ نہیں ہے کہ سارا سال برف جمی رہے اور نہ ہی یہ سورج سے اتنی قریب ہے کہ سورج کی جھلسا دینے والی حدت اس پر اثر انداز ہو سکے۔ البتہ اس کے کچھ علاقوں میں سارا سال موسم شدید رہتا ہے۔ مثلاً صحرائے اسود، قطب شمالی و جنوبی وغیرہ۔

زمین سے ہمیں بہت معدنیات وغیرہ بھی حاصل ہوتی ہیں جو کہ روزمرہ زندگی میں بہت اہمیت کی حامل ہیں مثلاً لوہا جو کہ زمین سے نکالا جاتا ہے اس کا استعمال تقریباً ہر صنعت میں ہوتا ہے سونے پر تو تمام بین الاقوامی اقتصادیات کا انحصار ہے۔ قدرتی گیس جو کہ ایندھن کے طور پر بڑے پیمانے پر استعمال ہوتی ہے وہ بھی زمین کا سینہ چیر کر ہی حاصل کی جاتی ہے۔ غرض زمین نے اپنے دامن میں انسانوں کے لیے بیش بہا خزانے سمیٹ رکھے ہیں جنہیں ہم اپنے قوت بازو سے حاصل کرتے ہیں۔ ہماری زمین بھی ایک عجوبہ ہے۔ اس کی بناوٹ اور اس میں مخفی رازوں پر غور کرنے سے خدا تعالیٰ کی جلوہ نمائیاں کسی رُخِ روشن کی مانند انسان کے ذہن میں واضح ہوتی چلی جاتی ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

"یقیناً آسمانوں اور زمین میں مومنوں کے لیے نشان ہیں۔"

ہماری زمین اس پوری کائنات میں ہمارے لیے ایک پناہ گاہ کی مانند ہے اس کے بغیر زندگی کا تصور بھی مشکل ہے لیکن آج کے دور میں یہ مختلف خطرات سے دوچار ہے اور ان خطرات کی اصل وجوہات کے باعث بھی ہم انسان ہی ہیں۔ جس قدر سائنس نے ترقی کی ہے اسی قدر کارخانوں، صنعتوں اور ذرائع آمدورفت میں اضافہ ہوا ہے۔ جن کی بدولت فضائی آلودگی میں بہت حد تک اضافہ ہوا ہے۔ بظاہر معاملہ صرف زمین کی فضا کی آلودگی کا ہے لیکن اس کی سنگینی اور پیچیدگی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کرہ ارض پر حیوانی و نباتاتی زندگی کے تحفظ کے لیے اس مسئلے کے حل کے لیے فوری اور انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے بصورت دیگر زمین پر حیات کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اقوام عالم اس کے حل کے لیے منصوبے تشکیل دے رہی ہیں اور اس پر تحقیق بھی کی جا رہی ہے۔ مگر فی الحال کوئی قابل ذکر نتائج سامنے نہیں آئے۔ ایٹمی تجربات اور زہریلے مادوں نے بھی زمینی فضا پر مضر اثرات مرتب کیے ہیں۔

آج کل زمین کے بارے میں ایک اور مسئلے کا بھی بہت چرچا ہے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق ہماری زمین ایک گیس اوزون کے نازک لحاف میں لپٹی ہوتی ہے جو کہ سورج کی الٹراوائیلٹ شعاعوں کو جذب کر لیتا ہے۔ مگر اب آہستہ آہستہ اوزون کی تہہ میں خلا پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے اور انٹارکٹکا کے اوپر تو کہیں کہیں سے اوزون ۵۰ فیصد تک ختم ہو چکی ہے۔ سورج کی الٹراوائیلٹ شعاعوں کے زمین تک پہنچنے کی وجہ سے سرطان کے مرض میں اضافہ ہوا ہے اور زمین کے درجہ حرارت میں بھی آدھے سینٹی گریڈ کا اضافہ ہوا ہے۔ اس خطرے سے نپٹنے کے لیے بھی فوری اقدامات کی ضرورت ہے ورنہ شاید ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اس دلکش اور سرسبز و شاداب زمین سے محروم ہو جائیں۔

آبادی میں تیزی سے اضافہ بھی اہل زمین کی مشکلات میں اضافہ کر رہا ہے۔ آبادی میں تیزی سے اضافے کی وجہ سے رہائشی سہولتیں، ذرائع آمدورفت اور تفریحی و تعلیمی سہولیات میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ آبادی اور وسائل کے اس غیر متوازن اضافے کی وجہ سے دوسرے بھی کئی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ آبادی کے اضافے پر قابو پانے کے لیے منصوبہ بندی کی اشد ضرورت ہے۔

ان سب خطرات و نقصانات کے باوجود یہ زمین ہماری زمین ہے۔ اس کا مستقبل ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ ہمیں ہی اسے تباہی کی عمیق گہرائیوں میں کھو جانے سے بچانا ہے۔ اس کا تحفظ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ سائنسی تعلیم عام کر کے اہل زمین میں اس کے تحفظ و بقا کا شعور پیدا کیا جائے اور انہیں فطرت سے جنگ کے لیے تیار کیا جائے۔ یہ جنگ ہم سب

کو اپنی اس پناہ گاہ کو بچانے کے لیے لڑنی ہے۔

انسان اور زمین کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کی تخلیق بھی اسی مٹی سے ہی فرمائی ہے اور اسے ایک نہ ایک دن اسی زمین کے ہی کسی گوشہ عافیت کی مٹی میں مل کر خاک ہو جانا ہے۔ تو وہ اپنی اس جنم بھومی سے محبت کیوں نہ کرے۔ انسان کی شاہراہِ حیات تو اسی زمین کے فرشِ خاکی پر ہی بنی ہے۔ یہ زمین اس کی بچپن سے بڑھاپے تک کی ساتھی ہے۔ اسی زمین پر جب وہ ایام طفولیت میں گھسٹ گھسٹ کر چلتا ہے اور چلتا چلتا لڑکھڑا جاتا ہے تو یہ کسی مادر مہربان کی طرح اسے سہارا دیتی ہے اور اسے زندگی کی دوڑ میں حصہ لینے کے لیے رواں دواں کرتی ہے۔ جوانی میں یہ انسان کے رزق کا وسیلہ بنتی ہے۔ کبھی انسان اس پر کھیتی باڑی کر کے سرسبز لہلہاتے کھیت اگا لیتا ہے اور کبھی اس کے کوہساروں کے سینے چیر کر ان میں چھپے گراں بہا خزانے حاصل کرتا ہے۔ اور کبھی اس زمین کے وسیع دامن میں محنت و مشقت کر کے روزی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ اور آخر کار اس کارِ حیات سے رخصت ہو کر اسی زمین کی گود میں ابدی نیند سو جاتا ہے۔

زمین انسان اور اس کے معبود کے درمیان ایک رابطے کا کام بھی دیتی ہے اس ذاتِ واحد نے تو زمین کو نوع انسانی کے لیے کشادہ کر دیا ہے پر اب یہ اہل زمین کا فرض ہے کہ وہ اس کی حقیقتوں پر غور کریں اور ارض و سما میں موجود خدا تعالیٰ کے عکس کو نورِ ہدایت کے توسط سے دیکھنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم غور کریں تو سطح زمین کا نشیب و فراز، زمین سے اگنے والی طرح طرح کی فصلیں رنگ رنگ کی مخلوقات اپنے خالق کی موجودگی کا اعلان کرتی ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کس خوبصورتی سے اسے الفاظ میں سمیٹا ہے۔ ؎

یہ زمیں یہ فلک ان سے آگے تلک
جتنی دنیا ئیں ہیں سب میں تیری جھلک

صرف یہ ہی نہیں بلکہ انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے وہ زمین پر ہی اپنی جبینِ نیاز رکھ کر خدائے بزرگ و برتر کی بندگی کا اعتراف کرتا ہے۔ اور یوں دمِ آخر تک اس کی اطاعت کا دم بھرتا ہے۔

زمین کا لفظ زبان پر آتے ہی ہمارے ذہن میں ایک اپنائیت ایک شیرینی اور ممتا کی چھاؤں کی ٹھنڈک کا تصور ابھرتا ہے اور ایک عجیب مسرور کن حلاوت رگ و پے میں اتر جاتی ہے زمین بھی ماں کی طرح مقدس ہوتی ہے اور جس دل میں اپنی سرزمین کے لیے محبت نہ ہو وہ دل کہلانے کے لائق نہیں ہے دل تو وہ ہے جو اپنی سرزمین کی خاطر مر مٹنے کی تڑپ رکھتا ہو اور جس میں اپنی زمین کی دلکشی کو صدا بہار رکھنے کے لیے اسے اپنے لہو سے سیراب کرنے کا حوصلہ ہو۔ کیونکہ یہی تو ہماری شناخت ہے۔ آسمان کے حدِ نظر تک پھیلے ہوئے نیلگوں سائبان تلے یہی ہماری پناہ گاہ ہے۔ ایک شاعر نے اپنے محبت و عقیدت کے ان پھولوں کو کس خوبصورتی سے چنا ہے۔

؎ میری پت میری چھب میری چھاپ ہے تو
میرا تن میرا دم مری جان ہے تو

یہ زمین تو کروڑ ہا سال سے انسانوں کے لیے سود مند ثابت ہو رہی ہے یہ ایک طرح سے ہمارا ساتھ نبھا رہی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے اسے کیا دیا؟ آج دنیا میں ہر طرف جنگ کے سائے منڈلا رہے ہیں کسی بھی وقت تیسری ایٹمی جنگ شروع ہو سکتی ہے۔ اور اس کی ہولناک تباہ کاریوں سے تو تمام اقوام عالم باخبر ہیں ہی۔ ہر طرف جبر و استبداد کا دور دورہ ہے۔ طاقتور قومیں مظلوموں پر وہ مظالم ڈھا رہی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسانیت لرز جاتی ہے۔ دنیا کی عالمی طاقتیں دکھاوے کے طور پر تو امن و آشتی کے گیت گا رہی ہیں مگر درپردہ وہ اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے تگ و دو میں مصروف ہیں۔ تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک کی زیادہ تر معاشی حالت ہی اتنی کمزور ہے کہ وہ بین الاقوامی سیاست میں سرگرم حصہ نہیں لے پاتے۔ اور اسی وجہ سے عالمی طاقتوں کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہیں۔ غرض مجموعی طور پر اس زمین میں ایک تناؤ اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ امن و سکون یہاں سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب سے پہلے انفرادی سطح پر اپنی اصلاح کریں اور پھر اس کا دائرہ اپنے افراد خانہ اور اپنے ہم وطنوں تک وسیع کر دیں۔ اگر تمام اقوام عالم یہ طرز عمل اپنا لیں تو امید پیدا ہو سکتی ہے کہ پھر سے زمین پر سکون و آشتی کی چاندنی ہر طرف پھیل جائے۔

آیئے ہم رنگ و نسل، جاہ و منصب، غربت و امارت اور برتری و کمتری کی قیود سے آزاد ہو کر صرف اپنی اس جنم بھومی کی حفاظت، بقا اور اس کو امن کے پھولوں سے مہکانے کا عہد کریں۔ صرف عہد و پیماں ہی نہیں بلکہ میدان عمل میں آج ہی سے اپنے اس خواب کی تعبیر کی تلاش میں سرگرداں ہو جائیں اور اپنی سرزمین کو جنت نظیر بنا دیں۔ میں اپنے اس مضمون کا اختتام اس خیال کے ساتھ، اس یقین کے ساتھ اور اپنے اس عہد کے ساتھ کر رہی ہوں کہ: ؎

گلزار بنا دیں گے اس چاند زمیں کو ہم
تاروں سے سجا دیں گے اس چاند زمیں کو ہم

اخبار احمدیہ

- الحمدللہ امیر جماعت حضرت ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب حسب معمول خدمات دینیہ اور جماعتی امور کی راہنمائی میں مصروف کار ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کے لیے خصوصی دعائیں کریں۔

- **شادی مبارک:**

ڈاکٹر تنویر احمد صاحب فرزند محترم چوہدری منصور احمد صاحب جنرل سیکرٹری مرکزی احمدیہ انجمن لاہور کا نکاح ہمراہ عزیزہ نورین عمر دختر محترم بھائی عثمان عمر صاحب پڑپوتی حضرت مولانا حکیم نورالدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۱ء کو حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب نے پڑھا۔ ۲۷ جنوری ۱۹۹۱ء کو شادی کی تقریب ہوئی جس میں احباب جماعت اور عزیز و اقارب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دولہا اور دلہن کو اپنے افضال سے نوازے اور جانبین کے لیے یہ رشتہ محبت و مودت کا موجب بنے۔ آمین

- **وفات:**

احباب کو یہ افسوسناک خبر دی جاتی ہے کہ ہمارے محترم بھائی عبدالرب صاحب وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم نہایت شریف النفس اور مرنجان مرنج شخصیت تھے۔ اور جماعت سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ مرحوم محمد شفیع صاحب کے بھائی اور محترم صاحبزادہ محمد احمد صاحب کے چچا تھے۔ خدا مرحوم کو غریقِ رحمت کرے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح، دارالسلام، ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

حضرت امیر کا پیغام احباب جماعت کے نام

میرے محترم بھائیو اور بہنو! السلام علیکم

جماعت کے سب احباب و خواتین کے نام، جہاں بھی وہ ہوں، میرا یہ پیغام ہے کہ وہ میرے ہم نفس ہو کر بارگاہ الٰہی میں گریہ و زاری کریں۔ اور اس کے خاص الخاص رحم و کرم کے طالب ہوں۔ آپ میں سے کسی سے بھی یہ امر مخفی نہیں کہ آج بنی نوع انسان بڑے پر آشوب دور سے گذر رہا ہے۔ انسان نے انسان کے خلاف جہنم کے دروازے کھول رکھے ہیں۔

اس وقت مجھے خلیجی جنگ کے اسباب و عوامل پر بحث نہیں، تاہم روز مرہ واقعات سے افسوسناک نتیجہ ظاہر ہے کہ مسلم امہ کے مفادات پر کاری ضرب لگ رہی ہے۔ طاقتور قوتیں اس میدان کار زار میں New World Order یعنی نئے نظام عالم کے خواب دیکھنے لگی ہیں، جو مسلم امہ کے لئے انجام کار کسی بھی صورت میں خیر و برکات کا موجب نہیں۔

اس وقت جان و مال کا اتلاف جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی، ہمارا اپنا اتلاف ہے، اس سانحہ و المیہ پر ہمارے دل بہت رنجیدہ اور مضطرب ہیں کیونکہ جہاں آج کل ہلاکت خیزی کا دور دورہ ہے وہاں کے خطہ اور دیار کے رہنے والوں سے ہمیں دلی وابستگی ہے۔ چند ہی روز پہلے جو زلزلہ آیا اس کی تباہی اور آج کل ملک کے بعض علاقوں میں جو بارشیں ہو رہی ہیں اس کی بربادی اس امر کا نشان ہیں کہ زمین و آسمان کی دیگر آفتوں نے بھی اپنے منہ کھول لئے ہیں۔ جن سے معاش و معیشت کے سینکڑوں مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں زمین پر رہنے والوں کے طرح طرح کے فسادوں نے جرائم میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے اور ان کی عمومی سفلی خواہشوں نے گناہ در گناہ کو فزوں تر کر دیا ہے۔ ان سب کا باعث اللہ تعالیٰ سے دوری اور اس کی اطاعت سے روگردانی ہے۔

اس پریشاں حالی میں میرا خیال بار بار بانی سلسلہ احمدیہ کے اس ارشاد کی طرف جاتا ہے۔

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

لہٰذا اے میری جماعت کے بھائیو اور بہنو! ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم نہایت تضرع والحاء کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں جھکیں اور گریہ زاری کریں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کے حضور گڑگڑائیں کہ دعا ہی آج اس عالم گیر ابتلاء کے دور کی دوا ہے۔ بقول بانی سلسلہ احمدیہ۔

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بے کساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

دعا ایک زبردست ہتھیار ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے مہلک ہتھیاروں سے بھی بڑھ کر اس موثر ہتھیار سے انبیاء کرام، اولیاء اللہ، ہمارے حضرت بانی سلسلہ اور ہمارے بڑے بزرگوں نے بھی اس ہتھیار سے کام لیا ہے۔ لہٰذا آپ سے بھی میری عاجزانہ اور دردمندانہ استدعا ہے کہ کار آزمودہ ہتھیار سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کی اضطراری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

والسلام و دعا

آپ کا عاجز دینی بھائی

سعید احمد

دار السلام کالونی، لاہور۔

گلڈ ھال لندن میں سر ونسٹن چرچل کی تقریر

"جنگ سے متاثرہ اس ہال میں ذہن کا ایسے خیالات کی طرف منتقل ہونا قدرتی امر ہے۔ یہ ٹوٹے ہوئے یادگاری مجسمے ہمیں ماضی میں ان کوششوں کی یاد دلاتے ہیں جو اس براعظم کے ماضی کے ظالموں کے خلاف کی گئیں اور ۱۹۴۰ء کی بڑی صبر آزما مصیبت کی بھی جو ہم سب نے مل کر سہی اور مل کر ہی جیتی۔

لارڈ میئر صاحب، مجھے خوشی ہے کہ آپ نے یاجوج ماجوج کے مجسموں کو دوبارہ نصب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جب ہٹلر کی بمباری نے ان کو جلا کر راکھ کر دیا تھا تو میرے لیے یہ تکلیف دہ صدمہ تھا۔ یہ دونوں گیلری میں اس جگہ خوبصورت دکھائی دیں گے میرے خیال میں یہ نہ صرف قدیم ہیں بلکہ ان کا تعلق آج کے زمانے سے بھی ہے

مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ یہ دونوں دنیا کی موجودہ سیاسی صورتحال کی بڑی عمدگی سے نمائندگی کرتے ہیں۔ دنیا کی سیاسی صورتحال یاجوج ماجوج کی تاریخ کی طرح کافی الجھن اور تنازعہ کا شکار ہے۔ پھر بھی میرے خیال میں یاجوج اور ماجوج دونوں کے لیے اس میں گنجائش موجود ہے۔ ایک طرف یاجوج ہے اور دوسری طرف ماجوج۔ لارڈ میئر صاحب خیال رہے کہ جب آپ ان کو واپس اپنی جگہ پر رکھیں تو ان کو آپس میں ٹکرانے نہ دیجیئے گا۔ اگر ایسا ہوا تو یاجوج اور ماجوج دونوں پاش پاش ہو جائیں گے اور ہم سب کو نئے سرے سے سب کچھ دوبارہ شروع کرنا پڑے گا۔ یعنی یہ ابتدا بالکل نئے سرے سے کرنا پڑے گی۔

یاجوج اور ماجوج کے مابین جو کچھ اختلافات ہیں بہرحال یہ دونوں ایک ہی مواد سے بنائے گئے ہیں۔ آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ یہ کس قسم کا مواد ہے۔ یہ گرمجوش انسانوں سے ڈھلا ہوا مواد ہے جن کی یہ خواہش ہے کہ وہ اپنے ملک اور اپنے پڑوسیوں کی بہترین خدمت کر سکیں اور اس کے متمنی بھی ہیں کہ وہ اپنے گھر بسائیں اور اپنے بچوں کو امن اور آزادی میں پروان چڑھائیں اور جب ان کے بچے جوان ہوں تو وہ ان کے لیے ایک بہتر مستقبل کی امید پیدا کر سکیں۔

یہی سب کچھ وہ اپنے حاکموں، گورنروں اور رہنماؤں سے چاہتے ہیں اور یہی خواہش دنیا کے تمام لوگوں کے دلوں میں ہے۔ جدید سائنس کی ترقی اور فوری کارکردگی کی اہلیت کے لیے اس سنہری دور کے دروازے کو کھولنا اور ان کی اس ادنیٰ اور معمولی خواہش کو پورا کرنا بے حد آسان ہونا چاہیئے۔ لیکن تومینتوں، نظریات، انقلابات، طبقاتی جنگ کے ماہر اور شاہ پرستی کی یلغار ہوئی اور ان لوگوں نے غلط قسم کے محض علمی اور ناقابل عمل خیالات کو ذہنوں پر ٹھونسنے کی کوشش کی اور لوگوں کو ایک دوسرے کا مخالف بنا دیا اور اس طرح گھر تعمیر ہونے کی بجائے بم سے تباہ ہونے لگے۔ خاندان کا کمانے والا مارا گیا اور دل شکستہ خانہ دار خاتون پیچھے رہ گئی۔ جو جلے ہوئے گھروں سے لنگڑے، لولے اور بھٹکے ہوئے باقی ماندہ بچوں کو سنبھالتی پھرتی ہے۔

یہ ہے اس ڈھانچہ کی بنیاد اور اس کی ہیئت ترکیبی جو یاجوج اور ماجوج میں مشترک ہے۔

میرے محترم میئر، یہ تباہی دونوں کو آکر رہے گی۔ اگر آپ اور تمام وہ لوگ جو شہر کی بہتری کے لیے فکرمند رہتے ہیں۔ اور بین الاقوامی معاملات کرتے ہیں نے عقل سے کام نہ لیا اور یاجوج اور ماجوج کو ایک دوسرے سے لڑنے سے باز نہ رکھا۔

کسی نہ کسی طور پر یاجوج اور ماجوج کے متعلق ان خیالات کا اشارۃً تعلق اس گفت و شنید سے بنتا دکھائی دیتا ہے جو آجکل پیرس میں ہو رہی ہے لیکن ہمیں اپنے خیالات کو ان تخیلات سے مزید الجھن میں ڈالنا نہیں چاہیئے۔ میں یاجوج ماجوج کے ذکر کو یہیں چھوڑتا ہوں اور یہ امید کرتا ہوں کہ میں ان کو دوبارہ اپنی جگہ پر دیکھ سکوں گا جیسا کہ آپ نے وعدہ بھی کیا ہے۔

آج دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے کیا پیش کر رہا ہے۔ عظیم الشان طاقتیں نہایت خوفناک اسلحہ سے لیس ایک خلیج کے آر پار کھڑی ایک دوسرے پر چڑھ دوڑنے کو تیار کھڑی ہیں۔ لیکن آج رات مجھے کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی ایسا کرنا نہیں چاہتا اور دونوں اس خلیج کو پار کرنے سے ڈرتے بھی ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو اس میں لے گریں اور تباہ ہو جائیں۔

ایک طرف سوویٹ روس کی تمام بری اور ہوائی فوجیں اور مختلف ممالک میں ان کے اشتراکی مددگار، نمائندے اور پیروکار ہیں اور دوسری طرف مغربی جمہوری ممالک ہیں جن کے پاس نہایت اعلےٰ وسائل ہیں لیکن جو ابھی اتنے منظم نہیں وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے گرد اکٹھے ہوئے ہیں اور ان کو ایٹم بم کی فوقیت بھی حاصل ہے۔

اب اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم کن کے ساتھ کھڑے ہیں۔ برطانیہ دولت مشترکہ کے ممالک اور ہماری سلطنت جن کا مرکز ابھی تک ہمارے جزیرہ پر ہے اور جو بحر اوقیانوس کے پار عظیم جمہوریہ سے مضبوطی، مشترک ضروریات، اور بقا کے حصول کے بڑھتے ہوئے رشتہ میں منسلک ہیں۔ وہ قربانیاں اور جدوجہد جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ آزاد دنیا میں اشتراکی جارحیت کو مزید آگے بڑھنے سے خوفزدہ کرنے، اور اگر ممکن ہوا تو رد کرنے کے لیے کر رہا ہے امن کے لیے حقیقی بنیاد ہیں۔"

(اخبار ٹائمز لندن ۱۰ نومبر ۱۹۵۱ء)

بقیہ: دجال کا ظہور (آمدہ صفحہ سے آگے)

کو نہ ہوگی اور وہ ساری زمین پر چھا جائیں گے اور مسلمانوں کیلئے سخت ترین ابتلاؤں کا موجب ہوں گے اس سے بھی ان کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے اور دونوں کی صفات یوروپین اقوام پر صادق آتی ہیں۔ دو نام دو مختلف قسم کی صفات کو ظاہر کرنے کے لئے اختیار کئے گئے ہیں ایک ان کے دجل اور دنیا کے سلمانوں کے ذریعہ سے فریب دہی کے اظہار کے لئے اور دوسرا ان کی ملکی اور جنگی طاقت کے اظہار کے لئے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ عیسائی اقوام کے غلبہ کی یہ پیشگوئیاں مسلمانوں نے اس زمانہ میں کتابوں میں لکھیں جب ان کی اپنی طاقت اور حکومت کے سامنے سب طاقتیں ہیچ نظر آتی تھیں۔

(المسیح الدجال و یاجوج و ماجوج مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صفحہ ۱۸ تا ۴۶، ۱۹۳۱ء)

ختم شد

قسط ۲

آخری زمانہ میں دجّال صفت قوموں کے خروج کے متعلق رسولِ اکرمؐ کی پیشگوئیاں

دجال کا ظہور عراق کے سمندر (خلیج فارس) میں ہوگا۔ کنز العمال جلد ۷ ۲۹۸۸

۸ - الاان الدجال اکثر اشاعہ و اتباعہ الیھود و اولاد الزنا (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۸)
خبردار رہو کہ دجال کے اکثر ساتھی اور پیروی کرنے والے یہودی اور حرامی بچے ہوں گے۔

۹ - و تشبھن بالرجال و تشبہ الرجال بالنساء (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۸)
اور عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کرلیں گی اور مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کرلیں گے

۱۰ - و انہ یبری الاکمہ و الابرص و یحی الموتی (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۸۰)
اور وہ اندھوں اور کوڑھیوں کا علاج کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا۔

۱۱ - من سمع بالدجال فلیناعنہ تواللہ ان الرجل لیاتیہ و ھو یحسب انہ مومن فیتبعہ
جو شخص دجال کے متعلق سنے تو وہ اس سے الگ رہے خدا کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور وہ گمان کرتا ہو گا کہ وہ مومن ہے۔
مما یبعث بہ من الشبہات (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۵۷)
پھر وہ اس کا پیرو ہو جائے گا ان شبہات کی وجہ سے جو وہ اس کے دل میں ڈالے گا۔

۱۲ - ثم قال لو انفلت من و ثاقی ھذا لم ادع لرضا الا وطئتھا برجلی ھاتین الا طیبتہ (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۱)
پھر دجال نے کہا اگر میرے یہ بندھن کھول دیئے جائیں تو میں کوئی زمین نہیں چھوڑوں گا جس پر اپنے ان قدموں سے پھر نہ جاؤں سوائے مدینہ کے

و انہ لا یبقے شئی من الارض الا وطئہ و ظھر علیہ الا مکتہ و المدینتہ (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۲۸)
اور زمین کا کوئی حصہ نہ رہ جائے گا جس پر وہ پھر نہ نکلے اور غالب نہ آجائے سوائے مکہ اور مدینہ کے

و انی اوشک ان یئوذن لی فی الخروج فاخرج فاسیر فی الارض فلا ادع قریتہ الا
اور قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے اور میں نکلوں گا اور زمین میں پھروں گا تو میں کوئی گاؤں نہ چھوڑوں گا

ھبطتھا فی اربعین لیلتہ غیر مکہ و طیبتہ (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۸۸)
جس میں چالیس رات کے اندر پھر نہ نکلوں سوائے مکہ اور مدینہ کے۔

۱۔ دجال کی جنت اور دوزخ

میں نے مختلف احادیث سے جو ہر قسم کی کتابوں سے کنز العمال اور مشکوۃ میں جمع کی گئی ہیں دجال کے یہ بارہ نشانات بیان کئے ہیں اب میں ان میں سے ہر ایک کو بالتفصیل لیتا ہوں۔ سب سے پہلی اور سب سے بڑی علامت دجال کی یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوں گے۔ اس میں سب سے پہلی بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اگر کسی حدیث میں لفظ جنت اور نار ہے تو متعدد احادیث میں اس کی تشریح موجود ہے مثلاً کہیں ہے **مثل الجنتہ و النار** یعنی وہ جنت اور نار کی مثال ہے فی الحقیقت جنت اور نار نہیں۔ اور کہیں جنت و نار کی جگہ ہے **ماء و نار** یعنی جنت کی جگہ لفظ **ماء** (پانی) رکھا ہے اور کہیں **نھر و نار** ہے یعنی جنت کی جگہ لفظ نھر ہے اور کہیں ہے کہ دو نہریں ہوں گی ایک پانی کی نہر اور ایک آگ کی نہر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت سے مراد وہی ہے جو پانی یا نہر سے ہے۔ اور پھر اس پانی یا نہر کی بھی خود ہی شرح کر دی ہے کیونکہ ایک جگہ آتا ہے **معہ جبال الخبز و انہار الماء** اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی، اور کہیں جنت و نار کی جگہ ہے **جبلان احدھما فیہ اشجار و ثمار و ماء و احدھما فیہ دخان و نار**۔ دو پہاڑ۔ ایک پہاڑ میں درخت اور پھل اور پانی ہو گا، اور ایک میں دھواں اور آگ۔ تو جو جنت ہے وہی کبھی نہر ہے اور کبھی پہاڑ۔ اور جو نار ہے وہ بھی کبھی نہر ہے اور کبھی پہاڑ۔ تو ان الفاظ سے مراد نہ سچ مچ کی جنت و نار ہے نہ سچ مچ کی پانی اور آگ کی نہریں اور نہ سچ مچ کے پھلوں اور دھوئیں کے پہاڑ بلکہ یہ سب الفاظ بطور مجاز و استعارہ استعمال ہوئے ہیں۔ اور مراد اول سے سامان معیشت اور عیش و عشرت کے سامانوں کی فراوانی اور دوسرے سے ان چیزوں سے محرومی ہے۔ جو شخص اس کے ساتھ ہو لے گا وہ اول میں شریک ہو گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا اس پر دجال سامان معیشت کو بھی تنگ کر دے گا۔ اور ان چیزوں کے ساتھ ساتھ ہونے سے بھی یہ مراد نہیں کہ سچ مچ دجال ایک تاجر کی طرح اپنا سامان تجارت ساتھ لئے پھرتا ہے۔ فراوانی اور تنگی کے سامانوں کو ساتھ ساتھ لئے پھرے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ اس کے قبضے میں ہوں گے۔ چنانچہ خود ایک حدیث میں ہی اس کی بھی تشریح موجود ہے **قد سخرت لہ انھار الارض و ثمارھا** زمین کی نہریں اور اس کے پھل اس کے لئے مسخر کر دیئے گئے ہوں گے اور یہی ان سب الفاظ سے مراد ہے کہ دنیا کی زندگی کے اور عیش و عشرت کے ہر قسم کے سامان اس کے قبضے میں ہوں گے وہ جن کو چاہے یہ سامان دے دے جن سے چاہے چھین لے۔ عیش کے سامانوں کی فراوانی ظاہری جنت ہے اور یہی دجال کی جنت ہے اور یہی حقیقتاً آخرت کی نار ہے۔ کیونکہ جو شخص دنیا کی زندگی میں عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے۔ ناچ ہے رنگ ہے تماشے ہیں، تھیٹر اور سینما ہیں۔ عورتوں مردوں کا کھلا میل جول ہے، شراب ہے، جوا ہے زنا کاری ہے۔ جو شخص ان میں منہمک ہو گا اس کو خدا کب یاد آئے گا۔ اور آخرت اور روحانیت کا اس میں کیا حصہ ہو گا۔ انہی چیزوں سے محرومی اس کی دوزخ ہے۔ ان چیزوں سے محروم رہ جانے میں آج انسان سمجھتا ہے کہ لطف زندگی ہی کوئی باقی نہیں رہتا۔ ساری ساری رات برج (جوئے) میں گزر جائے تو کچھ تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ تھیٹر اور سینما میں رات کے دو بج جائیں تو راحت ہی راحت محسوس ہوتی ہے۔ گھر اور بال بچوں تک کی فکر نہیں رہتی۔ نوجوان تعلیم کو چھوڑ کر سینما اور تھیٹروں کے نظاروں کو دیکھنے میں محو ہیں۔ ایک دو پیگ کا چڑھا لینا معیوب کہاں فیشن میں داخل ہے۔ یہی "لطف زندگی" دجال کی جنت ہے اور ان چیزوں سے الگ رہنا یہی اس کی دوزخ ہے جو اس دوزخ کو قبول کرے گا وہ بچ گیا اور جس نے "لطف زندگی" کا نشہ پی لیا وہ ہلاک ہو گیا۔

۲۔ دجال کی تیز رفتاری، زمین اور ہوا میں اس کی سواریاں

جب نبی صلعم سے دریافت کیا گیا کہ دجال کس قدر تیز چلے گا تو فرمایا **کالغیث استدبرتہ الریح** یہ بات کہ کوئی شخص دنیا میں اس قدر تیز چل سکتا ہے جیسے بادل جسے ہوا اڑائے لئے جا رہی ہو کسی وقت ایک قصہ اور کہانی کے رنگ میں یا کم سے کم حد درجہ کا مبالغہ نظر آتی ہو گی مگر آج دجال کی تیز رفتار سواریوں پر یہ لفظ کیسے صادق آتے ہیں آج ان کے ہوائی جہاز خود ہوا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا **تطوی لہ الارض** زمین اس کے لئے لپیٹ دی جائے گی یعنی وہ زمین پر اس قدر تیز چلے گا کہ معلوم ہو گا کہ زمین لپیٹ لی گئی ہے۔ پھر ہوا میں اس کے چلنے کا ذکر ان الفاظ میں ہے **یتناول السحاب بیمینہ** ۔ وہ بادلوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لے لے گا۔ یعنی بادلوں کے اندر چلتا پھرے گا۔ پھر اور بھی تصریح فرمائی **ینزو فی ما بین السماء و الارض** وہ زمین اور آسمان کے درمیان اچھلتا پھرے گا اور اس قدر تیز چلے گا کہ

یسبق الشمس الی مغیبھا آج انگلستان سے ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اٹلی میں دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں اور غروب آفتاب سے پہلے پھر انگلستان میں واپس پہنچ جاتے ہیں۔ پھر سمندر کے اوپر نہیں۔ کیونکہ اوپر تو کشتیاں اس وقت بھی چلتی تھیں اندر چلنے کے متعلق فرمایا کہ سمندر اس کے ٹخنوں تک آئے گا یعنی وہ پانی کے اندر چلے گا آج آبدوز کشتیوں نے ان الفاظ نبوی صلعم کو بھی لفظا پورا کر دکھایا ہے **امامہ جبل دخان** اس کی سواریوں کے آگے آگے دھوئیں کا پہاڑ بھی ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ سواری کے لئے لفظ حمار ہی موزوں ہو سکتا تھا۔ اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا کہ وہ سفید رنگ یا چمکتا ہوا ہو گا۔ اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ بتایا پانچ پانچ سو فٹ لمبے جہازوں اور ریلوں کا نقشہ اس سے بہتر الفاظ میں نہ کھینچا جا سکتا تھا۔ اور ایک پاؤں اٹھا کر دوسرا پاؤں رکھنے تک ایک رات دن کا سفر طے ہو جاتا ہے یعنی جو فاصلہ ایک رات دن میں آدمی چل سکتا تھا وہ محض اس کا ایک قدم ہے۔ اصل غرض یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس کو نیچر کی طاقتوں پر اس قدر تصرف حاصل ہو گا جیسے انسان کو قدرت نے گدھے پر تصرف دیا ہے کہ وہ اس سے سواری اور باربرداری کا کام لیتا ہے۔ ان چیزوں میں یعنی ان تصرفات میں اس کی کسی برائی کو ظاہر کرنا مقصود نہیں۔ ہاں یہ بتانا ضرور مقصود ہے کہ اس تصرف کو حاصل کر کے وہ اپنے آپ کو قدرت کا پورا مالک سمجھنے لگے گا اور عبودیت کی حد سے تجاوز کر جائے گا مگر کس قدر زبردست قوت کشفی ہے کہ قدرت کی ان تمام طاقتوں پر ایک قوم کے تصرف کو تیرہ سو سال پیشتر جب ان باتوں کا وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا دیکھ لیا۔

۳۔ ویرانوں کو زرخیز بنانا

دنیا کا کون سا ویرانہ ہے جہاں سے دجال نے سونا پیدا نہیں کیا۔ جہاں کوئی خزانہ زمین کے نیچے مخفی ہے خواہ وہ سونے اور چاندی کے رنگ میں ہے خواہ تیل اور کوئلہ کے رنگ میں خواہ کسی اور رنگ میں۔ ان سب خزانوں کا پتہ لگا لیا ہے۔ اس کا کسی جگہ کو حکم دینا یہی ہے کہ وہ اس پر اپنے تصرف سے کام لیتا ہے۔ پہلے اپنے آلات کے ذریعہ سے پتہ لگاتا ہے کہ یہاں سے تیل پیدا ہو سکتا ہے یہاں سے کوئلہ نکل سکتا ہے یہاں سے سونا نکل سکتا ہے پھر اپنے آلات کے ذریعہ سے اسے نکال لیتا ہے۔ علاوہ ازیں بڑے بڑے ریگستانوں میں نہریں اور پانی پہنچا کر وہاں سے اس قدر پیداوار حاصل کی ہے کہ ویرانوں کو لے کر مالا مال ہو گیا ہے۔ جہاں دجال کا قدم پڑا ہے وہیں زمین کے خزانے نکل آئے ہیں۔ اس کی معدنیات اس کی پیداوار اس کے پھل یہ سب زمین کے خزانے ہیں۔ اور پھر یہ دجال کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں یعنی ان سے فائدہ بالاخر انہی اقوام یورپ کو پہنچتا ہے۔ اور باقی کل دنیا کے لوگ ان کے لئے مزدور کے رہ گئے ہیں۔ روئے زمین کا سارا سونا اور سارے خزانے خواہ وہ ہندوستان میں پیدا ہوں یا براعظم افریقہ میں یا جزائر میں وہ سب کے سب کھچ کر یورپ اور امریکہ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ کیسا پاک اور زبردست مکاشفہ آج کے حالات کا آج سے تیرہ سو سال پہلے قلب مبارک نبوی صلعم پر ہوا۔ کاش وہ لوگ جو یورپ کی اس طاقت سے متحیر ہو کر اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھے ہیں تھوڑا سا غور سے کام لیتے تو اس مقدس انسان کی زبردست روحانی طاقت کے سامنے ان کے سر جھکتے جس نے آج کا تمام نقشہ اس کی ایک ایک تفصیل کے ساتھ عرب کے امیوں کو بتا دیا تھا۔

۴۔ ساتھیوں کی خوشحالی مخالف کرنے والوں کے مصائب

دجال کی ایک اطاعت اور ساتھ دینا اس کے مذہب کو اختیار کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے مذہب کو اختیار کیا ہے ان پر بھی یہ احادیث لفظا لفظا صادق آتی ہیں۔ اس ملک ہندوستان کو ہی لے لو۔ چوہڑے چمار اور دیگر پنچ اقوام کے لوگ جو اس ملک میں ذلیل ترین زندگیاں بسر کرتے تھے آج امیر بنے ہوئے ہیں۔ یورپ اور امریکہ کی دولت جو پہلے تمام دنیا سے کھچ کر ان ممالک میں پہنچتی ہے پھر وہاں سے تھوڑی بہت نکلتی ہے تو ان لوگوں کے گھروں میں پہنچتی ہے جو دجال کے مذہب کو اختیار کر لیتے ہیں ان کے لئے تنخواہیں اور وظیفے مقرر ہو جاتے ہیں **و معہ جبال من خبز و الناس فی جھد الا من اتبعہ** اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہیں جو اس کی پیروی کرتے ہیں ان کو خوب کھانے کو ملتا ہے دوسرے لوگ انہی کے ساتھ کے سخت مشقت اور تکلیف میں ہوتے ہیں۔ وہ صاحب بہادر بن جاتے ہیں۔ یہ چوہڑے اور چمار رہ جاتے ہیں۔ **فمن اتبعہ اطعمہ و اکفرہ** جو اس کے ساتھ ہو جائے اسے خوب کھلاتا پلاتا ہے مگر کافر بھی بنا دیتا ہے لیکن اس کے علاوہ اگر غور کیا جائے تو بہت لوگ ہیں جو محض چند پیسوں کی خاطر اس کی ہاں میں ہاں ملاتے یا اس کی خوشامد کرتے ہیں **یقولون انا لنصحبہ و انا لنعلم انہ کافر و لکنا نصحبہ نا کل من طعامہ** ہم اس کی رفاقت اختیار کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر ہے لیکن ہم اس کی رفاقت اختیار کرتے ہیں۔ اس کے کھانے میں سے کھاتے ہیں۔ یہ پیٹ کے بندے ہیں جو اس کے اشاروں پر چلتے ہیں اور اپنے مذہب اپنی قوم اپنے ملک کی اغراض کے منافی کارروائیاں صرف روٹی کے لئے کرتے ہیں۔ اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ تھوڑا سا کسی قسم کا لالچ دے کر انہیں لامذہب کر دے اور اگر وہ عیسائی نہیں ہوتے تو اپنے مذہب پر بھی قائم نہ رہیں۔ اس قدر جو کالج سکول مشنوں نے بنائے ہیں ان کی غرض کیا ہے؟ بلکہ خود ساری تعلیم کا جو اس دجالی عہد میں دی جاتی ہے میلان صرف ایک ہی ہے کہ لوگوں میں مذہب کے ساتھ خدا کے ساتھ کوئی تعلق نہ رہے۔ اور اس تعلیم میں لالچ کیا ہے کہیں ملازمت مل جائے گی۔ صرف وہی روٹی کا سوال ہے۔

۵۔ دجال کا گذشتہ ارواح سے ملاقات اور باتیں کرنا

اس قدر دنیوی سامانوں کے اندر وہ فطرت کی اس آواز سے غافل نہیں کہ انسان کے لئے اس زندگی کے سوائے کوئی اور بھی زندگی ہے اس لئے سپر سپچولزم کے نام کے ماتحت وہ یہ کرتب بھی دکھاتا ہے کہ کس طرح فوت شدہ ارواح سے ملاقات اور بات چیت ہو سکتی ہے **و یبعث معہ الشیاطین علی صورۃ من قد مات من الاباء و الاخوان** کسی کا باپ فوت ہو گیا ہے کسی کا بھائی مر گیا ہے تو شیاطین اس کے ساتھ ہیں جو ان کی صورت اختیار کر کے آ جاتے ہیں **تکلم الناس** اور وہ باتیں بھی کر جاتے ہیں۔ یہ سپر سپچولزم کا نقشہ جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر مخبر صادق صلعم نے کھینچا ہے کس قدر آپ صلعم کی زبردست قوت کشفی کی دلیل ہے۔ مکان خاص طور پر بنے ہوئے ہوتے ہیں ان میں خاص طور پر نہایت دھیمی روشنی کا انتظام کیا جاتا ہے پھر روح کو بلانے والے ہوتے ہیں جو بسا اوقات خود ہی اس اندھیرے میں آ کر اس روح کے رنگ میں متمثل ہو جاتے ہیں۔ اور دو چار باتیں کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور بعض وقت دیکھنے والا اپنی قلبی کمزوری سے ان تمام حالات سے جو ملاقات روح کے وقت پیدا کیے جاتے ہیں اس قدر متاثر ہو جاتا ہے جیسے ہمارے ملک میں بہت لوگ فرضی بھوتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ بہرحال خواہ اس سپر سپچولزم کے نیچے کچھ حقیقت ہے اور خواہ نہیں۔ مخبر صادق صلعم نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر دجال کی ان کارروائیوں اور شعبدہ بازیوں کا نقشہ بھی کھینچ دیا تھا۔

۶۔ دجال کی پشت پر یہودیوں کی طاقت

نبی کریم صلعم کی دجال کے متعلق یہ پیشگوئی نہایت ہی زبردست شہادت ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح آنے والے واقعات کو تفصیلا دکھا دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ آپ نے دجال کا مقام تو گرجا گھر بتایا اور قرآن کریم نے اس کا پتہ بھی ان الفاظ میں بتایا **و ینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا** ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ اور یہودیوں کو جو عداوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی اس کا نقشہ بھی کھول کھول کر کھینچا۔ یہاں تک کہ ان کی مقدس والدہ پر جو بہتانات لگاتے تھے ان کا ذکر بھی کیا **و قولھم علی مریم بھتانا عظیما** واقعی یہود کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عداوت اشد ترین عداوت ہے جو کسی قوم کو کسی شخص کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ **و القینا بینھم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیامۃ** یہودی ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانے میں اور اس سے پیشتر عیسائیوں کے ہاتھ سے دکھ اٹھا رہے تھے اور اٹھا چکے تھے۔ اور اس کے مدت بعد تک بھی۔ بلکہ یوں کہئے کہ یہ جب تک خروج دجال نہیں ہوا یہودی ان کے مظالم کا تختہ مشق بنے رہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مخبر صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں **معہ سبعون الف یھودی** اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ **اکثر من یتبعہ الیھود**۔ اس کے اکثر اتباع یہود میں سے ہونگے۔ **یخرج الدجال عدو اللہ و معہ جنود من الیھود** اللہ کا دشمن دجال خروج کرے گا اور اس کے ساتھ یہودیوں کے لشکر ہوں گے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ نبی کریم صلعم کے ارشادات

میں یہ کہیں نہیں کہ خود دجال یہودی ہو گا بلکہ صراحت سے عیسائی اقوام کو دجال قرار دیا ہے۔ اور ساتھ ہی قرآن کریم نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ عیسائیت ہمیشہ یہودیت پر غالب رہے گی۔ **و جاعل الذین اتبعو ک فوق الذین کفر و اا لی یو م القیامۃ** جہاں حضرت عیسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ میں قیامت تک تیرے پیرؤں کو یعنی عیسائیوں کو تیرے منکروں یعنی یہودیوں پر غالب رکھوں گا مگر با ایں آج یہ حقیقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور عجیب ترین واقعات میں سے ہے کہ عیسائی حکومتیں یہودیوں کے بل بوتے پر چل رہی ہیں اور بڑی بڑی سلطنتوں کے وزراء یہودیوں کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہودیوں کے ہاتھ میں روپیہ ہے اور وہ روپے سے حکومتوں کو امداد دیتے ہیں۔ خود انگریزی حکومت اپنی ساری عظمت و اقتدار کے باوجود یہودیوں کو اٹھا کر مسلمانوں کو علاقہ فلسطین میں تباہ کر رہی ہے۔ وہاں مسلمان مفلس ہو گئے ہیں۔ زمینیں ان کے ہاتھ سے نکل کر یہودیوں کے قبضہ میں جا رہی ہیں اور یہودی آ آ کر وہاں آباد ہو رہے ہیں **سبعون الف** (ستر ہزار) یہودی سے مراد کثرت ہے اور یہ مسلم ہے کہ عربی میں سات اور ستر کے الفاظ عدد کامل کے لئے ہیں اگر کسی کو یہ خبر نہ بھی ہو کہ اندرونی طور پر یہودی کس قدر انگریزی حکومت اور یورپ کی دیگر حکومتوں کی پشت پناہ بنے ہوئے ہیں تو انگریزی حکومت کا فلسطین میں لا کر ان کو آباد کرنا اس پیشگوئی کی صداقت کو آفتاب نصف النہار کی طرح دکھا رہا ہے۔ مگر یہود اور یورپ کی ملی ہوئی طاقت سے کسی مسلمان کے دل میں کچھ خوف پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر اسے یہ علم ہو کہ ان سب باتوں کی خبر اور اس کے ساتھ ہی اسلام کے آخری غلبہ کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو سال پہلے دے چکے ہیں۔

۷۔ عورتوں پر دجال کا اثر

یہ خبر بھی صاف الفاظ میں دی گئی ہے کہ دجال کا اثر عورتوں پر بھی ہو گا۔ جتنی انسان کی بہتری کی باتیں ہیں ان کے لئے انسان کی روح میں گو تڑپ موجود ہو مگر ان کے اختیار کرنے کے لئے ایک جدوجہد بکار ہوتی ہے جیسے انسان کو بلندی پر چڑھنے کے لئے خاص کوشش کرنی پڑتی ہے مگر اخلاقی طور پر انسان کے گرنے کے لئے یا بلندی سے پستی کی طرف آنے کے لئے طبائع جلد تیار ہو جاتی ہیں۔ یورپ نے جو عورتوں اور مردوں کے فحش تعلقات کے کھلے نظارے پیش کیے ہیں۔ رات دن تھیٹروں اور سینما میں جو کچھ نظر آتا ہے اور جس کی خاطر ہی زیادہ نوجوان ان کی طرف بھاگے چلے جاتے ہیں اور ننگی تصویریں' ننگے ناچ' نیم برہنہ لباس' ان چیزوں نے طبائع میں ان باتوں کی طرف ایک میلان پیدا کر دیا ہے۔ اور جب دن رات یہ نظارے آنکھوں کے سامنے ہوں تو طبائع کا اس اثر کو قبول کر لینا ایک قدرتی امر ہے۔ یورپ میں جو کچھ فواحش ہو رہے ہیں ان کی طرف سے طبائع میں تنفر کم ہو رہا ہے۔ زنا اور زنا کے مبادی کو اب زیادہ نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اور مردوں میں یہ میلان پیدا ہوتے ہوتے آخر عورتیں بھی اس سے متاثر ہونے لگی ہیں۔ کیا سچے الفاظ ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر مخبر صادق صلعم نے فرمائے **اخر من یخرج الیہ النسلہ** سب سے پیچھے عورتیں اس کی طرف نکلیں گی۔ عورتوں کی طبعی حیاء نے ایک مدت تک دجالیت کے ان فتنوں کا مقابلہ کیا مگر آخر وہ بھی اس کے اثر کے نیچے آ گئیں۔ اور گو ابھی وہ حالت نہیں جو اقوام یورپ میں ہو چکی ہے لیکن بہت بیبیاں ہیں جنہوں نے اسلامی حیا داری کو خیرباد کہہ کر بالکل مغربی نیم برہنہ پن اختیار کر لیا ہے اور کلبوں میں ہی نہیں بالوں (مردوں اور عورتوں کے مخلوط ناچ) میں جانا شروع کر دیا ہے۔ اگر اثر دجالیت اسی طرح غالب آتا گیا اور اسلامی تہذیب کی جگہ مغربی تہذیب لیتی گئی تو ایک دن وہی حالت مرد اور عورت کے تعلقات کی ہمارے ملک میں ہو گی جو آج یورپ میں ہے کہ زنا کاری اور اس کے مبادی سے نفرت باقی نہ رہے گی۔ یہ صحیح ہے کہ اسلام اس پردہ کیلئے عورتوں کو مجبور نہیں کرتا جو آج ہندوستان میں مروج ہے یہ درست ہے کہ اسلام عورت کو اپنے ہاتھ اور منہ کھلا رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ عورت اپنے کاروبار کے لئے اپنی ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہے۔ اور ہر ایک کام جس کی ضرورت انسانی مقتضی ہو کر سکتی ہے۔ مزدوری کر سکتی ہے' تجارت کر سکتی ہے' ملازمت کر سکتی ہے لیکن وہ عورتوں اور مردوں کے بلا ضرورت اختلاط کی اور ضروری اختلاط کے موقعوں پر تبرج کی اجازت نہیں دیتا۔ اور تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے محاسن کا اظہار ایسے رنگ میں کرے جو موجب فتنہ ہو۔ اور یہی تبرج اور مردوں اور عورتوں کا کھلا اختلاط ہی دجالیت کا وہ اثر ہے جو آج اعلیٰ طبقہ کی مسلمان خواتین پر بھی ہو رہا ہے۔ ایک اور رنگ میں دجالیت کا اثر مسلمان خواتین پر یوں ہو رہا ہے کہ مسلمانوں نے شریعت حقہ سے انحراف کر کے عورت سے طلاق حاصل کرنے کا حق چھین لیا ہے حالانکہ بروئے قرآن و حدیث عورت کو ان تمام وجوہ پر طلاق حاصل کرنے کا حق ہے جن وجوہ پر مرد کو حق حاصل ہے کہ عورت کو طلاق دے

۸۔ دجال اور اولاد زنا

مرد و عورت کے تعلقات میں یورپ نے جو غلطی کھائی ہے اس کا کھلا اثر حرامی بچوں کی کثرت ہے۔ جن سے آج یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے شہر بھرے پڑے ہیں اس کا انکشاف بھی قلب مبارک نبوی صلعم پر ہوا چنانچہ آپ نے فرمایا۔ **الا ان الدجال اکثر اشیا عہ و اتبلعہ الیھود و او لا دالزنا** دیکھو سن رکھو کہ دجال کا اکثر گروہ اور اس کی پیروی کرنے والے یہودی اور حرامی بچے ہوں گے۔ بیشمار حرامی بچے تو وہ ہیں کہ ان کی دجالی قانون سے پردہ پوشی ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر زانی اور زانیہ کی شادی بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہو جائے تو ایسے بچے قانون انگریزی کی رو سے ولد الزنا نہیں کہلاتے۔ بلکہ اب تو قانون نے یہاں تک وسعت اختیار کر لی ہے کہ زانی اور زانیہ کبھی بھی شادی کر لیں ان کی پہلی ساری اولاد ولد الزنا کی حیثیت سے نکل جاتی ہے۔ ایسے ایسے قوانین کے باوجود لاتعداد بچے یورپ کے ہر بڑے شہر میں ولد الزنا کہلاتے ہیں اور جنگ عظیم کے دوران میں تو جو ایسے حرامی بچے پیدا ہوتے تھے وہ جنگ کے بچوں کے معزز نام سے ملقب ہوتے تھے۔ اور مرد اور عورت کے تعلقات کی جو حالت اب یورپ اور امریکہ میں ہوتی جاتی ہے اس کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ان اقوام کا قدم فاحشات کی طرف اسی سرعت سے اٹھتا چلا گیا تو عنقریب تہذیب کی بجائے وحشیانہ پن کی حالت عود کر آئے گی اور حرام و حلال کی تمیز انسانوں کے اندر سے اٹھ کر ان کی زندگیاں چارپایوں کی طرح ہو جائیں گی۔

۹۔ عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں پر مشابہت اختیار کرنا

دجال کے زمانہ کی یہ خصوصیت کہ عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کر لیں گی اور مرد عورتوں سے۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے سمجھ بھی نہ آ سکتی تھی۔ مگر آج یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ عورتوں نے مردانہ فیشن بالوں کا کٹوانا مردانہ لباس پہننا مردانہ شغل اور کھیلیں اختیار کر لئے ہیں اور مردوں نے ڈاڑھی مونچھ کا صفایا کر کے عورتوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہاں تک کہ مرد اور عورت میں تمیز کرنا بعض وقت مشکل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نظارے جب تک نبی کریم صلعم کو دکھائے نہیں گئے کوئی انسانی قیاس اس طرف نہ جا سکتا تھا جس کی بنا پر یہ کہا جا سکتا **و تشبھن بالر جل و تشبہ الر جال بالنساء**

۱۰۔ علاج امراض میں کمال

مخبر صادق صلعم نے ان اقوام کی خوبیوں اور ان کے عیوب سب کو روشن کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک پیشگوئی یہ بھی فرمائی کہ یہ لوگ علاج امراض میں کمال دکھائیں گے۔ **انہ یبری الاکمہ و الابر ص و یحی الموتی** وہ اندھے اور کوڑھیوں کا علاج کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا' مردوں کو زندہ کرنے سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ ذلیل اقوام کو اٹھا کر بلند مقام پر پہنچا دے اور یہ بھی دجال کے کارناموں میں سے ہے لیکن یہاں اس کا جوڑ بیماریوں کے علاج سے ہے اس لئے **یحی الموتی** سے مراد یہی ہے کہ ایسی ایسی بیماریوں کا علاج کرے گا کہ گویا مردے کو زندہ کر دیا۔ بیماریوں کے علاج میں واقعی ان اقوام نے کمال کر دکھایا ہے اور یہ اچھا فعل ہے لیکن آنحضرت صلعم نے ان امور کو فتن دجال میں گنا ہے جیسا کہ اس کی تیز رفتار زمینی اور آبی اور ہوائی سواریوں کو فتن میں رکھا ہے۔ اس لئے کہ ان چیزوں کی بنا پر یہ ایک گونہ خدائی تصرفات کا دعویٰ کر رہے ہیں اور بعض نیک کاموں کو جیسے مثلاً ہسپتالوں یا سکولوں کالجوں کا قائم کرنا بری اغراض یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

۱۱۔ دجال کی وسوسہ اندازی

گو اوپر جو کچھ بیان ہوا اس سے ظاہر ہے کہ دجال تلوار کے زور سے یا جبر سے کسی کو گمراہ

نہیں کرے گا بلکہ طرح طرح کے لالچ دے کر اور دنیا کی زیب و زینت اور دنیا کے عیش کے سامان دکھا کر لوگوں کو باطل کی طرف بلائے گا اور اپنے تصرفات نیچر اور اپنے علوم سے لوگوں پر تصرف حاصل کرے گا۔ لیکن آنحضرت صلعم نے اس بات کو اور بھی صاف کیا ہے اور بتا دیا ہے کہ دجال کا سب سے بڑا ہتھیار وسوسہ اندازی ہے۔ **من سمع بالدجال فلیناعنہ فو اللہ ان الرجل لیا تیہ و ھو یحسب انہ مومن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبھات** جو شخص دجال کی خبر سنے اس سے الگ رہنے کی کوشش کرے کیونکہ ایسا ہو گا کہ ایک آدمی اپنے آپ کو مومن یقین کرتا ہوا اس کے پاس آئے گا لیکن وہ اس کے دل میں اس قسم کے شبہات پیدا کرے گا کہ وہ اس کا متبع ہو جائے گا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جس قدر وسوسہ اندازی سے کام یوروپین اقوام نے لیا ہے اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ ایسی ایسی باریک راہوں سے وسوسہ اندازی کرتے ہیں کہ دوسرے انسان کا وہم و گمان بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان کے خیالات درست یا غلط ہو سکتے ہیں مگر ان اقوام نے تعلیمی کورس ایسے رکھے ہیں کہ ان کو اس بات کی بھی پروا نہیں کہ ان باتوں سے عیسائیت پر زد پڑتی ہے بلکہ ان کی اصل غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص اپنے مذہب پر قائم نہ رہے اس لئے باوجود خدا کی ہستی کے قائل ہونے کے خدا کی ہستی کے متعلق بھی وساوس پیدا کرنا ان کا کام ہے باوجود وحی اور رسالت کے قائل ہونے کے باوجود حیات بعد الموت کے قائل ہونے کے مختلف پیرایوں میں ان امور کے متعلق بھی شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات ایک خیال کی یا ایک شخص کی تعریف بھی کریں گے تاکہ پڑھنے والا یہ خیال کرے کہ یہ بڑے انصاف پسند ہیں مگر اس تعریف کے اندر نیش زنی بھی کر دیں گے کہ انسان کے دل سے ایک عقیدہ یا ایک برگزیدہ انسان کا احترام بالکل اٹھ جائے۔ غرض ان کی جس قدر صفات بیان ہوئی ہیں ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ دجال وسوسہ اندازی سے لوگوں کو حق سے پھیرے گا۔ اور یہی یوروپین اقوام کی بین خصوصیت ہے۔

۱۲۔ دجال کا ظہور اور غلبہ کل روئے زمین پر ہو گا

دجال کی صفات میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ کل روئے زمین پر پھر نکلے گا۔ **لا یبقی شئی من الارض الا وطئہ و ظھر علیہ** ۔ زمین کا کوئی حصہ نہ رہ جائے گا جس کو وہ پامال نہ کرے گا اور اس پر غالب نہ آجائے گا۔ اور پھر دجال کی زبان کے یہ الفاظ **لا ادع قریۃ الا ھبطتھا** کوئی ایسی انسانی بستی نہیں ہو گی جہاں میں نہ داخل ہوں گا نہ صرف نبی کریم صلعم کی کامل قوت کشفی کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دجال ایک آدمی کا نام نہیں بلکہ ایک بڑے بھاری گروہ یا بڑی بھاری قوم کا نام ہے جس کے افراد ہر جگہ پہنچ جائیں کیونکہ ایک انسان کے لئے خواہ وہ کتنا بھی تیز رفتار ہو۔ یہ ناممکن ہے کہ جو کچھ دجال کے متعلق لکھا ہے وہ سب باتیں ایک فرد میں پوری ہو سکیں کہ وہ اپنی جنت و نار کو بھی ہر جگہ دکھائے اور لوگوں کے سامنے اپنے دعاوی کو پیش کرے اور جو اسے قبول کرے اسے خوشحال کرتا چلا جائے اور اپنے مخالفین کو مصائب میں مبتلا کرتا چلا جائے۔ پھر کوئی بستی اس کے ورود سے خالی بھی نہ رہے۔ ایک فرد کیلئے یہ ناممکن محض ہے کیونکہ یہ سوال صرف تیز رفتاری کا نہیں بلکہ سوال دعوت دینے کا لوگوں کو کچھ کہنے کا انہیں انعام یا سزا دینے کا ہے جب ہر بستی میں یہ ہونا ہے تو ایک بستی سے دوسری بستی تک جانے میں خواہ کتنا ہی کم وقت لگے گا لیکن دعوت دینے میں اور اس کے لوازمات میں یقیناً وقت خرچ ہو گا۔ اگر ایک گھنٹہ بھی وہ ایک انسانی بستی میں ٹھہرے تو صرف ہندوستان کے سات لاکھ گاؤں میں پھرنے کیلئے ہی ایک سو سال کا عرصہ بکار ہے اور سارے ملکوں میں پھرنے کیلئے ہزار ہا سال کی مدت بکار ہے لیکن اگر انہی باتوں کو قوم پر چسپاں کیا جائے تو یہ سب باتیں آسانی سے سمجھ ہی نہیں آجاتیں بلکہ آج بطور واقعہ کے ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہیں اور نبی کریم صلعم کی قوت کشفی کے کمال کو حق الیقین کے طور پر دکھا رہی ہیں۔ کہیں ان اقوام کی تیز رفتاری کا مشاہدہ ہو رہا ہے کہ چالیس کیا دس دنوں کے اندر ساری روئے زمین کا چکر لگا رہی ہیں۔ کہیں ان کے ایک ایک بستی میں پہنچنے اور اس پر کامل تصرف کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ کہیں ان کی روٹیوں کے پہاڑوں کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ کہیں ان کی عیش پرستیاں نظر آتی ہیں کہیں ان کے تصرفات کا نظارہ ہے کہیں ان کی تعلیم کا جال نظر آتا ہے جس سے وساوس پیدا کیے جا رہے ہیں۔ کہیں ہسپتال بنا کر لوگوں کی ہمدردی اپنے ساتھ کر رہے ہیں۔ کہیں پر ہپنوٹزم کے کرشمے دکھا رہے ہیں۔ غرض ایک قوم یا چند اقوام کو ان کا مصداق قرار دو تو سب باتیں صاف ہیں مگر ایک فرد واحد اسے ٹھہرا کر کوئی بات بھی سمجھ نہیں آسکتی۔ یہی کل روئے زمین پر پھرنے اور سب پر غالب آنے کی پیشگوئی لے لی جائے۔ اگر ایک فرد واحد ہی اس کا مصداق ہو تو کروڑوں اعیان کے بغیر وہ اپنے اس تصرف کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ لازماً اس کی مصداق قوم ہی ہو گی۔ بہرحال یہ پیشگوئی کہ دجال روئے زمین کی ساری انسانی بستیوں میں پھر نکلے گا اور ساری زمین پر غالب آجائے گا آج صراحت کے ساتھ یورپ کی اقوام میں ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہے۔ کب تک ہم آنکھیں بند کر کے ایک خیالی دجال کے منتظر رہیں گے خود ساری روئے زمین پر غلبہ کا خیال اور ایک ایک گاؤں میں پھر نکلنے کا خیال اور بالخصوص آج سے تیرہ سو سال پیشتر انسان کے دماغ میں نہ آسکتا تھا۔ مگر آج غور کر کے دیکھو کونسے ملک میں کونسی بستی ہے جہاں دجال پھر نہیں نکلا۔ صحراؤں اور جنگلوں میں چھوٹے اور بڑے جزائر میں ' پہاڑوں اور وادیوں میں ' کونسا مقام باقی رہ گیا ہے جہاں دجال کا گذر نہیں ہوا۔ انسان کے تو وہم میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ رہے ہیں اور جو انسان ان واقعات کو دیکھے گا اس کے سر بے اختیار آنحضرت صلعم کی قوت کشفی کے کمال کے سامنے جھک جائے گا اور وہ پکار اٹھے گا کہ یہ انسانی قیاس اور انسانی تخیل کی باتیں نہیں بلکہ علم غیب کا زبردست انکشاف ہے جو خدا نے اپنے رسول صلعم پر کیا۔

احادیث میں یاجوج ماجوج کا ذکر اور انہی کا دجال ہونا

میں شروع میں دکھا چکا ہوں کہ قرآن کریم نے سورہ کہف کے آخر میں یاجوج ماجوج کے ذکر کے اندر ہی عیسائی اقوام کا ذکر شروع کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہی عیسائی اقوام کو ہی اس نام سے پکارا گیا ہے اور بائیبل نے تو بصراحت بتا دیا ہے کہ یاجوج ماجوج روس اور دیگر اقوام یورپ ہیں۔ احادیث یاجوج ماجوج کے متعلق ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ گویا بروئے حدیث یہ کوئی خاص قسم کی مخلوق ہے۔ حالانکہ بہت سی احادیث میں صاف طور پر یہ ذکر آتا ہے کہ وہ ہماری طرح انسان ہی ہیں۔ **ان یاجوج و ماجوج من ولد ادم** (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۱۵۸) یاجوج و ماجوج آدم کی اولاد میں سے ہی ہیں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام کی طرف وحی کرے گا **انی قد اخرجت عباداً لی لا یستطیع قتلھم الا انا** (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۳۰۲۱)۔ میں نے اپنے کچھ بندے پیدا کیے ہیں جن کے قتل کی میرے سوائے کسی کو طاقت نہیں۔ ایسا ہی ان کے اولاد آدم ہونے پر دیکھو کنز العمال جلد ۷ نمبر ۳۰۲۲۔ یہ غلط فہمی کہ وہ کوئی اور قسم کی مخلوق ہے شاید حدیث کے اس بیان سے پیدا ہوئی ہے کہ وہ زمین کا سارا پانی پی جائیں گے **و یشربون میاہ الارض حتی ان بعضھم لیمر بالنھر فیشربون ما فیہ حتی یترکوہ یبسا** (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۱۵۷) وہ زمین کے پانی پی جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض دریا پر گزریں گے تو جو کچھ اس میں ہے سب پی جائیں گے۔ یہاں تک کہ اسے خشک چھوڑ دیں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ یاجوج ماجوج کا پہلا حصہ بحیرہ طبریہ پر گذرے گا تو وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے **لیمر صدر یاجوج و ماجوج علی بحیرۃ الطبریہ لیشربونھا** (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۳۰۲۱) اور یہ عجیب بات ہے کہ تمیم داری والی حدیث میں دجال بھی تمیم داری سے بحیرہ طبریہ کے متعلق ہی سوال کرتا ہے **اخبرونی عن بحیرۃ الطبریۃ.... ھل فیھا ماء** (کنز العمال جلد نمبر ۷ ۲۰۲) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دجال اور یاجوج ماجوج ایک ہی ہیں لیکن دجال یا یاجوج ماجوج کے پانی پی جانے سے مراد اصل یہی ہے کہ زندگی کے تمام سامان ان کے قبضے میں ہوں گے کیونکہ پانی زندگی کا سب سے پہلا سامان ہے۔ اور یہ بات کہ دجال اور یاجوج ماجوج دونوں کا ذکر اس امت میں آنے والے مسیح کے ذکر میں کیا گیا ہے یہ بھی ان کے ایک ہونے پر دلیل ہے۔ اور ذرا غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ دجال اور یاجوج ماجوج دونوں کا ذکر قریباً ایک ہی مفہوم کو مختلف الفاظ میں ادا کر رہا ہے۔ دونوں کے متعلق یہ ذکر ہے کہ ان کی زمینی طاقت کمال کو پہنچی ہوئی ہو گی۔ ہر ایک قسم کے سامانوں پر ان کا تصرف ہو گا۔ ان کے مقابلہ کی طاقت کسی

(بقیہ ص۲ کالم ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

از : مولینا عبدالمنان عمر

امۃ الرحمن عمر کی یاد میں

بے حد رحم و کرم اور محبت کرنے والے خدائے رحمان کی عبادت گذار اور فرما نبردار، حضرت مولانا حکیم نورالدین علیہ الرحمۃ کی بہو، حضرت مولینا شیر علی صاحب مترجم قرآن انگریزی کی صاحبزادی اور میری رفیقہ حیات ۱۵ جولائی ۱۹۹۰ء کو ۷۵ برس کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحومہ نیک سیرت، خیرخواہ، غم گسار، باہمت، باوقار، ذہین و فطین اور نہایت قابل ماہر تعلیم خاتون تھیں۔ انہوں نے میٹرک کی تعلیم قادیان کے نصرت گرلز سکول میں حاصل کی بی اے پنجاب یونیورسٹی سے اور بی ٹی میکلگن ٹریننگ کالج برائے خواتین، لاہور سے اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ اور نصرت ہائی سکول قادیان میں ہیڈ مسٹرلیس لگ گئیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کیا بلحاظ ڈسپلن، تعلیم و تربیت، اعلیٰ دینی اور اخلاقی شہرت کے اس ادارے کو اپنے علاقے کا بہترین سکول بنا دیا۔

مرحومہ نے محنت اور لگن سے ایک مہم چلائی کہ پورے قادیان میں کوئی لڑکی یا خاتون ایسی نہ رہے جو خواندہ نہ ہو اور اللہ کے فضل و کرم سے اپنے اس مقصد اور کوشش میں پوری طرح کامیاب ہوئیں۔

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی امید

ان کے سکول کی ہر طالبہ نماز باترجمہ اور قرآن باترجمہ جانتی تھی۔ شعائر اسلام سے آگاہ اور امور خانہ داری سے واقف ہوتی۔ ان کا سکول یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحانات میں نمایاں طور پر بلند حیثیت رکھتا تھا۔ انگریزی کا مضمون وہ خود پڑھاتی تھیں اور ان کے مضمون میں کوئی طالبہ کبھی فیل نہ ہوتی۔

تقسیم ملک کے بعد جب وہ قادیان سے لاہور پہنچیں تو سخت کسمپرسی کا عالم تھا۔ لیکن اس کے باوجود مرحومہ نے جلد ہی تجویز پیش کر دی کہ ہمیں یہاں پھر سے اپنا سکول کھول دینا چاہیے جواب واضح تھا کہ یہاں لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ تو ملتی نہیں سکول کا اجرا کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے نصرت گرلز ہائی سکول پھر سے قائم ہو گیا۔ بعد میں انہوں نے گورنمنٹ کے محکمہ تعلیم سے مل کر اور اپنے ذاتی اثر و رسوخ کو کام میں لاکر لاہور کے ایک سکول کی وسیع اور اعلیٰ درجہ کی عمارت کو سکول کے لیے حاصل کر لیا۔ یہ تعلیمی اور انتظامی جد و جہد ابھی جاری تھی کہ جماعت قادیان کا صدر دفتر لاہور سے ربوہ ضلع جھنگ منتقل ہو گیا۔ بفضلہ تعالےٰ یہ مرحومہ کی علمی اور انتظامی قابلیت اور کوشش تھی کہ انہوں نے ربوہ جاکر از سر نو پہلے کچی سرکنڈے کی چھت والی بارکوں میں سکول جاری کر دیا پھر جلد ہی سکول کو عمدہ پختہ عمارت بھی مل گئی اور مرحومہ نے اسے اس کی سابقہ روایات کے مطابق بلند اور باعزت مقام پر پہنچایا۔

ایم۔ اے عربی کا امتحان انہوں نے قیام پاکستان کے بعد پرائیویٹ طور پر دیا اور یونیورسٹی میں اول آئیں۔ اور ریکارڈ قائم کیا۔ انعام کے طور پر متعدد تمغے اور نقد رقوم حاصل کیں۔

تعلیم و تعلم اور انتظامی فرائض کی سرانجام دہی میں اس قدر مصروف زندگی کے باوجود انہوں نے بچوں کی دیکھ بھال، نگرانی اور تعلیم و تربیت، باورچی خانہ، مہمان نوازی، خانگی فرائض کی سرانجام دہی، اقربا سے ملنے، ان کی خوشیوں اور غمی میں شرکت، غربا پروری اور دلداری میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

مرحومہ تہجد گذار تھیں۔ حج بیت اللہ سے مشرف تھیں۔ دو دفعہ عمرہ کے لیے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جانے کا موقع میسر آیا۔ پانچوں نمازیں حتی الوسع اول وقت میں ادا کرتی تھیں۔ ان کے مشوروں میں خلوص، علم اور دیانت کا بڑا دخل ہوتا تھا۔

زندگی کے آخری بارہ برس انہوں نے حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے فرمودہ ترجمہ اور تفسیر قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور انہیں انگریزی زبان میں منتقل کرنے اور تبویب مسند احمد بن حنبل کے کٹھن کام میں گذارے۔

میری رفیقہ حیات کی وفات حسرت آیات پر بڑی تعداد میں احباب جماعت، دوستوں عزیزوں اور ہم سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے تار، خطوط اور پیغامات کے ذریعہ ہمارے اس غم میں شریک ہو کر اس کی شدت کو کم کیا۔ ہم ان سب کے شکر گذار ہیں۔ ہم حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے بطور خاص ممنون ہیں جنہوں نے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی احمدیہ قبرستان دارالسلام میں مرحومہ کی تدفین کے جملہ انتظامات کے احکامات صادر فرمائے جزاکم اللہ،

اخبار احمدیہ

- الحمد للہ امیر جماعت حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب حسب معمول خدمات دینیہ اور جماعتی امور کی راہنمائی میں مصروف کار ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لیے خصوصی دعائیں کریں۔

محترم عبدالرزاق صاحب

محترم عبدالرزاق صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ ۱۰ فروری کو بذریعہ ٹرین واپس ممبئی تشریف لے گئے ہیں۔ موصوف ۲۲ دسمبر ۹۰ء کو سالانہ دعائیہ میں شرکت کے لیے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ۲۹ دسمبر کو بین الاقوامی مشاورتی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔

- ### وفات

ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر شائع کر رہے ہیں کہ راولپنڈی کے ہمارے نہایت مخلص بھائی چوہدری عبدالواحد صاحب کی رفیقہ حیات ۴ فروری کو رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تعزیت کے لیے پتہ

چوہدری عبدالواحد

۶۴۹/۱۲ اڈہ نزد فیکٹری کوارٹرز آر۔ اے بازار راولپنڈی چھاؤنی

سر ونسٹن چرچل اور مولینا آفتاب الدین احمد صاحب

کے مابین یاجوج ماجوج کے بارے میں دلچسپ خط وکتابت

عزت مآب جناب ونسٹن چرچل
وزیر اعظم
۱۰۔ ڈاؤننگ سٹریٹ، لندن۔ انگلستان

جناب عالی!

میں آپ کے قیمتی وقت میں مخل ہونے پر معذرت خواہ ہوں۔ ہم نے اخبارات میں لارڈ میئر لندن کی ضیافت میں جو ۹ نومبر ۱۹۵۱ء کو منعقد ہوئی آپ کی بصیرت افروز تقریر پڑھی جس میں آپ نے یاجوج ماجوج پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

مذہبی روایات کے ایک طالب علم کی حیثیت سے جو مسلمانوں اور عیسائیوں میں مشترکہ ہیں آپ نے اپنی تقریر میں جن باتوں کی تفصیل پیش کی ہے ہمارے لیے کافی دلچسپ اور معلومات سے پُر ہیں۔

ہم آپ کے ممنون ہوں گے اگر آپ مختصر یہ بتا سکیں کہ یاجوج ماجوج کے متعلق آپ کی یہ معلومات کس ذرائع سے آپ کو حاصل ہوئیں۔ ایک مرتبہ پھر آپ کے وقت میں مداخلت کرنے پر معذرت خواہ ہوتے ہوئے آپ کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص
آفتاب الدین احمد

دفتر ہائی کمشن برائے برطانیہ عظمیٰ
۴۔ ریس کورس روڈ۔ لاہور

۹۔ جنوری ۱۹۵۲ء

مجھے دولت مشترکہ کے سیکرٹری لارڈ اسمے نے ہدایت کی ہے کہ عزت مآب جناب ونسٹن چرچل کے نام آپ کے خط مؤرخہ ۲۹ نومبر کا جواب دوں۔

میں یہ کہوں گا کہ محترم چرچل صاحب نے گلڈ ہال کی تقریر میں یاجوج ماجوج کے متعلق اشارۃً جن باتوں کا ذکر کیا تھا اس میں سے کچھ تو انہوں نے حافظہ سے کہی تھیں اور کچھ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا سے لی تھیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا سے ایک اقتباس مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آپ کو ارسال کر دوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ اقتباس آپ کے سوال کے جواب میں ممد ثابت ہوگا۔ اور آپ کے لیے مفید بھی ہوگا۔

آپ کا تابعدار
ٹی ڈبلیو کیبل
ڈپٹی ہائی کمشنر

بنام آفتاب الدین احمد
سیکرٹری، ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا سے اقتباس

"یاجوج ماجوج کے نام بائبل میں متعدد بار آتے ہیں اور پھر بعد میں یہ نام گلڈ ہال لندن میں نصب دیوہیکل مجسموں کو بھی دیئے گئے۔ کتاب پیدائش کے مصنف نے ماجوج کا ذکر یافث کے بیٹے کے حوالے سے کیا ہے۔ حزقیل نے یاجوج کا ذکر ماجوج کے سردار کے حوالے سے کیا۔ جو دور شمال بعید میں ایک خطرناک حکمران تھا اور جو اسرائیل کے خلاف فارسیوں، آرمینیوں اور سمیریوں کا اتحادی تھا۔ یاجوج ماجوج قدیم یہودیوں کے الہاموں میں مترادف اصطلاح کے طور پر "خدا کی بادشاہت" کے تمام مستقبل کے دشمنوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ ماجوج کا نام عام طور پر کوہ قاف کے شمال میں بسنے والے نامعلوم نسلوں کو بھی دیا جاتا ہے جنوں کی وہ نسل جو البیون میں آباد تھی ان میں سے آخری دو بچنے والے کے مجسمے گلڈ ہال کے دیو ہیں۔ (البیون برطانیہ کا پرانا یونانی اور رومی نام تھا۔) بروٹ اور اس کے ٹرائے کے ساتھیوں نے بالآخر ان دیوؤں پر غلبہ پا لیا اور ان میں سے آخری دو کو قیدی بنا کر لندن لے آئے جہاں ان دونوں کو بطور خدمت گذار محل کے صدر دروازے پر متعین کر دیا گیا۔ یہ تو گیکسٹن کا بیان ہے [illegible]

ایک اور بیان کے مطابق ایک جن یاجوج ماجوج تھا اور دوسرا برطانوی دیو کوریئنس تھا جس نے اس کو مار دیا۔ یہ دونوں دیوہیکل مجسمے لندن میں ہنری پنجم کے زمانے سے موجود ہیں اس سے پہلے یہ مجسمے ۱۶۶۶ء کی عظیم آگ میں خاکستر ہو گئے تھے۔ ان کی جگہ ۱۷۰۸ء میں ۱۴ فٹ اونچے نئے مجسمے تعمیر کیئے گئے۔ قدیم بت بید اور کاغذ کو جوڑ کر بنائے گئے تھے اور انہیں لارڈ میئر کے میلوں میں لندن کی گلیوں میں پھرایا جاتا تھا۔ اور ان پرانے مجسموں کی تصاویر ۱۸۱۴ء کی نمائش میں دکھائی گئی تھیں۔ نئے تعمیر کردہ مجسمے لندن پر ۱۹۴۰ء کی بمباری میں تباہ ہو گئے تھے۔"

بنام ڈپٹی ہائی کمشنر برطانیہ، ۴ ریس کورس روڈ۔ لاہور

جناب عالی! میں آپکے خط نمبری ۵۲/۲۴/۵۴ مورخہ ۹ جنوری ۵۲ء کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو عزت مآب جناب ونسٹن چرچل کی طرف سے لکھا گیا تھا۔ میں بصد احترام یہ کہنے کی اجازت چاہونگا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا جو اقتباس آپ نے براہ کرم خط کے ہمراہ ارسال کیا ہے وہ ان باتوں کو پوری طرح بیان نہیں کرتا جو محترم چرچل صاحب نے اپنی گلڈ ہال کی تقریر میں بیان کیں بہرحال یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ چرچل صاحب نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے کچھ باتیں اپنی یادداشت سے بیان کیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یادداشت تخلیق کا نتیجہ نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ لپیٹا دگرد ہونیوالے تجربات کو نہ صرف محفوظ کر لیتا ہے بلکہ انہیں دوبارہ بیان کر دیتا ہے ظاہر ہے کہ جناب چرچل صاحب نے یاجوج اور ماجوج کے سلافی اور ٹیوٹانی نسلوں سے ان کے تعلق کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ ایسے ذرائع سے حاصل کیے گئے جواب واضح طور پر انہیں یاد نہیں۔ شاید ہمارے لیے یہ اچنبے کی بات نہ ہو کہ یہ باتیں اسلامی حوالے سے آئی ہیں ان کے علاوہ کوئی اور ذریعہ کے متعلق ابھی تک تو شہادت نہیں مل سکی۔ ہم آج کی ڈاک سے آپکے پتے پر حضرت مولینا محمد علی صاحب کی "مسیح الدجال یاجوج وماجوج" کی ایک کاپی اور لائٹ کا شمارہ مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۵۱ء ارسال کرنیکی جسارت کر رہے ہیں ان دونوں میں اس موضوع پر تفصیلی بحث موجود ہے ..... آپکا مخلص، آفتاب الدین احمد

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کپار شید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

صرف
احباب جماعت
کے لئے
مؤرخہ ۱۵ فروری ۱۹۹۱ء
جلد: ۷۴
شمارہ: ۴

حضرت امیر کا پیغام احباب جماعت کے نام

میرے محترم بھائیو اور بہنو! السلام علیکم

جماعت کے سب احباب و خواتین کے نام، جہاں بھی وہ ہوں، میرا یہ پیغام ہے کہ وہ میرے ہم نفس ہو کر بارگاہ الٰہی میں گریہ و زاری کریں۔ اور اس کے خاص الخاص رحم و کرم کے طالب ہوں۔ آپ میں سے کسی سے بھی یہ امر مخفی نہیں کہ آج بنی نوع انسان بڑے پر آشوب دور سے گذر رہا ہے۔ انسان نے انسان کے خلاف جہنم کے دروازے کھول رکھے ہیں۔

اس وقت مجھے خلیجی جنگ کے اسباب و عوامل پر بحث نہیں، تاہم روز مرہ واقعات سے افسوسناک نتیجہ ظاہر ہے کہ مسلم امہ کے مفادات پر کاری ضرب لگ رہی ہے۔ طاقتور قوتیں اس میدان کار زار میں New World Order یعنی نئے نظام عالم کے خواب دیکھنے لگی ہیں، جو مسلم امہ کے لئے انجام کار کسی بھی صورت میں خیر و برکات کا موجب نہیں۔

اس وقت جان و مال کا اتلاف جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی، ہمارا اپنا اتلاف ہے، اس سانحہ و المیہ پر ہمارے دل بہت رنجیدہ اور مضطرب ہیں کیونکہ جہاں آج کل ہلاکت خیزی کا دور دورہ ہے وہاں کے خطہ اور دیار کے رہنے والوں سے ہمیں دلی وابستگی ہے۔ چند ہی روز پہلے جو زلزلہ آیا اس کی تباہی اور آج کل ملک کے بعض علاقوں میں جو بارشیں ہو رہی ہیں اس کی بربادی اس امر کا نشان ہیں کہ زمین و آسمان کی دیگر آفتوں نے بھی اپنے منہ کھول لئے ہیں۔ جن سے معاش و معیشت کے سینکڑوں مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں زمین پر رہنے والوں کے طرح طرح کے فسادوں نے جرائم میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے اور ان کی عمومی سفلی خواہشوں نے گناہ در گناہ کو فزوں تر کر دیا ہے۔ ان سب کا باعث اللہ تعالیٰ سے دوری اور اس کی اطاعت سے روگردانی ہے۔

اس پریشاں حالی میں میرا خیال بار بار بانی سلسلہ احمدیہ کے اس ارشاد کی طرف جاتا ہے۔

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

لہٰذا اے میری جماعت کے بھائیو اور بہنو! ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم نہایت تضرع والحاء کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں جھکیں اور گریہ زاری کریں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کے حضور گڑگڑائیں کہ دعا ہی آج اس عالم گیر ابتلاء کے دور کی دوا ہے۔ بقول بانی سلسلہ احمدیہ۔

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بے کساں
خبر دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

دعا ایک زبردست ہتھیار ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے مہلک ہتھیاروں سے بھی بڑھ کر اس موثر ہتھیار سے انبیاء کرام، اولیاء اللہ، ہمارے حضرت بانی سلسلہ اور ہمارے بڑے بزرگوں نے بھی اس ہتھیار سے کام لیا ہے۔ لہٰذا آپ سے بھی میری عاجزانہ اور دردمندانہ استدعا ہے کہ کار آزمودہ ہتھیار سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کی اضطراری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

والسلام و دعا

آپ کا عاجز دینی بھائی

سعید احمد

دارالسلام کالونی، لاہور۔

گلڈ ہال لندن میں سر ونسٹن چرچل کی تقریر

"جنگ سے متاثرہ اس ہال میں ذہن کا ایسے خیالات کی طرف منتقل ہونا قدرتی امر ہے۔ یہ ٹوٹے ہوئے یادگاری مجسمے ہمیں ماضی میں ان کوششوں کی یاد دلاتے ہیں جو اس براعظم کے ماضی کے ظالموں کے خلاف کی گئیں اور پھر ۱۹۴۰ء کی بڑی صبر آزما مصیبت کی بھی جو ہم سب نے مل کر سہی اور مل کر ہی جیتی۔

لارڈ میئر صاحب، مجھے خوشی ہے کہ آپ نے یاجوج ماجوج کے مجسموں کو دوبارہ نصب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جب ہٹلر کی بمباری نے ان کو جلا کر راکھ کر دیا تھا تو میرے لیے یہ تکلیف دہ صدمہ تھا۔ یہ دونوں گیلری میں اس جگہ خوبصورت دکھائی دیں گے میرے خیال میں یہ نہ صرف قدیم ہیں بلکہ ان کا تعلق آج کے زمانے سے بھی ہے

مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ یہ دونوں دنیا کی موجودہ سیاسی صورتحال کی بڑی عمدگی سے نمائندگی کرتے ہیں۔ دنیا کی سیاسی صورتحال یاجوج ماجوج کی تاریخ کی طرح کافی الجھن اور تنازعہ کا شکار ہے۔ پھر بھی میرے خیال میں یاجوج اور ماجوج دونوں کے لیے اس میں گنجائش موجود ہے۔ ایک طرف یاجوج ہے اور دوسری طرف ماجوج۔ لارڈ میئر صاحب خیال رہے کہ جب آپ ان کو واپس اپنی جگہ پر رکھیں تو ان کو آپس میں ٹکرانے نہ دیجیئے گا۔ اگر ایسا ہوا تو یاجوج اور ماجوج دونوں پاش پاش ہو جائیں گے اور ہم سب کو نئے سرے سے سب کچھ دوبارہ شروع کرنا پڑے گا۔ یعنی یہ ابتدا بالکل نئے سرے سے کرنا پڑے گی۔

یاجوج اور ماجوج کے مابین جو کچھ اختلافات ہیں بہرحال یہ دونوں ایک ہی مواد سے بنائے گئے ہیں۔ آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ یہ کس قسم کا مواد ہے۔ یہ گرمجوش انسانوں سے ڈھلا ہوا مواد ہے جن کی یہ خواہش ہے کہ وہ اپنے ملک اور اپنے پڑوسیوں کی بہترین خدمت کر سکیں اور اس کے متمنی بھی ہیں کہ وہ اپنے گھر بسائیں اور اپنے بچوں کو امن اور آزادی میں پروان چڑھائیں اور جب ان کے بچے جوان ہوں تو وہ ان کے لیے ایک بہتر مستقبل کی امید پیدا کر سکیں؛

یہی سب کچھ وہ اپنے حاکموں، گورنروں اور رہنماؤں سے چاہتے ہیں اور یہی خواہش دنیا کے تمام لوگوں کے دلوں میں ہے۔ جدید سائنس کی ترقی اور فوری کارکردگی کی اہلیت کے لیے اس سنہری دور کے دروازے کو کھولنا اور ان کی اس ادنیٰ اور معمولی خواہش کو پورا کرنا بے حد آسان ہونا چاہیئے۔ لیکن تو مینوں، نظریات، انقلابات، طبقاتی جنگ کے ماہر اور شاہ پرستی کی یلغار ہوئی اور ان لوگوں نے غلط قسم کے محض علمی اور ناقابل عمل خیالات کو ذہنوں پر ٹھونسنے کی کوشش کی اور لوگوں کو ایک دوسرے کا مخالف بنا دیا اور اس طرح گھر تعمیر ہونے کی بجائے بم سے تباہ ہونے لگے۔ خاندان کا کمانے والا مارا گیا اور دل شکستہ خانہ دار خاتون پیچھے رہ گئی۔ جو جلے ہوئے گھروں سے لنگڑے، لولے اور جھلسے ہوئے باقی ماندہ بچوں کو سنبھالتی پھرتی ہے۔

یہ ہے اس ڈھانچہ کی بنیاد اور اس کی حیثیت ترکیبی جو یاجوج اور ماجوج میں مشترک ہے۔

میرے محترم میئر، یہ تباہی دونوں کو آ کر رہے گی۔ اگر آپ اور تمام وہ لوگ جو شہر کی بہتری کے لیے فکرمند رہتے ہیں۔ اور بین الاقوامی معاملات کرتے ہیں نے عقل سے کام نہ لیا اور یاجوج اور ماجوج کو ایک دوسرے سے لڑنے سے باز نہ رکھا۔

کسی نہ کسی طور پر یاجوج اور ماجوج کے متعلق ان خیالات کا اشارۃً تعلق اس گفت و شنید سے بنتا دکھائی دیتا ہے جو آجکل پیرس میں ہو رہی ہے لیکن ہمیں اپنے خیالات کو ان تخیلات سے مزید الجھن میں ڈالنا نہیں چاہیئے۔ میں یاجوج ماجوج کے ذکر کو یہیں چھوڑتا ہوں اور یہ امید کرتا ہوں کہ میں ان کو دوبارہ اپنی جگہ پر دیکھ سکوں گا جیسا کہ آپ نے وعدہ بھی کیا ہے۔

آج دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے کیا پیش کر رہا ہے۔ عظیم الشان طاقتیں نہایت خوفناک اسلحہ سے لیس ایک خلیج کے آر پار کھڑی ایک دوسرے پر چڑھ دوڑنے کو تیار کھڑی ہیں۔ لیکن آج رات مجھے کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی ایسا کرنا نہیں چاہتا اور دونوں اس خلیج کو پار کرنے سے ڈرتے بھی ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو اس میں لے گریں اور تباہ ہو جائیں۔

ایک طرف سوویٹ روس کی تمام بری اور ہوائی فوجیں اور مختلف ممالک میں ان کے اشتراکی مددگار، نمائندے اور پیرو کار ہیں اور دوسری طرف مغربی جمہوری ممالک ہیں جن کے پاس نہایت اعلےٰ وسائل ہیں لیکن جو ابھی اتنے منظم نہیں وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے گرد اکٹھے ہوئے ہیں اور ان کو ایٹم بم کی فوقیت بھی حاصل ہے۔

اب اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم کن کے ساتھ کھڑے ہیں۔ برطانیہ دولت مشترکہ کے ممالک اور ہماری سلطنت جن کا مرکز ابھی تک ہمارے جزیرہ پر ہے اور جو بحر اوقیانوس کے پار عظیم جمہوریہ سے مضبوطی، مشترک ضروریات، اور بقا کے حصول کے بڑھتے ہوئے رشتہ میں منسلک ہیں۔ وہ قربانیاں اور جدوجہد جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ آزاد دنیا میں اشتراکی جارحیت کو مزید آگے بڑھنے سے خوفزدہ کرنے، اور اگر ممکن ہو تو رد کرنے کے لیے کر رہا ہے امن کے لیے حقیقی بنیاد ہیں"۔

(اخبار ٹائمز لندن ۱۰ نومبر ۱۹۵۱ء)

بقیہ: دجال کا ظہور (آمدہ صـ۶ سے آگے)

کو نہ ہو گی اور وہ ساری زمین پر چھا جائیں گے اور مسلمانوں کیلئے سخت ترین ابتلاؤں کا موجب ہوں گے اس سے بھی ان کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے اور دونوں کی صفات یوروپین اقوام پر صادق آتی ہیں۔ دو نام دو مختلف قسم کی صفات کو ظاہر کرنے کے لئے اختیار کئے گئے ہیں ایک ان کے دجل اور دنیا کے ہمالوں کے ذریعہ سے فریب دہی کے اظہار کے لئے اور دوسرا ان کی ملکی اور جنگی طاقت کے اظہار کے لئے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ عیسائی اقوام کے غلبہ کی یہ پیشگوئیاں مسلمانوں نے اس زمانہ میں کتابوں میں لکھیں جب ان کی اپنی طاقت اور حکومت کے سامنے سب طاقتیں ہیچ نظر آتی تھیں۔

(المسیح الدجال و یاجوج و ماجوج مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صفحہ ۱۸ تا ۲۲، ۱۹۲۲ء)

ختم شد

قسط ۲

آخری زمانہ میں دجال صفت قوموں کے خروج کے متعلق رسول اکرم صلعم کی پیشگوئیاں

دجال کا ظہور عراق کے سمندر (خلیج فارس) میں ہو گا۔ کنز العمال جلد ۷ ۲۹۸۸

۸ - الاان الدجال اکثر اشیاعہ و اتباعہ الیھود و اولاد الزنا (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۸)
خبردار رہو کہ دجال کے اکثر ساتھی اور پیروی کرنے والے یہودی اور حرامی بچے ہوں گے۔

۹ - و تشبھن بالرجال و تشبہ الرجال بالنساء (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۸)
اور عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کریں گی اور مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کریں گے

۱۰ - و انہ یبری الاکمہ و الابرص و یحی الموتی (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۸۰)
اور وہ اندھوں اور کوڑھیوں کا علاج کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا۔

۱۱ - من سمع بالدجال فلیناعنہ تو اللہ ان الرجل لیاتیہ و ھو یحسب انہ مومن فیتبعہ
جو شخص دجال کے متعلق سنے تو وہ اس سے الگ رہے خدا کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور وہ گمان کرتا ہو گا کہ وہ مومن ہے۔
مما یبعث بہ من الشبھات (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۵۷)
پھر وہ اس کا پیرو ہو جائے گا ان شبہات کی وجہ سے جو وہ اس کے دل میں ڈالے گا۔

۱۲ - ثم قال لو انفلت من و ثاقی ھذا لم ادع ارضا الا وطئتھا برجلی ھاتین الا طیبتہ (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۱)
پھر دجال نے کہا اگر میرے یہ بندھن کھول دیئے جائیں تو میں کوئی زمین نہیں چھوڑوں گا جس پر اپنے ان قدموں سے پھر نہ جاؤں سوائے مدینہ کے
و انہ لا یبقی شئی من الارض الا وطئہ و ظھر علیہ الا مکتہ و المدینتہ (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۰۲۸)
اور زمین کا کوئی حصہ نہ رہ جائے گا جس پر وہ پھر نہ نکلے اور غالب نہ آ جائے سوائے مکہ اور مدینہ کے

و انی اوشک ان یوذن لی فی الخروج فاخرج فاسیر فی الارض فلا ادع قریتہ الا
اور قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے اور میں نکلوں گا اور زمین میں پھروں گا تو میں کوئی گاؤں نہ چھوڑوں گا
ھبطتھا فی اربعین لیلتہ غیر مکہ و طیبتہ (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۹۸۸)
جس میں چالیس رات کے اندر پھر نہ نکلوں سوائے مکہ اور مدینہ کے۔

۱۔ دجال کی جنت اور دوزخ

میں نے مختلف احادیث سے جو ہر قسم کی کتابوں سے کنز العمال اور مشکوۃ میں جمع کی گئی ہیں دجال کے یہ بارہ نشانات بیان کئے ہیں اب میں ان میں سے ہر ایک کو بالتفصیل لیتا ہوں۔ سب سے پہلی اور سب سے بڑی علامت دجال کی یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوں گے۔ اس میں سب سے پہلی بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اگر کسی حدیث میں لفظ جنت اور نار ہے تو متعدد احادیث میں اس کی تشریح موجود ہے مثلاً کہیں ہے مثل الجنتہ و النار یعنی وہ جنت اور نار کی مثال ہے فی الحقیقت جنت اور نار نہیں۔ اور کہیں جنت و نار کی جگہ ہے **ماء و نار** یعنی جنت کی جگہ لفظ **ماء** (پانی) رکھا ہے اور کہیں **نھر و نار** ہے یعنی جنت کی جگہ لفظ نھر ہے اور کہیں ہے کہ دو نہریں ہوں گی ایک پانی کی نہر اور ایک آگ کی نہر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت سے مراد وہی ہے جو پانی یا نہر سے ہے۔ اور پھر اس پانی یا نہر کی بھی خود ہی شرح کر دی ہے کیونکہ ایک جگہ آتا ہے **معہ جبال الخبز و انھار الماء** اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی' اور کہیں جنت و نار کی جگہ ہے **جبلان احدھما فیہ اشجار و ثمار و ماء و احدھما فیہ دخان و نار** - دو پہاڑ۔ ایک پہاڑ میں درخت اور پھل اور پانی ہو گا' اور ایک میں دھواں اور آگ۔ تو جو جنت ہے وہی کبھی نہر ہے اور کبھی پہاڑ۔ اور جو نار ہے وہ بھی کبھی نہر ہے اور کبھی پہاڑ۔ تو ان الفاظ سے مراد نہ سچ مچ کی جنت و نار ہے نہ سچ مچ کی پانی اور آگ کی نہریں اور نہ سچ مچ کے پھلوں اور دھوئیں کے پہاڑ بلکہ یہ سب الفاظ بطور مجاز و استعارہ استعمال ہوئے ہیں۔ اور مراد اول سے سامان معیشت اور عیش و عشرت کے سامانوں کی فراوانی اور دوسرے سے ان چیزوں سے محرومی ہے۔ جو شخص اس کے ساتھ ہو لے گا وہ اول میں شریک ہو گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا اس پر دجال سامان معیشت کو بھی تنگ کر دے گا۔ اور ان چیزوں کے ساتھ ساتھ ہونے سے بھی یہ مراد نہیں کہ سچ مچ دجال ایک تاجر کی طرح اپنا سامان تجارت ساتھ لئے پھرتا ہے۔ فراوانی اور تنگی کے سامانوں کو ساتھ ساتھ لئے پھرے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ اس کے قبضے میں ہوں گے۔ چنانچہ خود ایک حدیث میں ہی اس کی بھی تشریح موجود ہے **قد سخرت لہ انھار الارض و ثمارھا** زمین کی نہریں اور اس کے پھل اس کے لئے مسخر کر دیئے گئے ہوں گے اور یہی ان سب الفاظ سے مراد ہے کہ دنیا کی زندگی کے اور عیش و عشرت کے ہر قسم کے سامان اس کے قبضے میں ہوں گے وہ جن کو چاہے یہ سامان دے دے جن سے چاہے چھین لے۔ عیش کے سامانوں کی فراوانی ظاہری جنت ہے اور یہی دجال کی جنت ہے اور یہی حقیقتاً آخرت کی نار ہے۔ کیونکہ جو شخص دنیا کی زندگی میں عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے۔ ناچ ہے رنگ ہے تماشے ہیں' تھیٹر اور سینما ہیں۔ عورتوں مردوں کا کھلا میل جول ہے' شراب ہے' جوا ہے زنا کاری ہے۔ جو شخص ان میں منہمک ہو گا اس کو خدا کب یاد آئے گا۔ اور آخرت اور روحانیت کا اس میں کیا حصہ ہو گا۔ انہی چیزوں سے محرومی اس کی دوزخ ہے۔ ان چیزوں سے محروم رہ جانے میں آج انسان سمجھتا ہے کہ لطف زندگی ہی کوئی باقی نہیں رہتا۔ ساری ساری رات برج (جوئے) میں گزر جائے تو کچھ تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ تھیٹر اور سینما میں رات کے دو بج جائیں تو راحت ہی راحت محسوس ہوتی ہے۔ گھر اور بال بچوں تک کی فکر نہیں رہتی۔ نوجوان تعلیم کو چھوڑ کر سینما اور تھیٹروں کے نظاروں کو دیکھنے میں محو ہیں۔ ایک دو پیگ کا چڑھا لینا معیوب کہاں فیشن میں داخل ہے۔ یہی "لطف زندگی" دجال کی جنت ہے اور ان چیزوں سے الگ رہنا یہی اس کی دوزخ ہے جو اس دوزخ کو قبول کرے گا وہ بچ گیا اور جس نے "لطف زندگی" کا نشہ پی لیا وہ ہلاک ہو گیا۔

۲۔ دجال کی تیز رفتاری' زمین اور ہوا میں اس کی سواریاں

جب نبی صلعم سے دریافت کیا گیا کہ دجال کس قدر تیز چلے گا تو فرمایا **کالغیث استدبرتہ الریح** یہ بات کہ کوئی شخص دنیا میں اس قدر تیز چل سکتا ہے جیسے بادل جسے ہوا اڑائے لئے جا رہی ہو کسی وقت ایک قصہ اور کہانی کے رنگ میں یا کم سے کم حد درجہ کا مبالغہ نظر آتی ہو گی مگر آج دجال کی تیز رفتار سواریوں پر یہ لفظ کیسے صادق آتے ہیں آج ان کے ہوائی جہاز خود ہوا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا **تطوی لہ الارض** زمین اس کے لئے لپیٹ دی جائے گی یعنی وہ زمین پر اس قدر تیز چلے گا کہ معلوم ہو گا کہ زمین لپیٹ لی گئی ہے۔ پھر ہوا میں اس کے چلنے کا ذکر ان الفاظ میں ہے **یتناول السحاب بیمینہ** - وہ بادلوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لے لے گا۔ یعنی بادلوں کے اندر چلتا پھرے گا۔ پھر اور بھی تصریح فرمائی **ینزو فی ما بین السماء و الارض** وہ زمین اور آسمان کے درمیان اچھلتا پھرے گا اور اس قدر تیز چلے گا کہ

یسبق الشمس الی مغیبھا آج انگلستان سے ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اٹلی میں دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں اور غروب آفتاب سے پہلے پھر انگلستان میں واپس پہنچ جاتے ہیں۔ پھر سمندر کے اوپر نہیں کیونکہ اوپر تو کشتیاں اس وقت بھی چلتی تھیں اندر چلنے کے متعلق فرمایا کہ سمندر اس کے ٹخنوں تک آئے گا یعنی وہ پانی کے اندر چلے گا آج آبدوز کشتیوں نے ان الفاظ نبوی صلعم کو بھی لفظاً پورا کر دکھایا ہے **امامہ جبل دخان** اس کی سواریوں کے آگے آگے دھوئیں کا پہاڑ بھی ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ سواری کے لئے لفظ حمار ہی موزوں ہو سکتا تھا۔ اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا کہ وہ سفید رنگ یہ چمکتا ہوا ہو گا۔ اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ بتایا پانچ پانچ سو فٹ لمبے جہازوں اور ریلوں کا نقشہ اس سے بہتر الفاظ میں نہ کھینچا جا سکتا تھا۔ اور ایک پاؤں اٹھا کر دوسرا پاؤں رکھنے تک ایک رات دن کا سفر طے ہو جاتا ہے یعنی جو فاصلہ ایک رات دن میں آدمی چل سکتا تھا وہ محض اس کا ایک قدم ہے۔ اصل غرض یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس کو نیچر کی طاقتوں پر اس قدر تصرف حاصل ہو گا جیسے انسان کو قدرت نے گدھے پر تصرف دیا ہے کہ وہ اس سے سواری اور باربرداری کا کام لیتا ہے۔ ان چیزوں میں یعنی ان تصرفات میں اس کی کسی برائی کو ظاہر کرنا مقصود نہیں۔ ہاں یہ بتانا ضرور مقصود ہے کہ اس تصرف کو حاصل کر کے وہ اپنے آپ کو قدرت کا پورا مالک سمجھنے لگے گا اور عبودیت کی حد سے تجاوز کر جائے گا مگر کس قدر زبردست قوت کشفی ہے کہ قدرت کی ان تمام طاقتوں پر ایک قوم کے تصرف کو تیرہ سو سال پیشتر جب ان باتوں کا وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا دیکھ لیا۔

۳۔ ویرانوں کو زرخیز بنانا

دنیا کا کون سا ویرانہ ہے جہاں سے دجال نے سونا پیدا نہیں کیا۔ جہاں کوئی خزانہ زمین کے نیچے مخفی ہے خواہ وہ سونے اور چاندی کے رنگ میں ہے خواہ تیل اور کوئلہ کے رنگ میں خواہ کسی اور رنگ میں۔ ان سب خزانوں کا پتہ لگا لیا ہے۔ اس کا کسی جگہ کو حکم دینا یہی ہے کہ وہ اس پر اپنے تصرف سے کام لیتا ہے۔ پہلے اپنے آلات کے ذریعہ سے پتہ لگاتا ہے کہ یہاں سے تیل پیدا ہو سکتا ہے یہاں سے کوئلہ نکل سکتا ہے یہاں سے سونا نکل سکتا ہے پھر اپنے آلات کے ذریعہ سے اسے نکال لیتا ہے۔ علاوہ ازیں بڑے بڑے ریگستانوں میں نہریں اور پانی پہنچا کر وہاں سے اس قدر پیداوار حاصل کی ہے کہ ویرانوں کو لے کر مالا مال ہو گیا ہے۔ جہاں دجال کا قدم پڑا ہے وہیں زمین کے خزانے نکل آئے ہیں۔ اس کی معدنیات اس کی پیداوار اس کے پھل یہ سب زمین کے خزانے ہیں۔ اور پھر یہ دجال کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں یعنی ان سے فائدہ بالاخر انہی اقوام یورپ کو پہنچتا ہے۔ اور باقی کل دنیا کے لوگ ان کے لئے مزدور کے رہ گئے ہیں۔ روئے زمین کا سارا سونا اور سارے خزانے خواہ وہ ہندوستان میں پیدا ہوں یا براعظم افریقہ میں یا جزائر میں وہ سب کے سب کھچ کر یورپ اور امریکہ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ کیسا پاک اور زبردست مکاشفہ آج کے حالات کا آج سے تیرہ سو سال پہلے قلب مبارک نبوی صلعم پر ہوا۔ کاش وہ لوگ جو یورپ کی اس طاقت سے متحیر ہو کر اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھے ہیں تھوڑا سا غور سے کام لیتے تو اس مقدس انسان کی زبردست روحانی طاقت کے سامنے ان کے سر جھکتے جس نے آج کا تمام نقشہ اس کی ایک ایک تفصیل کے ساتھ عرب کے امیوں کو بتا دیا تھا۔

۴۔ ساتھیوں کی خوشحالی مخالف کرنے والوں کے مصائب

دجال کی ایک اطاعت اور ساتھ دینا اس کے مذہب کو اختیار کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے مذہب کو اختیار کیا ہے ان پر بھی یہ احادیث لفظاً صادق آتی ہیں۔ اس ملک ہندوستان کو ہی لے لو۔ چوہڑے چمار اور دیگر پنچ اقوام کے لوگ جو اس ملک میں ذلیل ترین زندگیاں بسر کرتے تھے آج امیر بنے ہوئے ہیں۔ یورپ اور امریکہ کی دولت جو پہلے تمام دنیا سے کھچ کر ان ممالک میں پہنچتی ہے پھر وہاں سے تھوڑی بہت نکلتی ہے تو ان لوگوں کے گھروں میں پہنچتی ہے جو دجال کے مذہب کو اختیار کر لیتے ہیں ان کے لئے تنخواہیں اور وظیفے مقرر ہو جاتے ہیں **و معہ جبال من خبز و الناس فی جھد الا من اتبعہ** اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہیں جو اس کی پیروی کرتے ہیں ان کو خوب کھانے کو ملتا ہے دوسرے لوگ انہی کے ساتھ کے سخت مشقت اور تکلیف میں ہوتے ہیں۔ وہ صاحب بہادر بن جاتے ہیں۔ یہ چوہڑے اور چمار رہ جاتے ہیں۔ **فمن اتبعہ اطعمہ و اکفرہ** جو اس کے ساتھ ہو جائے اسے خوب کھلاتا پلاتا ہے مگر کافر بھی بنا دیتا ہے لیکن اس کے علاوہ اگر غور کیا جائے تو بہت لوگ ہیں جو محض چند پیسوں کی خاطر اس کی ہاں میں ہاں ملاتے یا اس کی خوشامد کرتے ہیں **یقولون انا لنصحبہ و انا لنعلم انہ کافر و لکنا نصحبہ نا کل من طعامہ** ہم اس کی رفاقت اختیار کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر ہے لیکن ہم اس کی رفاقت اختیار کرتے ہیں۔ اس کے کھانے میں سے کھاتے ہیں۔ یہ پیٹ کے بندے ہیں جو اس کے اشاروں پر چلتے ہیں اور اپنے مذہب اپنی قوم اپنے ملک کی اغراض کے منافی کارروائیاں صرف روٹی کے لئے کرتے ہیں۔ ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ تھوڑا سا کسی قسم کا لالچ دے کر انہیں لامذہب کر دے اور اگر وہ عیسائی نہیں ہوتے تو اپنے مذہب پر بھی قائم نہ رہیں۔ اس قدر جو کالج سکول مشنوں نے بنائے ہیں ان کی غرض کیا ہے؟ بلکہ خود ساری تعلیم کا جو اس دجالی عہد میں دی جاتی ہے میلان صرف ایک ہی ہے کہ لوگوں میں مذہب کے ساتھ خدا کے ساتھ کوئی تعلق نہ رہے۔ اور اس تعلیم میں لالچ کیا ہے کہیں ملازمت مل جائے گی۔ صرف وہی روٹی کا سوال ہے۔

۵۔ دجال کا گذشتہ ارواح سے ملاقات اور باتیں کرنا

اس قدر دنیوی سامانوں کے اندر وہ فطرت کی اس آواز سے غافل نہیں کہ انسان کے لئے اس زندگی کے سوائے کوئی اور بھی زندگی ہے اس لئے سپر یچوئلزم کے نام کے ماتحت وہ یہ کرتب بھی دکھاتا ہے کہ کس طرح فوت شدہ ارواح سے ملاقات اور بات چیت ہو سکتی ہے۔ **و یبعث معہ الشیاطین علی صورۃ من قد مات من الاباء و الاخوان** کسی کا باپ فوت ہو گیا ہے کسی کا بھائی مر گیا ہے تو شیاطین اس کے ساتھ ہیں جو ان کی صورت اختیار کر کے آ جاتے ہیں **تکلم الناس** اور وہ باتیں بھی کر جاتے ہیں۔ یہ سپر یچوئلزم کا نقشہ جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر مخبر صادق صلعم نے کھینچا ہے کس قدر آپ صلعم کی زبردست قوت کشفی کی دلیل ہے۔ مکان خاص طور پر بنے ہوئے ہوتے ہیں ان میں خاص طور پر نہایت دھیمی روشنی کا انتظام کیا جاتا ہے پھر روح کو بلانے والے ہوتے ہیں جو بسا اوقات خود ہی اس اندھیرے میں آ کر اس روح کے رنگ میں متمثل ہو جاتے ہیں۔ اور دو چار باتیں کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور بعض وقت دیکھنے والا اپنی قلبی کمزوری سے ان تمام حالات سے جو ملاقات روح کے وقت پیدا کیے جاتے ہیں اس قدر متاثر ہو جاتا ہے جیسے ہمارے ملک میں بہت لوگ فرضی بھوتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ بہرحال خواہ اس سپر یچوئلزم کے نیچے کچھ حقیقت ہے اور خواہ نہیں۔ مخبر صادق صلعم نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر دجال کی ان کارروائیوں اور شعبدہ بازیوں کا نقشہ بھی کھینچ دیا تھا۔

۶۔ دجال کی پشت پر یہودیوں کی طاقت

نبی کریم صلعم کی دجال کے متعلق یہ پیشگوئی نہایت ہی زبردست شہادت ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح آنے والے واقعات کو تفصیلاً دکھا دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ آپ نے دجال کا مقام تو گرجا گھر بتایا اور قرآن کریم نے اس کا پتہ بھی ان الفاظ میں بتایا **و ینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا** ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ اور یہودیوں کو جو عداوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی اس کا نقشہ بھی کھول کھول کر کھینچا۔ یہاں تک کہ ان کی مقدس والدہ پر جو بہتانات لگاتے تھے ان کا ذکر بھی کیا **و قولھم علی مریم بھتانا عظیما** واقعی یہود کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عداوت اشد ترین عداوت ہے جو کسی قوم کو کسی شخص کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ **و القینا بینھم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیامۃ** یہودی ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانے میں اور اس سے پیشتر عیسائیوں کے ہاتھ سے دکھ اٹھا رہے تھے اور اٹھا چکے تھے۔ اور اس کے مدت بعد تک بھی۔ بلکہ یوں کہئے کہ یہ جب تک خروج دجال نہیں ہوا یہودی ان کے مظالم کا تختہ مشق بنے رہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مخبر صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں **معہ سبعون الف یھودی** اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ **اکثر من یتبعہ الیھود**۔ اس کے اکثر اتباع یہود میں سے ہونگے۔ **یخرج الدجال عدو اللہ و معہ جنود من الیھود** اللہ کا دشمن دجال خروج کرے گا اور اس کے ساتھ یہودیوں کے لشکر ہوں گے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ نبی کریم صلعم کے ارشادات

میں یہ کہیں نہیں کہ خود دجال یہودی ہو گا بلکہ صراحت سے عیسائی اقوام کو دجال قرار دیا ہے۔ اور ساتھ ہی قرآن کریم نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ عیسائیت ہمیشہ یہودیت پر غالب رہے گی۔ **و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ** جہاں حضرت عیسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ میں قیامت تک تیرے پیرؤں کو یعنی عیسائیوں کو تیرے منکروں یعنی یہودیوں پر غالب رکھوں گا مگر بایں آج یہ حقیقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور عجیب ترین واقعات میں سے ہے کہ عیسائی حکومتیں یہودیوں کے بل بوتے پر چل رہی ہیں اور بڑی بڑی سلطنتوں کے وزراء یہودیوں کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہودیوں کے ہاتھ میں روپیہ ہے اور وہ روپے سے حکومتوں کو امداد دیتے ہیں۔ خود انگریزی حکومت اپنی ساری عظمت و اقتدار کے باوجود یہودیوں کو اٹھا کر مسلمانوں کو علاقہ فلسطین میں تباہ کر رہی ہے۔ وہاں مسلمان مفلس ہو گئے ہیں۔ زمینیں ان کے ہاتھ سے نکل کر یہودیوں کے قبضہ میں جا رہی ہیں اور یہودی آ آ کر وہاں آباد ہو رہے ہیں **سبعون الف** (ستر ہزار) یہودی سے مراد کثرت ہے اور یہ مسلم ہے کہ عربی میں سات اور ستر کے الفاظ عدد کامل کے لئے ہیں اگر کسی کو یہ خبر نہ بھی ہو کہ اندرونی طور پر یہودی کس قدر انگریزی حکومت اور یورپ کی دیگر حکومتوں کی پشت پناہ بنے ہوئے ہیں تو انگریزی حکومت کا فلسطین میں لا کر ان کو آباد کرنا اس پیشگوئی کی صداقت کو آفتاب نصف النہار کی طرح دکھا رہا ہے۔ مگر یہود اور یورپ کی ملی ہوئی طاقت سے کسی مسلمان کے دل میں کچھ خوف پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر اسے یہ علم ہو کہ ان سب باتوں کی خبر اور اس کے ساتھ ہی اسلام کے آخری غلبہ کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو سال پہلے دے چکے ہیں۔

۷۔ عورتوں پر دجال کا اثر

یہ خبر بھی صاف الفاظ میں دی گئی ہے کہ دجال کا اثر عورتوں پر بھی ہو گا۔ جتنی انسان کی بہتری کی باتیں ہیں ان کے لئے انسان کی روح میں گو تڑپ موجود ہو مگر ان کے اختیار کرنے کے لئے ایک جدوجہد بکار ہوتی ہے جیسے انسان کو بلندی پر چڑھنے کے لئے خاص کوشش کرنی پڑتی ہے مگر اخلاقی طور پر انسان کے گرنے کے لئے یا بلندی سے پستی کی طرف آنے کے لئے طبائع جلد تیار ہو جاتی ہیں۔ یورپ نے جو عورتوں اور مردوں کے فحش تعلقات کے کھلے نظارے پیش کیے ہیں۔ رات دن تھیٹروں اور سینما میں جو کچھ نظر آتا ہے اور جس کی خاطر ہی زیادہ نوجوان ان کی طرف بھاگے چلے جاتے ہیں اور ننگی تصویریں' ننگے ناچ' نیم برہنہ لباس' ان چیزوں نے طبائع میں ان باتوں کی طرف ایک میلان پیدا کر دیا ہے۔ اور جب دن رات یہ نظارے آنکھوں کے سامنے ہوں تو طبائع کا اس اثر کو قبول کر لینا ایک قدرتی امر ہے۔ یورپ میں جو کچھ فواحش ہو رہے ہیں ان کی طرف سے طبائع میں تنفر کم ہو رہا ہے۔ زنا اور زنا کے مبادی کو اب زیادہ نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اور مردوں میں یہ میلان پیدا ہوتے ہوتے آخر عورتیں بھی اس سے متاثر ہونے لگی ہیں۔ کیا سچے الفاظ ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر مخبر صادق صلعم نے فرمائے **اخر من یخرج الیہ النساء** سب سے پیچھے عورتیں اس کی طرف نکلیں گی۔ عورتوں کی طبعی حیاء نے ایک مدت تک دجالیت کے ان فتنوں کا مقابلہ کیا مگر آخر وہ بھی اس کے اثر کے نیچے آ گئیں۔ اور گو ابھی وہ حالت نہیں جو اقوام یورپ میں ہو چکی ہے لیکن بہت سی ایسی ہیں جنہوں نے اسلامی حیا داری کو خیرباد کہہ کر بالکل مغربی نیم برہنہ پن اختیار کر لیا ہے اور کلبوں میں ہی نہیں بالوں (مردوں اور عورتوں کے مخلوط ناچ) میں جانا شروع کر دیا ہے۔ اگر اثر دجالیت اسی طرح غالب آتا گیا اور اسلامی تہذیب کی جگہ مغربی تہذیب لیتی گئی تو ایک دن وہی حالت مرد اور عورت کے تعلقات کی ہمارے ملک میں ہو گی جو آج یورپ میں ہے کہ زنا کاری اور اس کے مبادی سے نفرت باقی نہ رہے گی۔ یہ صحیح ہے کہ اسلام اس پردہ کیلئے عورتوں کو مجبور نہیں کرتا جو آج ہندوستان میں مروج ہے یہ درست ہے کہ اسلام عورت کو اپنے ہاتھ اور منہ کھلا رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ عورت اپنے کاروبار کے لئے اپنی ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہے۔ اور ہر ایک کام جس کی ضرورت انسانی مقتضی ہو کر سکتی ہے۔ مزدوری کر سکتی ہے' تجارت کر سکتی ہے' ملازمت کر سکتی ہے لیکن وہ عورتوں اور مردوں کے بلا ضرورت اختلاط کی اور ضروری اختلاط کے موقعوں پر تبرج کی اجازت نہیں دیتا۔ اور تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے محاسن کا اظہار ایسے رنگ میں کرے جو موجب فتنہ ہو۔ اور یہی تبرج اور مردوں اور عورتوں کا کھلا اختلاط ہی دجالیت کا وہ اثر ہے جو آج اعلیٰ طبقہ کی مسلمان خواتین پر بھی ہو رہا ہے۔ ایک اور رنگ میں دجالیت کا اثر مسلمان خواتین پر یوں ہو رہا ہے کہ مسلمانوں نے شریعت حقہ سے انحراف کر کے عورت سے طلاق حاصل کرنے کا حق چھین لیا ہے حالانکہ بروئے قرآن و حدیث عورت کو ان تمام وجوہ پر طلاق حاصل کرنے کا حق ہے جن وجوہ پر مرد کو حق حاصل ہے کہ عورت کو طلاق دے

۸۔ دجال اور اولاد زنا

مرد و عورت کے تعلقات میں یورپ نے جو غلطی کھائی ہے اس کا کھلا اثر حرامی بچوں کی کثرت ہے۔ جن سے آج یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے شہر بھرے پڑے ہیں اس کا انکشاف بھی قلب مبارک نبوی صلعم پر ہوا چنانچہ آپ نے فرمایا۔ **الا ان الدجال اکثر اتباعہ الیہود و اولاد الزنا** دیکھو سن رکھو کہ دجال کا اکثر گروہ اور اس کی پیروی کرنے والے یہودی اور حرامی بچے ہوں گے۔ بیشمار حرامی بچے تو وہ ہیں کہ ان کی دجالی قانون سے پردہ پوشی ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر زانی اور زانیہ کی شادی بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہو جائے تو ایسے بچے قانون انگریزی کی رو سے ولد الزنا نہیں کہلاتے۔ بلکہ اب تو قانون نے یہاں تک وسعت اختیار کر لی ہے کہ زانی اور زانیہ کبھی بھی شادی کر لیں ان کی پہلی ساری اولاد ولد الزنا کی حیثیت سے نکل جاتی ہے۔ ایسے ایسے قوانین کے باوجود لاتعداد بچے یورپ کے ہر بڑے شہر میں ولد الزنا کہلاتے ہیں اور جنگ عظیم کے دوران میں تو جو ایسے حرامی بچے پیدا ہوتے تھے وہ جنگ کے بچوں کے معزز نام سے ملقب ہوتے تھے۔ اور مرد اور عورت کے تعلقات کی جو حالت اب یورپ اور امریکہ میں ہوتی جاتی ہے اس کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ان اقوام کا قدم فاحشات کی طرف اسی سرعت سے اٹھتا چلا گیا تو عنقریب تہذیب کی بجائے وحشیانہ پن کی حالت عود کر آئے گی اور حرام و حلال کی تمیز انسانوں کے اندر سے اٹھ کر ان کی زندگیاں چارپایوں کی طرح ہو جائیں گی۔

۹۔ عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں پر مشابہت اختیار کرنا

دجال کے زمانہ کی یہ خصوصیت کہ عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کر لیں گی اور مرد عورتوں سے۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے سمجھ بھی نہ آ سکتی تھی۔ مگر آج یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ عورتوں نے مردانہ فیشن بالوں کا کٹوانا مردانہ لباس پہننا مردانہ شغل اور کھیلیں اختیار کر لئے ہیں اور مردوں نے ڈاڑھی مونچھ کا صفایا کر کے عورتوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہاں تک کہ مرد اور عورت میں تمیز کرنا بعض وقت مشکل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نظارے جب تک نبی کریم صلعم کو دکھائے نہیں گئے کوئی انسانی قیاس اس طرف نہ جا سکتا تھا جس کی بنا پر یہ کہا جا سکتا **و تشبہن بالرجل و تشبہ الرجال بالنساء**۔

۱۰۔ علاج امراض میں کمال

مخبر صادق صلعم نے ان اقوام کی خوبیوں اور ان کے عیوب سب کو روشن کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک پیشگوئی یہ بھی فرمائی کہ یہ لوگ علاج امراض میں کمال دکھائیں گے۔ **انہ یبری الاکمہ و الابرص و یحی الموتی** وہ اندھے اور کوڑھیوں کا علاج کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا' مردوں کو زندہ کرنے سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ ذلیل اقوام کو اٹھا کر بلند مقام پر پہنچا دے اور یہ بھی دجال کے کارناموں میں سے ہے' لیکن یہاں اس کا جوڑ بیماریوں کے علاج سے ہے اس لئے **یحی الموتی** سے مراد یہی ہے کہ ایسی ایسی بیماریوں کا علاج کرے گا کہ گویا مردے کو زندہ کر دیا۔ بیماریوں کے علاج میں واقعی ان اقوام نے کمال کر دکھایا ہے اور یہ اچھا فعل ہے لیکن آنحضرت صلعم نے ان امور کو فتن دجال میں گنا ہے جیسا کہ اس کی تیز رفتار زمنی اور آبی اور ہوائی سواریوں کو فتن میں رکھا ہے۔ اس لئے کہ ان چیزوں کی بنا پر یہ ایک گونہ خدائی تصرفات کا دعویٰ کر رہے ہیں اور بعض نیک کاموں کو جیسے مثلاً ہسپتالوں یا سکولوں کالجوں کا قائم کرنا بری اغراض یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

۱۱۔ دجال کی وسوسہ اندازی

گو اوپر جو کچھ بیان ہوا اس سے ظاہر ہے کہ دجال تلوار کے زور سے یا جبر سے کسی کو گمراہ

نہیں کرے گا بلکہ طرح طرح کے لالچ دے کر اور دنیا کی زیب و زینت اور دنیا کے عیش کے سامان دکھا کر لوگوں کو باطل کی طرف بلائے گا اور اپنے تصرفات نیچر اور اپنے علوم سے لوگوں پر تصرف حاصل کرے گا۔ لیکن آنحضرت صلعم نے اس بات کو اور بھی صاف کیا ہے اور بتا دیا ہے کہ دجال کا سب سے بڑا ہتھیار وسوسہ اندازی ہے۔ **من سمع بالدجال فلینا عنہ فو اللہ ان الرجل لیاتیہ و ھو یحسب انہ مومن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبھات** جو شخص دجال کی خبر سنے اس سے الگ رہنے کی کوشش کرے کیونکہ ایسا ہو گا کہ ایک آدمی اپنے آپ کو مومن یقین کرتا ہوا اس کے پاس آئے گا لیکن وہ اس کے دل میں اس قسم کے شبہات پیدا کرے گا کہ وہ اس کا متبع ہو جائے گا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جس قدر وسوسہ اندازی سے کام یوروپین اقوام نے لیا ہے اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ ایسی ایسی باریک راہوں سے وسوسہ اندازی کرتے ہیں کہ دوسرے انسان کا وہم و گمان بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان کے خیالات درست یا غلط ہو سکتے ہیں مگر ان اقوام نے تعلیمی کورس ایسے رکھے ہیں کہ ان کو اس بات کی بھی پروا نہیں کہ ان باتوں سے عیسائیت پر زد پڑتی ہے بلکہ ان کی اصل غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص اپنے مذہب پر قائم نہ رہے اس لئے باوجود خدا کی ہستی کے قائل ہونے کے خدا کی ہستی کے متعلق بھی وساوس پیدا کرنا ان کا کام ہے باوجود وحی اور رسالت کے قائل ہونے کے باوجود حیات بعد الموت کے قائل ہونے کے مختلف پیرایوں میں ان امور کے متعلق بھی شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات ایک خیال کی یا ایک شخص کی تعریف بھی کریں گے تاکہ پڑھنے والا یہ خیال کرے کہ یہ بڑے انصاف پسند ہیں مگر اسی تعریف کے اندر نیش زنی بھی کر دیں گے کہ انسان کے دل سے ایک عقیدہ یا ایک برگزیدہ انسان کا احترام بالکل اٹھ جائے۔ غرض ان کی جس قدر صفات بیان ہوئی ہیں ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ دجال وسوسہ اندازی سے لوگوں کو حق سے پھیرے گا۔ اور یہی یوروپین اقوام کی بین خصوصیت ہے۔

۱۲۔ دجال کا ظہور اور غلبہ کل روئے زمین پر ہو گا

دجال کی صفات میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ کل روئے زمین پر پھر نکلے گا۔ **لا یبقی شئی من الارض الا وطئہ و ظھر علیہ** ۔ زمین کا کوئی حصہ نہ رہ جائے گا جس کو وہ پامال نہ کرے گا اور اس پر غالب نہ آ جائے گا۔ اور پھر دجال کی زبان کے یہ الفاظ **لا ادع قریتہ الا ھبطتھا** کوئی ایسی انسانی بستی نہیں ہو گی جہاں میں نہ داخل ہوں گا نہ صرف نبی کریم صلعم کی کامل قوت کشفی کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دجال ایک آدمی کا نام نہیں بلکہ ایک بڑے بھاری گروہ یا بڑی بھاری قوم کا نام ہے جس کے افراد ہر جگہ پہنچ جائیں کیونکہ ایک انسان کے لئے خواہ وہ کتنا بھی تیز رفتار ہو۔ یہ ناممکن ہے کہ جو کچھ دجال کے متعلق لکھا ہے وہ سب باتیں ایک فرد میں پوری ہو سکیں کہ وہ اپنی جنت و نار کو بھی ہر جگہ دکھلائے اور لوگوں کے سامنے اپنے دعاوی کو پیش کرے اور جو اسے قبول کرے اسے خوشحال کرتا چلا جائے اور اپنے مخالفین کو مصائب میں مبتلا کرتا چلا جائے۔ پھر کوئی بستی اس کے ورود سے خالی بھی نہ رہے۔ ایک فرد کیلئے یہ ناممکن محض ہے کیونکہ یہ سوال صرف تیز رفتاری کا نہیں بلکہ سوال دعوت دینے کا لوگوں کو کچھ کہنے کا انہیں انعام یا سزا دینے کا ہے جب ہر بستی میں یہ ہونا ہے تو ایک بستی سے دوسری بستی تک جانے میں خواہ کتنا ہی کم وقت لگے گا لیکن دعوت دینے میں اور اس کے لوازمات میں یقیناً وقت خرچ ہو گا۔ اگر ایک گھنٹہ بھی وہ ایک انسانی بستی میں ٹھہرے تو صرف ہندوستان کے سات لاکھ گاؤں میں پھرنے کیلئے ہی ایک سو سال کا عرصہ بکار ہے اور سارے ملکوں میں پھرنے کیلئے ہزار ہا سال کی مدت بکار ہے لیکن اگر انہی باتوں کو قوم پر چسپاں کیا جائے تو یہ سب باتیں آسانی سے سمجھ ہی نہیں آ جاتیں بلکہ آج بطور واقعہ کے ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہیں اور نبی کریم صلعم کی قوت کشفی کے کمال کو حق الیقین کے طور پر دکھا رہی ہیں۔ کہیں ان اقوام کی تیز رفتاری کا مشاہدہ ہو رہا ہے کہ چالیس کیا دس دنوں کے اندر ساری روئے زمین کا چکر لگا رہی ہیں۔ کہیں ان کے ایک ایک بستی میں پہنچنے اور اس پر کامل تصرف کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ کہیں ان کی روٹیوں کے پہاڑوں کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ کہیں ان کی عیش پرستیاں نظر آتی ہیں کہیں ان کے تصرفات کا نظارہ ہے کہیں ان کی تعلیم کا جال نظر آتا ہے جس سے وساوس پیدا کیے جا رہے ہیں۔ کہیں ہسپتال بنا کر لوگوں کی ہمدردی اپنے ساتھ کر رہے ہیں۔ کہیں مسمریزم کے کرشمے دکھا رہے ہیں۔ غرض ایک قوم یا چند اقوام کو ان کا مصداق قرار دو تو سب باتیں صاف ہیں مگر ایک فرد واحد اسے ٹھیرا کر کوئی بات بھی سمجھ نہیں آ سکتی۔ یہی کل روئے زمین پر پھرنے اور سب پر غالب آنے کی پیشگوئی لے لی جائے۔ اگر ایک فرد واحد ہی اس کا مصداق ہو تو کروڑوں اعیان کے بغیر وہ اپنے اس تصرف کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ لازماً اس کی مصداق قوم ہی ہو گی۔ بہرحال یہ پیشگوئی کہ دجال روئے زمین کی ساری انسانی بستیوں میں پھر نکلے گا اور ساری زمین پر غالب آ جائے گا آج صراحت کے ساتھ یورپ کی اقوام میں ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہے۔ کب تک ہم آنکھیں بند کر کے ایک خیالی دجال کے منتظر رہیں گے خود ساری روئے زمین پر غلبہ کا خیال اور ایک ایک گاؤں میں پھر نکلنے کا خیال اور بالخصوص آج سے تیرہ سو سال پیشتر انسان کے دماغ میں نہ آ سکتا تھا۔ مگر آج غور کر کے دیکھو کونسے ملک میں کونسی بستی ہے جہاں دجال پھر نہیں نکلا۔ صحراؤں اور جنگلوں میں چھوٹے اور بڑے جزائر میں، پہاڑوں اور وادیوں میں، کونسا مقام باقی رہ گیا ہے جہاں دجال کا گذر نہیں ہوا۔ انسان کے تو وہم میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ رہے ہیں اور جو انسان ان واقعات کو دیکھے گا اس کے سر بے اختیار آنحضرت صلعم کی قوت کشفی کے کمال کے سامنے جھک جائے گا اور وہ پکار اٹھے گا کہ یہ انسانی قیاس اور انسانی تخیل کی باتیں نہیں بلکہ علم غیب کا زبردست انکشاف ہے جو خدا نے اپنے رسول صلعم پر کیا۔

احادیث میں یاجوج ماجوج کا ذکر اور انہی کا دجال ہونا

میں شروع میں دکھا چکا ہوں کہ قرآن کریم نے سورہ کہف کے آخر میں یاجوج ماجوج کے ذکر کے اندر ہی عیسائی اقوام کا ذکر شروع کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہی عیسائی اقوام کو ہی اس نام سے پکارا گیا ہے اور بائیبل نے تو بصراحت بتا دیا ہے کہ یاجوج ماجوج روس اور دیگر اقوام یورپ ہیں۔ احادیث یاجوج ماجوج کے متعلق ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ گویا بروئے حدیث یہ کوئی خاص قسم کی مخلوق ہے۔ حالانکہ بہت سی احادیث میں صاف طور پر یہ ذکر آتا ہے کہ وہ ہماری طرح انسان ہی ہیں۔ **ان یاجوج و ماجوج من ولد ادم** (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۱۵۸) یاجوج و ماجوج آدم کی اولاد میں سے ہی ہیں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام کی طرف وحی کرے گا۔ **انی قد اخرجت عبادا لی لا یستطیع قتلھم الا انا** (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۳۰۲۱)۔ میں نے اپنے کچھ بندے پیدا کیے ہیں جن کے قتل کی میرے سوائے کسی کو طاقت نہیں۔ ایسا ہی ان کے اولاد آدم ہونے پر دیکھو کنز العمال جلد ۷ نمبر ۳۰۲۲۔ یہ غلط فہمی کہ وہ کوئی اور قسم کی مخلوق ہے شاید حدیث کے اس بیان سے پیدا ہوئی ہے کہ وہ زمین کا سارا پانی پی جائیں گے۔ **و یشربون میاہ الارض حتی ان بعضھم لیمر بالنھر فیشربون ما فیہ حتی یترکوہ یبسا** (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲۱۵۷) وہ زمین کے پانی پی جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض دریا پر گزریں گے تو جو کچھ اس میں ہے سب پی جائیں گے۔ یہاں تک کہ اسے خشک چھوڑ دیں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ یاجوج ماجوج کا پہلا حصہ بحیرہ طبریہ پر گذرے گا تو وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے **فیمر صدر یاجوج و ماجوج علی بحیرۃ الطبریہ فیشربونھا** (کنز العمال جلد ۷ نمبر ۳۰۲۱) اور یہ عجیب بات ہے کہ تمیم داری والی حدیث میں دجال بھی تمیم داری سے بحیرہ طبریہ کے متعلق ہی سوال کرتا ہے **اخبرونی عن بحیرۃ الطبریتہ.... ھل فیھا ماء** (کنز العمال جلد نمبر ۷ ۲۰۲۷) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دجال اور یاجوج ماجوج ایک ہی ہیں لیکن دجال یا یاجوج ماجوج کے پانی پی جانے سے مراد اصل یہی ہے کہ زندگی کے تمام سامان ان کے قبضے میں ہوں گے کیونکہ پانی زندگی کا سب سے پہلا سامان ہے۔ اور یہ بات کہ دجال اور یاجوج ماجوج دونوں کا ذکر اس امت میں آنے والے مسیح کے ذکر میں کیا گیا ہے یہ بھی ان کے ایک ہونے پر دلیل ہے۔ اور ذرا غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ دجال اور یاجوج ماجوج دونوں کا ذکر قریبا ایک ہی مفہوم کو مختلف الفاظ میں ادا کر رہا ہے۔ دونوں کے متعلق یہ ذکر ہے کہ ان کی زمینی طاقت کمال کو پہنچی ہوئی ہو گی۔ ہر ایک قسم کے سامانوں پر ان کا تصرف ہو گا۔ ان کے مقابلہ کی طاقت کسی

(بقیہ صـ۷ کالم ـ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

از: مولٰینا عبدالمنان عمر

اُمۃ الرحمٰن عُمر کی یاد میں

بے حد رحم و کرم اور محبت کرنے والے خدائے رحمان کی عبادت گذار اور فرمانبردار، حضرت مولانا حکیم نورالدین علیہ الرحمۃ کی بہو، حضرت مولٰینا شیر علی صاحب مترجم قرآن انگریزی کی صاحبزادی اور میری رفیقہ حیات ۱۵ جولائی ۱۹۹۰ء کو ۷۵ برس کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحومہ نیک سیرت، خیرخواہ، غمگسار، باہمت، باوقار، ذہین و فطین اور نہایت قابل ماہر تعلیم خاتون تھیں۔ انہوں نے میٹرک کی تعلیم قادیان کے نصرت گرلز سکول میں حاصل کی بی اے پنجاب یونیورسٹی سے اور بی ٹی میکلگن ٹریننگ کالج برائے خواتین، لاہور سے اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ اور نصرت ہائی سکول قادیان میں ہیڈ مسٹریس لگ گئیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کیا بلحاظ ڈسپلن، تعلیم و تربیت، اعلیٰ دینی اور اخلاقی شہرت کے اس ادارے کو اپنے علاقے کا بہترین سکول بنا دیا۔

مرحومہ نے محنت اور لگن سے ایک مہم چلائی کہ پورے قادیان میں کوئی لڑکی یا خاتون ایسی نہ رہے جو خواندہ نہ ہو اور اللہ کے فضل و کرم سے اپنے اس مقصد اور کوشش میں پوری طرح کامیاب ہوئیں۔

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی اُمید

ان کے سکول کی ہر طالبہ نماز باترجمہ اور قرآن باترجمہ جانتی تھی۔ شعائر اسلام سے آگاہ اور امور خانہ داری سے واقف ہوتی۔ ان کا سکول یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحانات میں نمایاں طور پر بلند حیثیت رکھتا تھا۔ انگریزی کا مضمون وہ خود پڑھاتی تھیں اور ان کے مضمون میں کوئی طالبہ کبھی فیل نہ ہوتی۔

تقسیم ملک کے بعد جب وہ قادیان سے لاہور پہنچیں تو سخت کسمپرسی کا عالم تھا۔ لیکن اس کے باوجود مرحومہ نے جلد ہی تجویز پیش کر دی کہ ہمیں یہاں پھر سے اپنا سکول کھول دینا چاہیے جواب واضح تھا کہ یہاں لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ تو ملتی نہیں سکول کا اجراء کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے نصرت گرلز ہائی سکول پھر سے قائم ہو گیا۔ بعد میں انہوں نے گورنمنٹ کے محکمہ تعلیم سے مل کر اور اپنے ذاتی اثر و رسوخ کو کام میں لا کر لاہور کے ایک سکول کی وسیع اور اعلیٰ درجہ کی عمارت کو سکول کے لیے حاصل کر لیا۔ یہ تعلیمی اور انتظامی جدوجہد ابھی جاری تھی کہ جماعت قادیان کا صدر دفتر لاہور سے ربوہ ضلع جھنگ منتقل ہو گیا۔ بفضلہ تعالیٰ یہ مرحومہ کی علمی اور انتظامی قابلیت اور کوشش تھی کہ انہوں نے ربوہ جا کر از سر نو پہلے کچی سرکنڈے کی چھت والی بارکوں میں سکول جاری کر دیا پھر جلد ہی سکول کو عمدہ پختہ عمارت بھی مل گئی اور مرحومہ نے اسے اس کی سابقہ روایات کے مطابق بلند اور باعزت مقام پر پہنچایا۔

ایم۔ اے عربی کا امتحان انہوں نے قیام پاکستان کے بعد پرائیویٹ طور پر دیا اور یونیورسٹی میں اول آئیں۔ اور ریکارڈ قائم کیا۔ انعام کے طور پر متعدد تمغے اور نقد رقوم حاصل کیں۔

تعلیم و تعلم اور انتظامی فرائض کی سرانجام دہی میں اس قدر مصروف زندگی کے باوجود انہوں نے بچوں کی دیکھ بھال، نگرانی اور تعلیم و تربیت، باورچی خانہ، مہمان نوازی، خانگی فرائض کی سرانجام دہی، اقربا سے ملنے، ان کی خوشیوں اور غمی میں شرکت، غربا پروری اور دلداری میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

مرحومہ تہجد گذار تھیں۔ حج بیت اللہ سے مشرف تھیں۔ دو دفعہ عمرہ کے لیے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جانے کا موقع میسر آیا۔ پانچوں نمازیں حتی الوسع اول وقت میں ادا کرتی تھیں۔ ان کے مشوروں میں خلوص، علم اور دیانت کا بڑا دخل ہوتا تھا۔

زندگی کے آخری بارہ برس انہوں نے حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے فرمودہ ترجمہ اور تفسیر قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور انہیں انگریزی زبان میں منتقل کرنے اور تبویب مسند احمد بن حنبل کے کٹھن کام میں گذارے۔

میری رفیقہ حیات کی وفات حسرت آیات پر بڑی تعداد میں احباب جماعت، دوستوں عزیزوں اور ہم سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے تار، خطوط اور پیغامات کے ذریعہ ہمارے اس غم میں شریک ہو کر اس کی شدت کو کم کیا۔ ہم ان سب کے شکر گذار ہیں۔ ہم حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے بطور خاص ممنون ہیں جنہوں نے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی احمدیہ قبرستان دارالسلام میں مرحومہ کی تدفین کے جملہ انتظامات کے احکامات صادر فرمائے جزاکم اللہ۔

اخبار احمدیہ

- الحمد للہ امیر جماعت حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب حسب معمول خدمات دینیہ اور جماعتی امور کی راہنمائی میں مصروف کار ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لیے خصوصی دعائیں کریں۔

محترم عبدالرزاق صاحب

محترم عبدالرزاق صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ ۱۰ فروری کو بذریعہ ٹرین واپس ممبئی تشریف لے گئے ہیں۔ موصوف ۲۲ دسمبر ۹۰ء کو سالانہ دعائیہ میں شرکت کے لیے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ۲۹ دسمبر کو بین الاقوامی مشاورتی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔

وفات

ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر شائع کر رہے ہیں کہ راولپنڈی کے ہمارے نہایت مخلص بھائی چوہدری عبدالواحد صاحب کی رفیقہ حیات ۴ فروری کو رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تعزیت کے لیے پتہ

چوہدری عبدالواحد

۶۴۹/۱۲ اڈہ نزد فیکٹری کوارٹرز آر۔ اے بازار راولپنڈی چھاؤنی

سر ونسٹن چرچل اور مولینا آفتاب الدین احمد صاحب

کے مابین یاجوج ماجوج کے بارے میں دلچسپ خط و کتابت

عزت مآب جناب ونسٹن چرچل

وزیراعظم

۱۰۔ ڈاؤننگ سٹریٹ، لندن۔ انگلستان

جناب عالی!

میں آپ کے قیمتی وقت میں مخل ہونے پر معذرت خواہ ہوں۔ ہم نے اخبارات میں لارڈ میئر لندن کی ضیافت میں جو ۹ نومبر ۱۹۵۱ء کو منعقد ہوئی آپ کی بصیرت افروز تقریر پڑھی جس میں آپ نے یاجوج ماجوج پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

مذہبی روایات کے ایک طالب علم کی حیثیت سے جو مسلمانوں اور عیسائیوں میں مشترکہ ہیں آپ نے اپنی تقریر میں جن باتوں کی تفصیل پیش کی ہے ہمارے لیے کافی دلچسپ اور معلومات سے پُر ہیں۔

ہم آپ کے ممنون ہوں گے اگر آپ مختصر یہ بتا سکیں کہ یاجوج ماجوج کے متعلق آپ کی یہ معلومات کس ذرائع سے آپ کو حاصل ہوئیں۔ ایک مرتبہ پھر آپ کے وقت میں مداخلت کرنے پر معذرت خواہ ہوتے ہوئے آپ کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص

آفتاب الدین احمد

دفتر ہائی کمشن برائے برطانیہ عظمیٰ

۴۔ ریس کورس روڈ۔ لاہور

۹۔ جنوری ۱۹۵۲ء

مجھے دولت مشترکہ کے سیکرٹری لارڈ اسمے نے ہدایت کی ہے کہ عزت مآب جناب ونسٹن چرچل کے نام آپ کے خط مؤرخہ ۲۹ نومبر کا جواب دوں۔

میں یہ کہوں گا کہ محترم چرچل صاحب نے گلڈ ہال کی تقریر میں یاجوج ماجوج کے متعلق اشارۃً جن باتوں کا ذکر کیا تھا اس میں سے کچھ تو انہوں نے حافظہ سے کہی تھیں اور کچھ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا سے لی تھیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا سے ایک اقتباس مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آپ کو ارسال کر دوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ اقتباس آپ کے سوال کے جواب میں ممد ثابت ہو گا۔ اور آپ کے لیے مفید بھی ہو گا۔

آپ کا تابعدار

ٹی ڈبلیو کیمبل

ڈپٹی ہائی کمشنر

بنام آفتاب الدین احمد

سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا سے اقتباس

"یاجوج ماجوج کے نام بائیبل میں متعدد بار آتے ہیں اور پھر بعد میں یہ نام گلڈ ہال لندن میں نصب دیوہیکل مجسموں کو بھی دیئے گئے۔ کتاب پیدائش کے مصنف نے ماجوج کا ذکر یافث کے بیٹے کے حوالے سے کیا ہے۔ حزقیل نے یاجوج کا ذکر ماجوج کے سردار کے حوالے سے کیا۔ جو دور شمال بعید میں ایک خطرناک حکمران تھا اور جو اسرائیل کے خلاف فارسیوں، آرمینیوں اور سمیریوں کا اتحادی تھا۔ یاجوج ماجوج قدیم عہدنامے کے الہاموں میں مترادف اصطلاح کے طور پر "خدا کی بادشاہت" کے تمام مستقبل کے دشمنوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ ماجوج کا نام عام طور پر کوہ قاف کے شمال میں بسنے والے نامعلوم نسلوں کو بھی دیا جاتا ہے جنوں کی وہ نسل جو البیون میں آباد تھی ان میں سے آخری دو بچنے والے کے مجسمے گلڈ ہال کے دیو ہیں۔ (البیون برطانیہ کا پرانا یونانی اور رومی نام تھا۔) بروٹ اور اس کے ٹرائے کے ساتھیوں نے بالآخر ان دیوؤں پر غلبہ پا لیا اور ان میں سے آخری دو کو قیدی بنا کر لندن لے آئے جہاں ان دونوں کو بطور خدمت گذار محل کے صدر دروازے پر متعین کر دیا گیا۔ یہ تو ٹیکسٹن کا بیان ہے۔

ایک اور بیان کے مطابق ایک جن یا جوج ماجوج ہے اور دوسرا برطانوی دیو کورینیس تھا جس نے اس کو مار دیا۔ یہ دونوں دیوہیکل مجسمے لندن میں ہنری پنجم کے زمانے سے موجود ہیں اس سے پہلے یہ مجسمے ۱۶۶۶ء کی عظیم آگ میں خاکستر ہو گئے تھے۔ ان کی جگہ ۱۷۰۸ء میں ۱۴ فٹ اونچے نئے مجسمے تعمیر کئے گئے۔ قدیم بت بید اور کاغذ کو جوڑ کر بنائے گئے تھے اور انہیں لارڈ میئر کے میلوں میں لندن کی گلیوں میں پھرایا جاتا تھا۔ اور ان پرانے مجسموں کی تصاویر ۱۸۴۴ء کی نمائش میں دکھائی گئی تھیں۔ نئے تعمیر کردہ مجسمے لندن پر ۱۹۴۰ء کی بمباری میں تباہ ہو گئے تھے۔"

بنام ڈپٹی ہائی کمشنر برطانیہ، ۴ ریس کورس روڈ۔ لاہور

جناب عالی! میں آپ کے خط نمبری ۴/۲۴/۵۲/۵ مورخہ ۹ جنوری ۵۲ء کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو عزت مآب جناب ونسٹن چرچل کی طرف سے لکھا گیا تھا۔ میں بعد احترام یہ کہنے کی اجازت چاہوں گا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا جو اقتباس آپ نے براہ کرم خط کے ہمراہ ارسال کیا ہے وہ ان باتوں کو پوری طرح بیان نہیں کرتا جو محترم چرچل صاحب نے اپنی گلڈ ہال کی تقریر میں بیان کیں بہرحال یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ چرچل صاحب نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے کچھ باتیں اپنی یادداشت سے بیان کیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یادداشت تخلیق کا نتیجہ نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ پیشتر ازاں گرد ہونے والے تجربات کو نہ صرف محفوظ کر لیتا ہے بلکہ انہیں دوبارہ بیان کر دیتا ہے ظاہر ہے کہ جناب چرچل صاحب نے یاجوج اور ماجوج کے سلافی اور ٹیوٹانی نسلوں سے ان کے تعلق کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ ایسے ذرائع سے حاصل کیے گئے جواب واضح طور پر انہیں یاد نہیں۔ شاید ہمارے لیے یہ اچنبے کی بات نہ ہو کہ یہ باتیں اسلامی حوالے سے آئی ہیں ان کے علاوہ کوئی اور ذریعہ کے متعلق ابھی تک تو شہادت نہیں مل سکی۔ ہم آج کی ڈاک سے آپکے پتہ پر حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کی مسیح الدجال یا جوج و ماجوج" کی ایک کاپی اور لائٹ کا شمارہ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۱ء ارسال کرنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ ان دونوں میں اس موضوع پر تفصیلی بحث موجود ہے ......

آپکا مخلص، آفتاب الدین احمد

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

قرآن مجید کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو

جب تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کر لو اور خدا کے آستانہ پر گرو

پس مبارک وہ جو خدا کے لیے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں

"میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کے سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے، بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے تم راستباز اس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیں گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے کلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں نہیں بلکہ یک دفعہ گریں گے اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد سے قائم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔"

"یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہش مند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد کہا جاتا ہے مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے۔ بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حی قیوم خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپروا ہیں اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے

مبارک ہو اس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں۔ سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنی کلام میں سکھلایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں۔ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلاویں۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائے گا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں۔ اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤں گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائے گا۔ وہ خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھا دے گا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔"

"اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورہ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو۔ اس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود آ جائے گا۔ اس دودھ کے لئے تم بچہ کی طرح رونا شروع کرو کہ دودھ پستان سے خود بخود اتر آئے گا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ، بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر ان کے لئے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں

(بقیہ صـ۳۷ پر)

اسلام نے روزے کو ایک نیا مفہوم دیا

ایک عالمگیر نظام

قرآن مجید میں روزے کے مضمون پر صرف ایک جگہ روشنی ڈالی گئی ہے ۔ یعنی سورۃ بقرہ کے ۲۳ ویں رکوع میں اگرچہ دوسرے موقعوں پر بعض حالات میں بطور کفارہ یا فدیہ روزہ رکھنے کا ذکر آتا ہے ۔ یہ رکوع اس ذکر سے شروع ہوتا ہے کہ روزے کا نظام ایک عالمگیر نظام ہے ۔ فرمایا:

یاایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون○

" اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے ان لوگوں کے لئے جو تم سے پہلے تھے فرض کئے گئے تاکہ تم متقی بن جاؤ " (البقرۃ ـ ۱۸۳)

آیت بالا میں الفاظ **کما کتب علی الذین من قبلکم** کی صداقت کا ثبوت مذہبی تاریخ سے ملتا ہے ۔ روزہ رکھنے کا عمل کم و بیش عالمگیر عمل ہے ۔ اور قریب قریب تمام اعلیٰ مذاہب میں جو خدا کی طرف سے آئے پایا جاتا ہے ۔ اگرچہ تمام مذاہب میں اس پر یکساں زور نہیں دیا گیا ۔ اور اس کے طریقہ اور اغراض و مقاصد میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے ۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے کہ :

" اس کے طریقے اور اس کی اغراض ' آب و ہوا ' قوم و نسل اور تہذیب و تمدن اور دوسرے حالات کے پیش نظر بہت کچھ مختلف ہیں لیکن کسی ایسے قابل ذکر مذہبی سلسلے کا نام لینا مشکل ہے جس میں روزہ سے کلیتہ انکار کیا گیا ہو اور اسے تسلیم نہ کیا جاتا ہو " (مضمون روزہ)

انسائیکلو پیڈیا کے نامہ نگار کے نزدیک صرف کنفیوشزم ہی ایک استثناء ہے جس میں روزہ نہیں پایا جاتا ۔ زرتشتی مذہب جسے بعض اوقات ایک دوسرا استثناء سمجھا جاتا ہے ان کے ہاں بھی کم از کم پروہتوں کو یہ حکم ہے کہ سال میں پانچ سے کم روزے نہ رکھیں ۔ موجودہ عیسائیت اگرچہ آج اس قسم کی مذہبی عبادات کو چنداں اہمیت نہیں دیتی تاہم بانی مسیحیت نے نہ صرف خود چالیس دن کے روزے رکھے اور ایک سچے پکے یہودی کی طرح کفارہ کے دن Day Of Atonement بھی روزہ رکھا بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی روزہ رکھنے کی تلقین کی :

" اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں .... بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو " (متی باب ۶ آیت ۱۶ ـ ۱۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے شاگرد روزہ رکھتے تھے لیکن اس قدر کثرت سے نہیں جس قدر " یوحنا بپتسمہ دینے والے " کے شاگرد رکھتے تھے ۔ اور جب آپ سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں ان میں سے چلا جاؤں گا یہ زیادہ کثرت سے روزہ رکھا کریں گے (لوقا باب ۵ آیت ۳۳ ـ ۳۴) ۔ ابتدائی عیسائیوں کے متعلق بھی ذکر آتا ہے کہ وہ روزہ رکھا کرتے تھے (اعمال باب ۱۳ آیت ۲ ' ۳) ۔ بلکہ سینٹ پال نے بھی روزہ رکھا ۔ (کرنتھیوں باب ۶ آیت ۵)

اسلام نے روزے کو ایک نیا مفہوم دیا

کروڈن کا اپنی کتاب " بائبل کن کارڈینس " میں یہ لکھنا کہ روزہ قوموں میں ماتم ' غم مصیبت کے وقت رکھا جاتا تھا واقعات کی رو سے صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ یہود میں عام طور پر ماتم یا غم کی نشانی کے طور پر روزہ رکھا جاتا تھا ۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کے متعلق ذکر آتا ہے کہ آپ نے اپنے کم سن بچے کی علالت کے دوران میں سات دن کے روزے رکھے (۲ سموئیل باب ۱۲ ـ آیت ۱۶ ـ ۱۸) اور ماتم کے نشان کے طور پر روزے کا ذکر ا سموئیل (باب ۳۱ آیت ۱۳) اور دوسرے مقامات پر آتا ہے ۔ یوم کفارہ (Day of Atonement) کے علاوہ جو شریعت موسوی میں روزہ کا دن مقرر کیا گیا تھا (لاوی باب ۱۶ آیت ۲۹) لوگوں کو حکم تھا کہ وہ اپنے نفوس کو " مشقت میں ڈالیں " جبکہ مذہبی پیشوا انہیں گناہوں سے پاک صاف کرنے کے لئے ان کے لئے کفارہ کرتے تھے ۔ خروج کے بعد بہت سے دوسرے دنوں میں روزہ رکھنے کا رواج ہو گیا جو یہود کی سلطنت کے زوال کے سلسلہ میں بہت سے اندوہناک واقعات کے رونما ہونے کی یاد میں رکھے جاتے تھے (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا) ان میں سے چار دن باقاعدہ روزہ کے دن ہو گئے ۔ جو یروشلم کے محاصرہ کی ابتدا ' اس کے مفتوح ہونے اور ہیکل کی تباہی اور گدالیہ کے قتل کی یادگار میں رکھے جاتے تھے (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا) ۔ اس طرح عام طور پر کسی مصیبت یا کسی افسوسناک واقعہ کی یادگار روزہ سے قائم کی جاتی تھی ۔ حضرت موسیٰؑ کا چالیس دن روزے رکھنا جس پر حضرت عیسیٰؑ نے بھی بعد میں عمل کیا صرف ایک ہی استثنائی صورت معلوم ہوتی ہے اور یہ روزے وحی کے آنے سے پہلے بطور تمہید رکھے گئے تھے ۔ عیسائیت نے روزہ کے متعلق کوئی جدید مفہوم پیش نہیں کیا ۔ اور حضرت مسیحؑ کے یہ الفاظ کہ " جب دولہا ان سے جدا کیا جائے گا تب ان دنوں میں وہ روزہ رکھیں گے (لوقا باب ۵ ـ آیت ۳۵) روزہ کے اس یہودی تصور کی تائید کرتے ہیں جو کسی ماتم یا قومی صدمہ سے تعلق رکھتا ہے

کسی غم یا کسی مصیبت کے وقت روزہ کے ذریعے اپنے نفس پر اختیاری تکلیف وارد کرنے کی تہ میں ناراض معبود کو خوش کرنے اور اس کے رحم کو جوش میں لانے کا تصور پایا جاتا ہے ۔ یہ خیال کہ روزہ ایک توبہ کی صورت ہے اسی تصور کی ایک تدریجا ترقی یافتہ صورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مصیبت یا دکھ کو کسی گناہ کا نتیجہ ہی سمجھا جاتا تھا اور اس طرح سے روزہ دل کی تبدیلی کی جو ندامت سے پیدا ہو ایک ظاہری علامت بن گیا ۔ لیکن اسلام نے اس عمل کو ایک نہایت بلند مفہوم دیا ہے ۔ اختیاری ریاضت کے ذریعے خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرنے یا اس کے رحم کو جوش میں لانے کے تصور کو اسلام نے قطعاً مسترد کر دیا ۔ اور اس کی بجائے افراد یا قوم کے حالات سے قطع نظر باقاعدہ اور مسلسل روزوں کا نظام قائم کر کے اس کو نماز کی طرح انسان کے باطنی قوے کے ارتقا کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے ۔ اگرچہ قرآن مجید بعض حالات میں احکام شرعی کے توڑنے پر تلافی مافات یا کفارہ کے طور پر روزے رکھنے کا ذکر کرتا ہے لیکن یہ ماہ رمضان کے فرضی روزوں سے بالکل جداگانہ چیز ہے ۔ اور ان کو کسی خیراتی کام مثلاً غرباء کو کھانا کھلانے یا ایک غلام کو آزاد کرنے کی متبادل صورت کے طور پر بیان کیا ہے ۔ روزے کا نظام اسلام میں ایک اعلیٰ پایہ کی روحانی ' اخلاقی اور جسمانی تربیت کا حکم رکھتا ہے ۔ اور اس کی وضاحت اس امر سے ہوتی ہے کہ اس کی ہیت اور اس کی غرض و غایت دونوں میں تبدیلی کر دی گئی ہے ۔ اس نظام کو مستقل قرار دے کر مصیبت ' دکھ یا گناہ کے تمام تصورات سے اس کو الگ کر دیا ہے ۔ اور اس کا اصل مقصد **لعلکم تتقون** کے بلیغ الفاظ میں بیان فرمایا ہے ۔ لفظ اتقا جس سے تتقون مشتق ہے ' کے معنی ہیں ایک چیز کی ان امور سے حفاظت کرنا جو اس کو نقصان یا ضرر پہنچائیں ۔ یا اپنے نفس کو ان امور سے بچانا جن کے قبیح نتائج کا خوف دامنگیر ہو (راغب) لیکن اس کے علاوہ یہ لفظ قرآن مجید میں فرائض کی انجام دہی پر بھی آزادانہ استعمال ہوا ہے جیسے سورۃ النساء آیت ۱ میں جہاں لفظ **ارحام اتقوا** کا مفعول واقع ہوا ہے ۔ یا عام طور پر الفاظ **اتقو اللہ** جہاں **اللہ اتقوا** کا مفعول ہے اس لئے ان تمام صورتوں میں **اتقا** کے معنی ہیں فرائض کی سرانجام دہی ۔ درحقیقت قرآن مجید کی زبان میں متقی روحانی ارتقاء کی سب سے بلند منزل پر فائز ہوتا ہے ۔

واللہ ولی المتقین	اور اللہ متقیوں کا دوست ہے (الجاثیہ ـ ۱۹)
فان اللہ یحب المتقین	پس اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے (آل عمران ـ ۷۵)
ان اللہ یحب المتقین	اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (التوبۃ ـ ۴ تا ۷)
ان اللہ مع المتقین	اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (البقرۃ ـ ۱۹۴)
و العاقبۃ للمتقین	اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے (الاعراف ـ ۱۲۸)

ان العاقبتہ للمتقین — بیشک اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے (ھود - ۴۹)

و العاقبتہ للمتقین — اور متقیوں کے لئے اچھا انجام ہے (القصص - ۸۳)

ان للمتقین لحسن ماٰب — بیشک متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے - (ص - ۵۰)

یہ اور اسی قسم کی بہت سی دیگر آیات بوضاحت ظاہر کرتی ہیں کہ قرآن مجید کی رو سے متقی وہ شخص ہے جو روحانی ارتقا کی اعلیٰ ترین منزل پر فائز ہو ' اور چونکہ دونوں کا مقصد متقی بنانا ہے اس لئے نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے روزے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ انسان روحانی بلندیوں پر فائز ہو سکے - (دینِ اسلام مصنفہ حضرت مولانا محمد علی ص۱۳۲ تا ص۱۳۶)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک سے انتخاب

عبدالرحمٰن لائبڈ ' کیلیفورنیا

" آپ اکثر یاد آتے ہیں - میری خدا تعالیٰ سے پرخلوص دعا ہے کہ وہ آپ پر رحمت نازل فرماتا رہے اور آپ کو صحت اور ہمت عطا فرمائے - میں یہ خط محترم حافظ شیر محمد صاحب کی وفات پر اپنے دلی صدمہ کے اظہار کے سلسلہ میں لکھ رہا ہوں - میں ان کے اعلیٰ علمی صلاحیتوں سے بے حد متاثر ہوں ان کی علمی کاوشوں کے نتیجہ میں دین متین اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق کئی ایک بے نظیر کتب منظر عام پر آئیں -

جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء کا ذکر ہے میں شرکت کی غرض سے لاہور میں تھا - میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب محترم حافظ صاحب نے ملتے ہی مجھے پہچان لیا - حالانکہ اس سے پیشتر میں ان کو ۱۹۸۴ء سرینام کنونشن کے موقع پر صرف ایک عام سامع کی حیثیت سے ملا تھا - لیکن پھر بھی حافظ صاحب نے مجھے یاد رکھا اور پہچان لیا -

لاہور سے واپس جانے سے ایک دو روز پیشتر حافظ صاحب نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں ان کو ملوں - اور جب میں ان کو ملنے گیا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے مجھے جناح کیپ کا تحفہ پیش کیا - میں نے تحفہ کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کی لیکن میں ان جذبات کا الفاظ میں اظہار نہ کر سکا - بہرحال میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے جذبات کو سمجھ گئے -

آخر میں میری دعا ہے کہ جماعت آپ کی رہنمائی میں ترقی کرے - میری دلی آرزو ہے کہ میں آپ کو دوبارہ ملوں - "

ایس - الٰہی بخش صاحب ' ہیگ ' ہالینڈ

مجھے آپ کا شفقت نامہ مورخہ ۳ فروری ملا - اس کے لئے میں آپ کا بے حد ممنون ہوں میں ابھی تک ڈاکٹروں کے زیر علاج ہوں اور امید ہے کہ جلد ان کے تجویز کردہ علاج سے طبیعت مکمل طور پر بحال ہو جائے گی - یہ معلوم کر کے کہ آپ میری صحت کے لئے دعا فرما رہے ہیں دل کو بے حد اطمینان ہوا - امید ہے آپ کی دعائیں میرے حق میں جاری رہیں گی

۲۴ فروری کو جماعت نے معراج النبی صلعم کے سلسلہ میں جلسہ منعقد کیا - مختلف احباب نے اس تاریخی واقعہ کی اہمیت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا - ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس تقریب میں کینیڈا جماعت کی صدر محترمہ ثمینہ ساہو خان صاحبہ نے بھی شرکت کی - انہوں نے سامعین کو تراجم پراجیکٹ کی مختصر رپورٹ پیش کی - محترمہ نہایت جذبے اور لگن سے اس عظیم کام کو سرانجام دے رہی ہیں جو ہر لحاظ سے قابل صد تحسین ہے - تمام جماعتیں ان کے کام کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں - ہماری دعا ہے کہ خدا ان کے کام میں خاص نصرت فرمائے -

بقیہ : ارشادات - آمدہ صفحہ ۱

فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اس میں اپنے محبوب کے لئے جلیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے یہی ہے جو خدا نے فرمایا **وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا الخ** یعنی اے بدو اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کے لئے اس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دیئے جائیں گے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کے لئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اسے کھا جائے گی - پس مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو گا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے ' وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا ' تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو - "

" میں نے سنا ہے کہ بعض تم میں سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں - سب سے اول قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے - اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارے کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ - میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے - حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل ہے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو - ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے - خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی - میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی - یہ نہایت پیاری نعمت ہے ' یہ بڑی دولت ہے - " کشتی نوح ص۲۱ تا ص۲۴

بات تو تب ہے کہ ہم بن جائیں محمدؐ کے غلام

محمد صالح نور

بے غرض کمزور کو آنکھیں دکھانا چھوڑ دیں
ایک چہرے پر کئی چہرے سجانا چھوڑ دیں

چھوڑ دیں سب منکرات دین کو ہم اس طرح
جس طرح رمضان میں ہم آب و دانہ چھوڑ دیں

کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سب چھوڑ دیں کبر و غرور
جو ذرا خاموش ہیں ان کو ستانا چھوڑ دیں

دین کو دنیا پر مقدم کر کے چلنے کے لئے
نفس کی خواہش کو سینے سے لگانا چھوڑ دیں

آیئے اس عہد پر قائم رہیں اب تا بہ مرگ
کام کچھ کرتے چلیں ' باتیں بنانا چھوڑ دیں

تب تلک پند و نصیحت کا اثر ہوتا نہیں
جب تلک ہم خود نہ اپنے ناز اٹھانا چھوڑ دیں

بات تو تب ہے کہ ہم بن جائیں محمدؐ کے غلام
اک اسی کے واسطے سارا زمانہ چھوڑ دیں

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کے متعلق تازہ اطلاع

الحمدللہ حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب حسب معمول خدمات دینیہ اور جماعتی امور کی رہنمائی میں مصروف کار رہتے ہیں ـ احباب جماعت ان کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے خصوصی دعائیں فرمایں ـ

شادی کی مبارک تقریب

۶ مارچ ۹۱ء کو حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے محترم واسع عمر صاحب' لاہور کی صاحبزادی عزیزہ سیما عمر کا نکاح بیگم و شیخ مبارک احمد صاحب' ملتان کے فرزند محمد احمد فراز کے ساتھ پڑھا ـ یہ تقریب نہایت سادہ طریق پر جامع دارالسلام میں منعقد ہوئی ـ اس موقع پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے مختصر لیکن جامع خطبہ فرمایا ـ عورت کے حقوق' آپس میں صلہ رحمی اور پاکیزہ زندگی گذارنے کے احکامات کی بڑے خوبصورت انداز میں وضاحت فرمائی آخر میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عزیزم محمد احمد فراز ایک سعادت مند نوجوان ہیں اور مجھے بہت عزیز ہیں ـ اور میں دل کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مودت اور محبت کا موجب بنائے ـ

بیگم حضرت امیر ایدہ اللہ (بوبو جی) کا اپریشن

تقریباً ایک ماہ سے زائد عرصہ ہوئے بیگم حضرت امیر کے کولھے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی ـ شیخ زاید ہسپتال میں اپریشن ہوا اور ہڈی جوڑ دی گئی ہے بیگم صاحبہ کی طبیعت ابھی پوری طرح سنبھلی نہیں ہے ـ احباب جماعت ان کی جلد صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں ـ

بیگم بشارت احمد بقا صاحب کے لئے دعا

بیگم بشارت احمد بقا صاحب کے پیٹ کا اپریشن زینب میموریل میں ہوا ـ اپریشن خدا کے فضل سے کامیاب رہا ـ محترمہ گھر آ چکی ہیں ـ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ـ

محترم محمد عبداللہ صاحب کیلیفورنیا کو دل کی تکلیف

کیلیفورنیا' امریکہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہمارے محترم بزرگ محمد عبداللہ صاحب کو دل کی تکلیف ہو گئی تھی ـ ڈاکٹروں نے دل کی کارکردگی کو یکساں رکھنے کے لئے اس میں آلہ ڈالا ہے جس سے طبیعت کافی سنبھل گئی ہے ـ لیکن کمزوری کافی ہے ـ احباب محترم بھائی کی صحت کاملہ کے لئے نہایت التزام سے دعا فرمایں ـ

احمدیہ انجمن انڈونیشیا کے نئے صدر

احباب کو یاد ہو گا کہ گذشتہ سال جولائی میں منا کے مقام پر سرنگ کے جانکاہ حادثہ میں ہمارے نہایت محترم بھائی پروفیسر ڈاکٹر احمد محمد صاحب' صدر احمدیہ انجمن انڈونیشیا' ان کی بیگم صاحبہ اور ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا تھا' ان کی جگہ اب جماعت کے نئے صدر محترم ڈاکٹر عوان یوسف بی ایل ایم ایس سی منتخب ہوئے ہیں ـ انڈونیشیا جماعت نہایت فعال جماعت ہے جس نے سب سے پہلے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے انگریزی ترجمہ القرآن کو ڈچ زبان میں منتقل کیا تھا ـ اب تک یہ جماعت ڈچ' جاوی اور انڈونیشیا زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کر چکی ہے ـ ہم محترم ڈاکٹر یوسف صاحب کو جماعت کا صدر بننے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ جماعت ان کی سرکردگی میں اپنی شاندار روایات کو قائم رکھے اور مزید ترقی کرے ـ

اخبارات کے متعلق ضروری اعلان

احباب کو علم ہے کہ گذشتہ اگست سے اخبارات کو کئی قسم کی قانونی اور دیگر مشکلات درپیش ہیں ـ حال ہی میں مجلس منتظمہ نے حالات کا جائزہ لیا اور فیصلہ کیا کہ سردست ماہنامہ لائٹ کو بند کیا جاتا ہے اور جب تک حالات معمول پر نہیں آتے پیغام صلح صرف چار صفحات پر مشتمل ہو گا جس میں زیادہ تر اہم مراسلات اور جماعتی خبریں شائع ہوں گی ـ

پروفیسر سعد اختر صاحب پر فالج کا حملہ

ڈیرہ غازی خاں سے اطلاع آئی ہے کہ ہمارے نہایت محترم بھائی پروفیسر سعد اختر صاحب کی دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا ہے بیماری کا حملہ کافی شدید ہے ـ علاج باقاعدہ ہو رہا ہے ـ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں ـ

محترم مرزا محمد لطیف صاحب علیل ہیں

ہمارے محترم واعظ اور استاد مرزا محمد لطیف صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں ـ انہیں ذیابیطس کی شکائت ہے اور ساتھ ہی ان کے پھیپھڑوں میں تکلیف ہو گئی تھی ـ بروقت علاج سے طبیعت کافی بہتر ہے ـ آج کل اپنے گھر جہلم میں آرام کر رہے ہیں ـ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ـ

وفات

لندن سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ہمارے محترم بھائی قاضی عبد الجبار صاحب وفات پا گئے ہیں ـ انا للہ وانا الیہ راجعون ـ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ـ

ہم نہایت افسوس سے اطلاع دیتے ہیں کہ کسم میر ملتان میں ہمارے نہایت معزز واعظ محترم چوہدری محمد شفیع صاحب ۲۸ فروری کو رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ـ مرحوم ایک مدت سے کسم سر میں واعظ کے فرائض نہایت لگن اور جذبے سے ادا کرتے تھے ـ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ـ

تعزیت کے لئے پتہ چک نمبر WB, 23' تحصیل و ضلع دہاڑی ـ

آسٹریلیا میں محترم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب کا انتقال

محترم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ۲۴ فروری ۹۱ء کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک سٹاکٹن' کیلیفورنیا میں انتقال فرما گئے ـ انا للہ وانا الیہ راجعون ـ مرحوم کی میت کو ہیورڈ کے قبرستان میں دفن کیا گیا ـ

ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ایک معروف ڈینٹل سرجن تھے ـ فجی اور امریکہ میں اپنی لیاقت' انسان دوستی اور خدمت خلق کے کاموں کی وجہ سے ایک خاص شہرت رکھتے تھے ـ مرحوم محترم جناب ساہو خانصاب مرحوم جنہوں نے ۱۹۳۴ء میں فجی میں احمدیہ انجمن قائم کی تھی' کے سب سے چھوٹے فرزند اور سڈنی جماعت' آسٹریلیا کے صدر محترم ڈاکٹر اے ایچ ساہوں خانصاب کے بھائی تھے ـ فجی میں ان کی لیاقت اور معاشرتی خدمات کے پیش نظر ان کو نادی کا میئر منتخب کیا گیا تھا اور پھر ایک سڑک کا نام بھی ان کے نام پر ساہو خان سٹریٹ رکھا گیا ـ مرحوم ۳۵ سال تک روٹری انٹرنیشنل کے ممبر تھے اور امتیازی خدمات کی وجہ سے ان کو اعزازات دیئے گئے ـ

مرحوم اپنے پیچھے ایک بیوہ اور دو بچے سوگوار چھوڑ گئے ہیں ـ ایک بیٹا امریکہ کی ایر فورس میں ہیں اور آج کل خلیج میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں ـ دوسرا بیٹا سان فرانسسکو میں کاروبار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ـ

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دارالسلام ۵ ـ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا ـ

روزے کی روحانی اور معاشرتی اہمیت

ایک روحانی تربیت

اسلام کی رو سے روزہ دراصل ایک روحانی تربیت ہے قرآن مجید نے دو موقعوں پر روزہ رکھنے والوں کو سائح فرمایا ہے (التوبۃ - ۱۱۲) (جو ساح سے ہے جس کے معنی ہیں اس نے سفر کیا) پس سائح کے معنی ہیں روحانی سفر کرنے والا - اور ایک امام کی سند کی رو سے جب ایک شخص کھانے پینے اور تمام قسم کی برائیوں سے پرہیز کرے تو وہ سائح کہلاتا ہے (راغب) رمضان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید خاص طور پر قرب باری تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے گویا اس کا حصول روزے کا اصل مقصد ہے اور اس کے آگے فرماتا ہے۔

فلیستجیبوا لی و لیؤمنوا بی لعلھم یرشدون — پس وہ (روزہ کے ذریعہ) میری فرمانبرداری کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ (میری طرف) رستہ پائیں (البقرۃ - ۱۸۶)

حدیث میں بھی اس بات پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے کہ روزے کا اصل مقصد رضائے الٰہی کی تلاش ہونا چاہئے۔

من صام رمضان ایمانا و احتسابا — جو کوئی رمضان میں مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور میری رضا کے لئے روزے رکھتا ہے
(بخاری کتاب الایمان)

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

الصیام جنۃ فلا یرفث و لا یجھل ۔۔ و الذی نفسی بیدی لخلوف الصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک یترک طعامہ و شرابہ و شھوتہ من اجلی الصیام لی — یعنی روزہ ایک ڈھال ہے اس لئے روزہ دار کو فحش اور جہالت کی باتیں زبان پر نہیں لانی چاہیں .... اور یقیناً روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ میری خوشی حاصل کرنے کے لئے کھانے پینے اور دوسری خواہشات سے رکتا ہے - روزہ میرے لئے ہے

نفس انسانی کے لئے کھانے پینے کی خواہش سے بڑھ کر اور کوئی خواہش نہیں ہو سکتی اور باوجود اس امر کے کہ ایک شخص کے پاس خورد و نوش کے سامان بکثرت موجود ہیں پھر بھی نفس کی ان خواہشات کو محض ایک دفعہ ہی نہیں کہ اتفاقیہ ایسا ہو جائے بلکہ روزانہ پورے ایک مہینہ تک باقاعدہ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے دبایا جاتا ہے کہ انسان تقرب الی اللہ کے عظیم الشان مقصد سے ہمکنار ہو - ایک شخص کو بہتر سے بہتر خوراک میسر ہے تاہم وہ اپنے آپ کو بھوک کی شدت میں مبتلا رکھتا ہے - پینے کے لئے ٹھنڈے سے ٹھنڈا پانی اور میٹھے سے میٹھا شربت موجود ہے مگر پھر بھی پیاس سے دم نکل رہا ہے - اور وہ نہ کھانے کو ہاتھ لگاتا ہے اور نہ پانی کو محض اس لئے کہ یہ خدا کا حکم ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے - گھر کے اندرونی پردوں کے اندر شربت کا ایک گلاس پی کر انسان اپنی پیاس بجھا لے تو اسے کون دیکھتا ہے لیکن خدا کے حاضر ناظر ہونے کا خیال اس قدر دل پر مستولی ہے کہ وہ ایک قطرہ بھی اپنی زبان پر نہیں لائے گا جب کوئی نیا جذبہ بھی اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اس پر بھی غالب آجاتا ہے کیونکہ خطرناک سے خطرناک لمحات میں ایک آواز اندر سے آتی ہے "خدا میرے ساتھ ہے خدا مجھے دیکھتا ہے"

خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کے حاضر و ناظر ہونے کا جو گہرا نقش رمضان کے مہینے کا ہر دن انسان کے دل پر پیدا کرتا ہے وہ سخت سے سخت ریاضت سے بھی جو انسان خود تجویز کرے پیدا نہیں ہو سکتا - خدا کا حاضر ناظر ہونا جو دوسروں کے لئے محض ایک اعتقادی چیز ہے روزہ دار کے لئے ایک حقیقت نفس الامری بن جاتی ہے - اور یہ اس روحانی تربیت کا ثمرہ ہے جو روزہ میں مضمر ہے - ایک اعلیٰ اور ارفع زندگی کا شعور اس کے اندر پیدا ہو جاتا ہے جو اس زندگی سے بالاتر ہے جس کا قیام کھانے پینے سے وابستہ ہے اور یہی روحانی زندگی ہے۔

ایک اخلاقی تربیت

روزے کے اندر ایک اخلاقی تربیت بھی مضمر ہے کیونکہ یہ ایک ایسی تربیت گاہ ہے جہاں انسان کو زندگی کا سب سے بڑا سبق سکھایا جاتا ہے - اور وہ سبق یہ ہے کہ ان قبیح عادتوں میں مبتلا ہونے کی بجائے جن سے منع کیا گیا ہے شدید سے شدید مصیبتوں کے جھیلنے اور سخت سے سخت آزمائشوں میں سے گذرنے کے لئے تیار ہونا چاہئے - یہ سبق ہر روز کامل ایک ماہ تک سکھایا جاتا ہے اور ٹھیک اسی طرح جس طرح جسمانی ورزش انسان کے جسم کو مضبوط اور توانا بنا دیتی ہے اسی طرح روزہ کے ذریعہ ہر چیز سے جو ممنوع ہے پرہیز کرنے کی ورزش زندگی کے اخلاقی پہلو کو مضبوط بنا دیتی ہے - یہ خیال کہ ہر ناجائز چیز سے بچنا چاہئے اور ہر برائی سے نفرت کرنی چاہئے روزے کے ذریعہ پروان چڑھتا ہے - روزے کے ذریعے انسان کے اخلاقی ارتقا کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کو سفلی جذبات پر قابو پانے کے لئے تعلیم دی جاتی ہے وہ باقاعدہ اوقات معینہ پر کھانا کھاتا ہے اور اس میں کیا کلام ہے کہ یہ زندگی کا ایک پسندیدہ اصول ہے - بلکہ ایک ماہ کے روزے اسے یہ اعلیٰ تر سبق سکھاتے ہیں کہ خواہشات اور جذبات نفسانیہ کا غلام بننے کی بجائے اسے ان پر حاکم ہونا چاہئے اور اس میں صلاحیت ہونی چاہئے کہ جب چاہے

(بقیہ صٓ کالم ۲ پر)

روس کے مسلمانوں کیلئے اشتراکیت (کمیونزم) کا چیلنج

انگریزی سے ترجمہ: کیپٹن ریٹائرڈ عبدالسلام خان

کمیونزم کی نظروں میں مذہب ایک مردود چیز ہے مگر کسی مذہب نے اسلام کی طرح ڈٹ کر کمیونزم کو اپنے پیرؤں پر مسلط کرنے کی کوشش کا مقابلہ نہیں کیا۔ روسی مسلمانوں کی کمیونسٹ حکمرانی کے خلاف زبردست جدوجہد اور ان کے چینی بھائیوں کی ماؤ کے قبضہ کے وقت اس کے خلاف جہاد اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

شروع شروع میں کمیونسٹوں نے دونوں ممالک کے مسلمانوں کو ہر قسم کی یقین دہانی کرائی مگر جب ان کے قدم اقتدار پر جم گئے تو دوسرے مذہبوں کی طرح اسلام بھی حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ اگرچہ وقتاً فوقتاً مذہبی عبادات اور رسوم کے بارہ میں مصالحتی رویہ اپنایا گیا مگر یا تو یہ اس وقت کے حالات کی مصلحت کا تقاضا تھا اور یا عالمِ اسلام کو خوش کرنے کے لیے تھا۔ کمیونسٹوں کی پالیسی تھی کہ نوجوان نسلوں میں خدا پرستی کے خلاف مواد بھرا جائے۔ اور کسی کمیونسٹ حکومت نے اس بنیادی اصول سے انحراف نہیں کیا۔ منقدر کمیونسٹوں نے چند ایک قومیتوں کو اپنا لوک ورثہ اپنائے رکھنے کی اجازت دیدی۔ یہ لوک ورثہ اکثر مذہب کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور اس وجہ سے ایک غیر جانبدار مبصر کو یہ تاثر ملتا ہے کہ کمیونسٹوں نے مذہب کے بارہ میں اپنا رویہ نرم کر لیا ہے۔ مگر یہ ایک غلط اندازہ ہے۔

وسط ایشیا جو کہ سوویت یونین کی پانچ جمہوریتوں ازبکستان۔ کازکستان، تاجکستان کرغیزیا اور ترکمانستان پر مبنی ہے کمیونسٹ دنیا کا اہم ترین حصہ ہے۔ اگرچہ سنی اکثریت میں ہیں مگر شیعہ بھی قابلِ ذکر تعداد میں ہیں جن میں اسماعیلی بھی ہیں۔

زار کے دور میں مسلمانوں کو قدامت پرست عیسائیت قبول کرنے کی کوششیں کی گئیں مگر مسلمانوں نے جم کر مزاحمت کی۔ بالشویک ایک زیادہ قابلِ قبول پلیٹ فارم لے کر آئے کیونکہ وہ تمام مذاہب کو ختم کر دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے معاشرہ کو سیکولر (لادینیت) کی بنیاد پر استوار کرنے اور تمام مذہبی اداروں کا کنٹرول اپنے ہاتھوں میں لینے سے کام کا آغاز کیا۔

اس کے بعد ایک زبردست پروگرام مارکسسٹ آئیڈیالوجی (مارکس کے نظریات) اور ملحدانہ عقائد پر مبنی تھا جاری کیا۔ شروع شروع میں یہ کام محتاط طریقہ سے کیا گیا اور مسلمانوں کو یقین دہانی کرائی گئی کہ وہ نئے حکمرانوں کے زیرِ سایہ بہتر سلوک سے نوازے جائیں گے۔ لینن مسلمانوں کی زار کی حکومت کے خلاف دشمنی کے جذبہ سے باخبر تھا اور وہ انقلاب کے لیے ان کی پشت پناہی حاصل کرنے کا مشتاق تھا اس نے اور اس کے انقلابی ساتھی سٹالن نے دسمبر ۱۹۱۷ء میں ایک اپیل شائع کی جس میں مسلمانوں کو یاد دلایا گیا کہ:

"زار اور روس پر مسلط جابروں نے انکی مساجد اور عبادت گاہیں تباہ کر دی تھیں اور ان کے عقائد اور رواج کو پاؤں تلے مسل دیا تھا۔"

اور انہیں یقین دلایا کہ:

"آئندہ سے آپ کے تمام قومی اور مذہبی ادارے ہمیشہ کے لیے آزاد اور ناقابلِ دست اندازی ہوں گے۔"

اور انہیں ترغیب دی کہ:

"اپنی قومی زندگی کو مکمل آزادیٔ عمل کی فضا میں ترتیب دیں۔"

اس یقین دہانی کے بعد مختلف خطوں کے مسلمانوں نے بالشویکوں کے ساتھ تعاون کیا مگر جونہی لینن کے پاؤں اقتدار پر جم گئے اس نے تمام مذاہب کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ تھرڈ انٹرنیشنل کی سکینڈ کانگریس سے ۱۹۷۰ء میں خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا:

"ضرورت ہے کہ پادریوں کے فرقہ اور دوسرے رجعت پسند اور قرونِ وسطیٰ کے دلدادہ عناصر کے خلاف جدوجہد کی جائے جن کا پسماندہ ممالک میں بہت اثر و رسوخ ہے اور ضرورت ہے کہ پان اسلام ازم اور دوسری اسی قسم کی تحریکوں کا مقابلہ کیا جائے کیونکہ یہ تحریکیں بڑے سرداروں، جاگیرداروں اور ملّاؤں کو تقویت پہنچاتی ہیں۔"

اس بات کو عملی جامہ اس طرح پہنایا گیا کہ پہلے تو مذہبی تنظیموں کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا گیا پھر کمیونسٹ پارٹی ورکرز کو ہدایت کی گئی کہ وہ مسلمانوں کو ملّاؤں کے پنجہ سے چھڑائیں۔ قدامت پرست مسلمانوں نے اپنے مذہبی معاملات میں اس مداخلت کی مزاحمت کی اور ایک تحریک بنام BASMACHESTOV (باسمچستو) مسلح مزاحمت۔ ترتیب دی جو کہ روسی حکمرانوں کے لیے باعثِ حیرانی تھی۔ کیونکہ عیسائیوں کی دفعہ ان کا تجربہ مختلف تھا۔ چونکہ عیسائیوں نے نہایت عاجزی سے بات مان لی تھی۔ اس لیے لینن نے کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے ساتویں اجلاس میں اپنے ساتھیوں کو خبردار کیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ میں محتاط رہیں کیونکہ مسلمان ابھی تک ملاؤں کے زیرِ اثر ہیں۔ پھر بھی چونکہ وہ اپنا نیا نظام نافذ کرنے کے لیے بے صبر تھے سوویت حکومت نے وقف جائیدادوں کو ضبط کرنے مسلم عدالتوں اور شریعت کورٹس کو بند کرنے مسلمانوں کے مدرسوں اور سکولوں کی تنظیم نو کرنے اور مذہبی تعلیم کو ختم کرنے کے بارہ میں اقدام کیا۔ ان اقدامات کی وجہ سے پُرتشدد مظاہرے وقوع پذیر ہوئے اور لینن نے ایک بار پھر پارٹی ورکرز کو خبردار کیا کہ "وہ حکمتِ عملی سے چلیں اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔" مگر جونہی مزاحمت فرو ہوئی وہی پالیسی ازسرِنو نافذ کر دی گئی۔ لینن کی وفات کے بعد سٹالن نے ۱۹۲۷ء سے شریعت کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا اسلامی عدالتی، تعلیمی اور مذہبی اداروں کو ختم کر دیا۔ اور ملاؤں پر سختی شروع کر دی۔ بہت سے ملّا گرفتار کیے گئے اور ان کے بنیادی حقوق سلب کر لیے گئے مسلمانوں کا طریقہ ازدواج ختم کر دیا گیا اور ان کے طلاق کے بابت قوانین بھی۔ سٹالن نے تو یہاں تک کیا کہ ایک نئی کلاس ملاؤں کی پیدا کی جو نئی مسجد (NOVOMECHETNIKI) کہلاتی تھی تاکہ ملاؤں کا مقابلہ کریں۔ ان نئے ملاؤں نے زکوٰۃ اور پردے کے خلاف مہم چلائی۔ کسی کو حج پر جانے کی اجازت نہ تھی کئی مسجدوں کو میوزیم بنا دیا گیا۔ ایک ممتاز سوویت تاریخ دان مسٹر این سونو دونو UVIZNOV کے مطابق

"انقلاب دشمن عناصر قرآن کو استعمال کر رہے تھے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ سوشلسٹ تعمیری کام میں رکاوٹ پیدا کریں اور تاکہ قومی اور مذہبی دشمنی کو بھڑکائیں تاکہ وہ سوویت یونین کے محنت کشوں کے متحدہ محاذ میں دراڑ ڈال سکیں۔" ہر سوویت شہری بلا امتیاز مذہب، ایک ہی سیکولر قانون کے تابع تھا۔ اور استثنا

کی اجازت نہ تھی۔ ۱۹۳۹ء کے لگ بھگ سوویت حکام کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کی مذہبی تنظیمیں اور مسجد سوویت یونین کے خلاف سرگرمیوں کا مرکز بن گئے ہیں۔ ایک پارٹی پمفلٹ میں لکھا تھا۔

"علوم دشمن مذہب کے پجاری کا لبادہ اوڑھ کر اپنا غدارانہ کام کرتے ہیں۔ . . . ضد انقلاب مسلمان ملاؤں کی سرگرمیاں جاپانی خفیہ سروس کے زیر ہدایت انجام پاتی ہیں۔"

جنگ عظیم دوم (۴۵-۱۹۳۹ء) کے آغاز اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی تباہی نے جوزف سٹالن کی گورنمنٹ کو مجبور کیا کہ وہ ملاؤں کو منائیں اور نتیجتاً ملاؤں نے مسلمانوں کو مادر وطن کے دفاع کے لیے منظم کیا۔ مسلمان مذہبی راہنماؤں اور حکومت کے درمیان زیادہ پر تپاک روابط قائم ہوئے اور اس کو ۱۹۴۳ء میں تاشقند کے مقام پر ملاؤں کی کانفرنس کے دوران باقاعدہ شکل دی گئی جس میں کہ "روحانی انتظامیہ برائے مسلمانان وسطی ایشیا اور کازکستان" تشکیل دی گئی جس کا چیئرمین مفتی اسبان بابا خان کو بنایا گیا۔ اہل تشیع کے لیے "باکو" کے مقام پر ایک خاص "انتظامیہ" تشکیل دی گئی اور یورپین مسلمانوں کے لیے "اوفا" کے مقام پر ایسی ہی ایڈمنسٹریشن قائم کی گئی۔ یہ تینوں مرکز مذہبی امور کی کونسل کے زیر ہدایت اور زیر کنٹرول کام کرتے تھے جس کونسل کا صدر پالٹ بیورو کا ایک ممبر ہوتا تھا۔ اس کونسل کا کام تھا کہ سوسائٹی کو کمیونسٹ بنایا جائے اور سرکاری سکولوں اور کالجوں میں کمیونسٹ نظریے کے پرچار کو "کور" مہیا کرے۔ اس کے بعد اگلا قدم تھا زراعت کی جمع بندی COLLECTIVIZATION اور پر سرعت صنعتی انقلاب اور ان ہر دو شعبوں میں کسانوں اور مزدوروں کو کمیونسٹ آئیڈیالوجی سکھلائی جاتی تھی۔

بعد ازاں جنگ عظیم دوم کے بعد سے جو "سوشل انجنیئرنگ" جاری کی گئی اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی بورژوا کلاس کی خصوصی مراعات واپس لے لی گئیں اور کچھ ایسے بھی کیس ہوئے کہ بعض کو ختم ہی کر دیا گیا۔ جو علماء حکام کے ساتھ تعاون نہ کرتے انہیں نظر انداز کیا گیا اور مذہبی تعلیم دینے سے روک دیا گیا۔

تب سے اب تک حالات زیادہ تبدیل نہیں ہوئے۔ سوائے اس کے کہ حال ہی میں دوسرے ممالک میں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے وسطی ایشیا کی جمہوریتوں اور کاکیشیا کے اسلامی کلچرل کارناموں کو مسلم روحانی بورڈ کے ذریعہ اجاگر کیا جا رہا ہے یہ بورڈ مومنوں کی ہدایت اور چالو مسجدوں کا انتظام سنبھالنے کے لیے مفتی مقرر کرتے ہیں مگر یہ مولوی اسلام سے زیادہ سوویت پروپیگنڈہ کے پرچارک ہوتے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کا دائرہ نہایت محدود رکھا گیا ہے۔ نہ ہی وہ کمیونسٹوں کی اسلام کے خلاف زہر افشانی کے خلاف شکایت کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی انہیں اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق ہوتا ہے۔

بین الاقوامی اسلامی کانفرنسوں کے تاشقند میں انعقاد اور سوویت مسلمانوں کے عرب اور دوسرے ممالک کو وفود بھیجنے کے باوجود سرکاری نقطۂ نظر اب بھی ملحدانہ ہی ہے۔ یہ حقیقت اس بات سے آشکار ہوتی ہے کہ پچاس ملین سوویت مسلمانوں کے لیے تمام وسط ایشیا میں صرف ۱۵۰ چالو مسجدیں ہیں۔ صرف دو مدرسے ہیں ایک بخارا میں اور ایک تاشقند میں اور یہ دونوں بھی محض دکھاوے کے لیے ہیں۔ چند ایک مذہبی جرائد بھی ہیں۔ مثلاً "MUSLIMS OF THE SOVIET EAST" جو کہ زیادہ تر بیرونی ممالک میں بھیجے جاتے ہیں۔ قرآن کے خوبصورت ایڈیشن صرف اس لیے شائع کیے جاتے ہیں تاکہ انہیں مہمان مسلمان شخصیتوں کو پیش کیا جا سکے۔ اسی طرح امام بخاری جو بخارا کے رہنے والے تھے اور جن کے نام پر ایک مدرسہ کا نام رکھا گیا تھا کی حدیث کی کاپیاں بھی سوویت یونین سے باہر تقسیم کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔

"گریٹ سوویت یونین انسائیکلوپیڈیا" (۱۹۵۳ء) نے کمیونسٹ نقطۂ نظر کو بے لاگ طریقہ سے اس طرح پیش کیا ہے:-

"تمام دیگر مذاہب کی طرح اسلام کا رول بھی ہمیشہ رجعت پسندانہ رہا ہے کیونکہ یہ محنت کشوں کے خلاف استحصالی طبقوں کے ہاتھوں میں روحانی ظلم و تعدی کا آلہ بنے اور یہ آلہ غیر ملکی آبادکاروں نے مشرقی لوگوں کی غلامی کے لیے استعمال کیا تھا۔ . . . روس میں اکتوبر کے عظیم انقلاب کی فتح کے بعد اور بیرونی مسلح مداخلت اور سول وار کے دوران۔ انقلاب دشمنوں اور خارجی امپیریلسٹوں نے اسلام کو سوویت سٹیٹ کے خلاف استعمال کیا تھا . . . . . .

سوویت یونین میں "سوشلسٹ تعمیر نو" کے دوران استحصالی طبقہ کے بچے کھچے عناصر نے اسلام کو سوشلزم کے خلاف جدوجہد میں استعمال کیا۔ مسلمان مذہبی راہنماؤں نے بطور ان طبقوں کے گماشتوں کے سوویت قوانین برائے ازدواج دگمرانہ کے خلاف عورتوں کی آزادی کے خلاف، چادر اور پردہ کے جاری رکھنے کے حق میں اور صنعتی انقلاب کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ اور دہشت گردی کے کام بھی انجام دیتے تھے۔ قرآن اور شریعت کا بطور خاص زور دار طریقہ سے صنعتی انقلاب اور زرعی جمع بندی COLLECTIVIZATION کے خلاف استعمال کیا گیا۔

آج سوویت یونین میں اسلام صرف بحیثیت ایک استحصالی طبقہ کے نظریات کو ایک تشکل کے طور پر باقی ہے۔ امریکن / انگریزی امپیریلسٹ اسلام کو انقلابی اور قومی آزادی کی تحریکوں کے خلاف جدوجہد میں استعمال کرتے ہیں۔"

ان کے رویہ میں کوئی خاص فرق نہیں آیا۔ سوائے بریزنیف کے دور میں جبکہ (۱۹۶۴ء سے ۱۹۸۲ء تک) اس نے ان تمام انسدادی اقدامات کو منسوخ کیا جو کہ اس سے قبل خروشیف نے ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۴ء تک اٹھائے تھے۔ جن اقدامات کے ذریعہ اس نے ہزاروں مسجدوں کو بند کر دیا اور مذہبی تعلیم کو ممنوع قرار دیا تھا۔

بریزنیف نے سوویت یونین کمیونسٹ پارٹی کی چھبیویں کانگریس میں دنیا میں اسلام کے دوبارہ احیاء کو خوش آمدید کہا اور اسلام کو ایک ترقی پسند قوت قرار دیا۔ اس نے کہا:

"آزادی کی جنگ ممکن ہے اسلام کے جھنڈے تلے لڑی جائے۔"

مگر گورباچوف کے اقتدار میں آنے کے بعد ایک دفعہ پھر اسلام کے خلاف وہی پرانا مخاصمانہ رویہ عود کر آیا ہے۔ اگرچہ اب اس کا ظہور لطیف پیرایہ میں ہوا ہے۔ تاہم باوجود سرکاری حوصلہ شکنی اور پیہم ملحدانہ ذہنی تربیت کے اسلام کا وجود سوویت یونین سے مٹا نہیں۔ چاہے سوویت مسلمان اسلام کے پانچ بنیادی فرائض و عقائد پر عمل پیرا نہ بھی ہوں انہوں نے اسلامی رسوم اور رواج نہیں چھوڑے۔ سرکاری افسروں نے تجربہ سے سیکھ لیا ہے کہ دانشمندی اسی میں ہے کہ شادی اور موت کے موقعہ پر مذہبی رسوم کی اجازت دے دی جائے۔ اور بجائے ممنوع قرار دینے کے مسلمانوں کو عیدین کے تہوار منانے کی اجازت دے دینی چاہیے کیونکہ یہ تہوار مذہب سے زیادہ سوشل تہوار ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ اسلامی اثر کے دو اور ذریعے بھی ہیں جنہیں حکام نہیں نکال سکے ایک تو قبائلی کورٹ جو کہ سابقہ قبائلی سرداروں کے زیر تسلط ہیں اور جن کی جڑیں اسلامی روایات سے ملی ہوئی ہیں۔ ان میں سے اکثر سردار عربی لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ اور دینی معلومات کا ابتدائی علم رکھتے ہیں۔ اسلام کا دوسرا سرچشمہ سوویت یونین میں وہ ناجائز طور پر منظم شدہ صوفی برادریوں کا حال ہے جو کہ وسطی ایشیا میں ازمنہ وسطیٰ سے ہر دلعزیز ہیں۔ ان برادریوں کا مسلمانوں پر کافی اثر ہے ان میں سے نقشبندیہ سب سے مقبول ہے اور اس کے بعد

قادریہ ہے۔ (زیادہ تر کاکیشیا میں) پھر جلوتیہ (ترکمانستان میں) اور پھر یاسویہ (ازبکستان، کرغیز اور کازکستان میں)

سوویت حکومت ان اداروں کی مذہب کے دوبارہ احیاء کی احتمالی قوت کا ادراک رکھتی ہے مگر اب تک انہیں اپنے حال پر چھوڑا ہوا ہے کیونکہ ماضی میں انہیں دبانے کی کوششوں کا نتیجہ بنیاد پرستی کو ہوا دینے کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ پھر کمیونسٹ پارٹی کے کارکن سرگرمی سے اس "متوازی اسلام"، یا "غیر سرکاری اسلام" جو "سرکاری اسلام"، کے بالمقابل وجود میں آیا ہے بدنام کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ حکومت کی طرف سے مسلمانوں کو دی گئی مراعات کو بھی اچھالتے ہیں اور ان کی موجودہ حالت کا موازنہ ان کی بالشویک دور سے قبل کی زبوں حال زندگی سے کرتے ہیں۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سوویت مسلمان جو کہ باقی ماندہ اسلامی دنیا سے کٹے ہوئے ہیں غیر محفوظ نہیں مگر ان کے شاندار ماضی کی یادیں سمرقند اور بخارا کی گزری ہوئی شان کا احساس یہ سب ایک مضبوط بندھن ہے جو کہ انہیں ان کے مذہب سے باندھے ہوتے ہے۔ حتیٰ کہ ماضی قریب یعنی ۱۹۷۶ء میں بھی سوویت حکام کو ماننا پڑا کہ مذہبی تعصبات اب بھی زندہ ہیں۔ سوویت پریس میں خبر آئی کہ:

"شریعت کے احکام کی وسطی ایشیا کی تمام جمہوریتوں میں تابعداری کی جاتی ہے مذہبی روایات اور رواج نہ صرف دیہات میں بلکہ شہروں میں بھی پوری کی جاتی ہیں۔ اور بے مذہب لوگ بشمولیت قومی سطح کے دانشوروں کے (جو کمیونسٹ پارٹی کے ممبر ہیں) بھی ایسا کرتے ہیں۔"

سوویت حکومت مسلمانوں کو اب بھی ایک احتمالی استحکام شکن طاقت سمجھتی ہے۔ اس لیے صرف چند کو ہی حج پر جانے کی اجازت ملتی ہے۔ جمعہ کا اجتماع زیادہ تر صرف "چالو مسجدوں"، تک ہی محدود ہے اور یہ مساجد سوویت مسلمانوں کی اکثریت کی پہنچ سے باہر ہیں۔ ہمسایہ ملک ایران میں خمینی کے انقلاب کے بعد اور افغانستان میں سوویت مداخلت کے وقت سے پارٹی لیڈر شپ پہلے سے زیادہ وسطی ایشیا کے مسلمانوں میں بے چینی بھڑک اٹھنے کے احتمال سے خائف ہے۔

جنرل سیکرٹری، میخائل گورباچوف نے متنبہ کیا ہے کہ کمیونسٹوں کو اب اور بھی زیادہ چوکس رہنا چاہیے اور خارجی مذہبی اثرات کا مداوا کرنے میں اور بھی فعال ہو جانا چاہیئے ان اثرات کو انہوں نے "رجعت پسندانہ"، اور غیر ملکی جاسوسوں اور ایجنٹوں کی کارروائی قرار دیا۔ نومبر ۱۹۸۶ء میں اپنے دورہ تاشقند کے دوران صدر گورباچوف نے اسلام پر ایک دو بدو حملہ کیا اور اسے "محنت کشوں پر روحانی ظلم اور مشرق کے عوام کو غلام رکھنے کا آلہ قرار دیا۔

انہوں نے حکم جاری کیا جس میں پارٹی ممبرز کو مساجد میں جانے سے روک دیا گیا۔ "روسیانے" RUSSIFICATION کا دیرینہ پروگرام بھی کبھی دھیما نہیں پڑا۔ بلکہ کمیونسٹ دانشور اب اس نظریے کو اپنا رہے ہیں کہ مذہبی گروہوں کو قومیتوں کے مترادف نہیں گردانا چاہیئے۔ (جیسا کہ اب تک ہوتا آیا ہے۔) اور لینن کے بنیادی اصولوں کے تحت اس بات کا جواز ہے کہ اس نظریہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

اسلام کی اندرونی کشمکش

مؤلفہ: رفیق ذکریا

(صفحہ ۲۶۴ سے ۲۶۹ تک)

* * *

(بقیہ آمدہ صدا)

اپنی زندگی کی روش کو تبدیل کر لے۔ وہ شخص جو اپنی خواہشات پر حکومت کرنے اور جس طرح چاہے ان سے کام لینے کی صلاحیت رکھتا اور اس میں قوت ارادی اس قدر ترقی کر جائے کہ وہ اپنے نفس پر حکومت کر سکے وہی شخص درحقیقت سچی اخلاقی عظمت کا مالک ہے۔

روزہ کی سوشل یا معاشرتی اہمیت

روحانی اور اخلاقی اقدار کے علاوہ روزہ کو ایک معاشرتی اہمیت بھی حاصل ہے جو نماز کی اہمیت سے بھی زیادہ موثر ہے۔ امیر اور غریب، بڑے اور چھوٹے ایک ہی قرب و جوار کے سب باشندے کامل مساوات کے رنگ میں دن میں پانچ دفعہ مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ لیکن رمضان کا چاند مساوات کی ایسی جامع اور ہمہ گیر تحریک کا پیغام لے کر آتا ہے جو صرف ایک ہی قرب و جوار ایک ہی شہر اور ایک ہی ملک تک محدود و محصور نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام کو اپنے حلقہ اثر میں لئے ہوئے ہے۔ امیر اور غریب مسجد میں ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑے ہو سکتے ہیں مگر اپنے گھروں میں وہ مختلف ماحول میں رہتے ہیں۔ امراء میزوں پر بیٹھتے ہیں جن پر انواع و اقسام کے لذیذ سے لذیذ کھانے چنے ہوتے ہیں اور وہ دن میں پانچ چھ دفعہ خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں۔ مگر غرباء کی یہ کیفیت ہے کہ انہیں دن میں دو دفعہ بھی بمشکل کھانا نصیب ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات ان حرمان نصیبوں کو بھوک کی وہ تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں کہ امراء ان سے ناآشناء ہوتے ہیں۔ جب یہ صورت حالات ہو تو امراء غرباء کی تکالیف کا کس طرح اندازہ لگا سکتے اور کس طرح ان کے دل میں ان کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جہاں تک گھریلو زندگی کا سوال ہے ان دو طبقوں کے درمیان معاشرت کی آہنی دیوار حائل ہے۔ اور یہ دیوار اسی صورت میں دور کی جا سکتی ہے جب امراء کو اپنے غریب بھائیوں کی طرح بھوک کی تکلیفوں کا احساس دلایا جائے۔ اور وہ دن بھر بھوکے رہیں اور اس تجربہ سے صرف ایک یا دو دن ہی نہیں کامل ایک ماہ تک گذرنا پڑتا ہے۔ اس طرح امراء اور غرباء اس معاملہ میں ایک ہی سطح پر لائے جاتے ہیں اور دونوں کو دن میں صرف دو دفعہ کھانے کی اجازت دی جاتی ہے اگرچہ کھانے ایک ہی نوعیت کے نہ ہوں تاہم امراء کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے "کھانے" کی لمبی چوڑی فہرست کو ذرا کم کر دیں اور کسی قدر سادہ خوراک پر اکتفا کریں تاکہ وہ اپنے غریب بھائیوں کے ذرا قریب ہو جائیں۔ یہ طرز عمل فی الواقعہ امراء کے دل میں غرباء کی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ رمضان میں غرباء کی امداد کے لئے خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔

روزہ کا اثر انسان کی جسمانی حالت پر

گو بظاہر یہ صحیح معلوم نہ ہو مگر حقیقتاً اس میں شک نہیں کہ مقرر کردہ اوقات کے دوران میں کھانے پینے سے پرہیز انسان کی اشتہا کو بڑھاتا ہے۔ جس طرح زمین کو ایک عرصہ بغیر کاشت چھوڑ دینے سے وہ زیادہ زرخیز ہو جاتی ہے اسی طرح قوائے انہضام کو پورا ایک مہینہ آرام دینے سے وہ زیادہ مضبوط اور زیادہ زرخیز اور زیادہ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جسم کے تمام اعضا اس طرح بنائے گئے ہیں کہ آرام ان کے کام کرنے کی طاقت کو بڑھا دیتا ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ جس قدر قوائے انہضام کی طاقت زیادہ ہو گی اسی قدر انسان کا جسمانی نشوونما زیادہ ترقی پذیر ہو گا۔

لیکن روزہ کا ایک دوسرا اور زیادہ اہم جسمانی فائدہ بھی ہے وہ انسان جو زندگی کی سختیوں کو برداشت نہ کر سکے جو حالات کے دگرگوں ہونے پر اس عیش و آرام کے بغیر جس کا وہ عادی ہے زندہ نہ رہ سکے اسے جسمانی طور پر اس دنیا کی زندگی کے قابل نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایسا انسان جونہی کسی مشکل یا مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے جس کا امکان احیاناً یقینی ہے، اس کی قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔ روزہ اس کو زندگی کی سختیوں کو برداشت کرنے کا عادی بناتا ہے یہ اس مقصد کے لئے ایک عملی سبق ہے اور اس سے انسان کی قوت مدافعت کو ترقی ہوتی ہے

(دین اسلام مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صفحہ ۱۳۳ تا ۱۴۰)

اخبار احمدیہ | حضرت امیر کے متعلق تازہ اطلاع

الحمدللہ حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب حسب معمول خدمات دینیہ اور جماعتی امور کی راہنمائی میں مصروف کار رہتے ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لیے خصوصی دعائیں فرمائیں۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کیچار شیڈ ڈلاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

ملفوظات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

خُدا تعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کے فائدے کیلئے ہی ہے

میرے نزدیک مورتی بنانے والوں نے خدا تعالیٰ کی اس حکمت اور راز کو نہیں سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالت غیب میں رکھا ہے خدا تعالیٰ کا غیب میں ہی ہونا انسان کیلئے تمام تلاش اور کل تحقیقاتوں کی راہوں کو کھولتا ہے جس قدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہیں وہ گو موجود تھے اور ہیں لیکن ایک وقت میں وہ غیب میں تھے انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمکار دکھائی اور گوہر مقصود کو پا لیا جسطرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے اسکے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور آنکھوں سے بظاہر دور ہونا اسکی محبت میں کچھ فرق نہیں ڈالتا بلکہ وہ ظاہری ہجر اپنے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کر کے اس پریم بھاؤ کو اور بھی ترقی دیتا ہے اسی طرح پر مورتی لے کر خدا کو تلاش کرنے والا کب سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے جبکہ مورتی کے بدوں اسکی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل حسن ہستی کی طرف نہیں پڑ سکتی انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے اگر اس کو اس سوختہ دل عاشق کی طرح چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھ لے کہ واقعی مجھے خدا تعالیٰ سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالےٰ کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے لیکن اگر درمیانی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹیں اسکی توجہ کو پھرا سکتی ہیں اور ایک لحظہ کے لیے بھی وہ خیال اسکے دل سے نکل سکتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کا عاشق نہیں اور اس سے محبت نہیں کرتا اور اسی لیے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقوں کو ملتا ہے اسے نہیں ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آکر اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ نادانوں نے اپنی محبت کا امتحان نہیں کیا اور اس کا وزن کیے بدوں ہی خدا پر بدظن ہو گئے ہیں پس میرے خیال میں خدا تعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اسکی روحانی قوتوں کو صاف کر کے جلا دینے کے لیے تاکہ وہ نور اس میں پرکاش ہو ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہیں اور لوگوں کو تجربہ کیلئے بلاتے ہیں بعض لوگ ہم کو دکاندار کہتے ہیں کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ غرض ان بھانت بھانت کی بولیوں کو سن کر جو ہر ملک میں جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ امریکہ وغیرہ میں اشتہار دیتے ہیں اس کی غرض کیا ہے۔

ہماری غرض:-

ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ لوگوں کو اس خدا کی طرف رہنمائی کریں جسے ہم نے خود دیکھا ہے۔ سنی سنائی بات اور قصہ کے رنگ میں ہم خدا کو دکھانا نہیں چاہتے بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کر کے دنیا کو خدا تعالےٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں یہ ایک سیدھی بات ہے خدا تعالےٰ کی طرف جس قدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس سے زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اسکی طرف آتا ہے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات میں سے کچھ بھی حصہ نہ لے گا جو خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور بے انتہا طاقتوں کا نمونہ ہوں!

-***-

جماعتی خبریں

* حضرت امیرِ قوم (اللہ تعالیٰ کی تائید ہمیشہ انہیں حاصل رہے) بفضلِ خدا خیریت سے اور بصحت ہیں اور خدماتِ دینیہ میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ احباب اس قیمتی وجود کی صحت و عافیت والی لمبی زندگی کے لیے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔

درخواست دعائے صحت :

* جناب نصیر احمد فاروقی صاحب علیل ہو گئے تھے۔ اب قدرے افاقہ ہے آپ کی بیگم صاحبہ بھی علیل ہیں۔
عبدالقیوم صاحب (کراچی) کی بیگم صاحبہ کا آپریشن ہوا ہے۔
احباب دردِ دل سے ان سب کے لیے صحت یابی کی دعا کریں۔

یوم وصال :

مقامی جماعت لاہور نے ۲۴ رمئی ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یومِ وصال منایا۔ نمازِ عصر کے بعد جناب میاں ظہور احمد صاحب کی زیرِ صدارت جامعہ دارالسلام میں اس بابرکت تقریب کا آغاز ہوا۔ منظوم کلام اور ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بعد جناب مولانا محمد علی صاحب آف چک ۸۱ سرگودھا اور جناب مولانا راجہ محمد بیدار صاحب آف کراچی نے حضرت صاحب کی زندگی اور مشن کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی جسے حاضرین نے بہت سراہا۔

ازاں بعد امریکہ سے آمدہ میڈیکل کے طالب علم جناب یحییٰ سعید صاحب (جو کہ جناب جنرل عبداللہ سعید مرحوم کے فرزند اور حضرت امیرِ قوم کے پوتے ہیں۔) نے انگریزی زبان میں تقریر کی جس میں مغرب سے طلوع دینِ حقہ کا ذکر اور امریکہ میں جماعت احمدیہ کی دینی خدمات اور ...... کے متعدد زبانوں میں تراجم کا ذکر تھا۔

نوجوان موصوف کا اندازِ تخاطب بالکل اپنے عظیم باپ جنرل عبداللہ سعید مرحوم کی طرح ہے اور سامعین نے محسوس کیا کہ ایک مجاہد کا بیٹا آگے چل کر دینی کاموں میں اپنے باپ کے قائم مقام ثابت ہوگا۔ جماعت کو بجا طور پر اس نوجوان پر فخر ہے۔

اس کے بعد صاحبِ صدر جناب میاں ظہور احمد صاحب نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا اور حضرت امیرِ قوم سے دعا کی استدعا کی گئی۔ حضرت امیرِ قوم نے جماعت کو .... پڑھنے اور ان پر غور کرنے کی تلقین فرمائی۔

آپ نے قوم کو یاد دلایا کہ اللہ کے دوستوں کو دنیا کی ایذاء باتیں رنجور نہیں بنا سکتیں۔ اگر آپ لوگ اپنی زندگیوں کو ان ...... کی تعلیمات کے مطابق ڈھال لیں جیسا کہ ایمان اور تقوےٰ کا حق ہے تو جن بشارات کا ان ...... میں ذکر ہے وہ ضرور آپ کے شاملِ حال ہوں گی۔

آپ نے قوم کو یاد دلایا کہ عزت تمام کی تمام اللہ کے لیے ہے۔ اور وہ اپنے دوستوں کو کبھی ذلیل حالت میں نہیں چھوڑتا۔ خواہ دنیا کے لوگ انہیں کتنا ہی حقیر سمجھیں۔ آپ نے زور دے کر فرمایا کہ اپنی زندگیوں کو خدا کی مرضی کے مطابق بنائیں۔ صرف دن منانے اور تقریریں کر لینے سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جو خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب ہوں۔

آخر میں حضرت ممدوح نے دردِ دل سے لمبی دعائیں پڑھیں۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں پرتکلف عشائیہ پیش کیا گیا۔

تنظیم خواتینِ احمدیہ کی سرگرمیاں

۱۲ رمئی کو تنظیم خواتین کا ایک وفد جنابہ بیگم ذکیہ شیخ صاحبہ صدر تنظیم خواتین کی قیادت میں بدوملہی کے دورے پر گیا جس میں بیگم سلمیٰ انوار صاحبہ، بیگم خدیجہ اشرف صاحبہ، بیگم ممتاز سیف صاحبہ، بیگم عقیلہ اسلام صاحبہ، آنسہ نازیہ سیف صاحبہ، قدسیہ رحمان۔ انیقہ رحمان اور آنسہ عاصمہ ریاض صاحبہ شامل تھیں۔

چونکہ جلسے کا انتظام بدوملہی کی ملحقہ بستی بسے والی میں تھا۔ لہٰذا وہاں کی صدر بیگم مجیدہ اللہ بخش صاحبہ کی سربراہی میں بدوملہی کے تمام گھرانوں میں میل ملاقات رہی۔ بدوملہی کی بزرگ شخصیت شیخ اللہ بخش صاحب کی تیمارداری کے بعد تمام خواتین بدوملہی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بسے والی دن کے بارہ بجے پہنچیں۔ وہاں پر بھی ہمارا وفد ہر احمدی گھرانے میں گیا۔ خیر خیریت دریافت کی اور میل ملاقات کے بعد ایک بجے محترمہ آمنہ بی بی کی صدارت میں جلسہ کا آغاز آنسہ خالدہ پروین ...... سے ہوا۔ اس کے بعد آنسہ نجمہ پروین۔ ریحانہ۔ راشدہ اور آسیہ نے ...... اور نظمیں پڑھیں۔

آنسہ خالدہ پروین۔ ریحانہ اور نجمہ نے تقاریر کیں۔ آخر پر صدرِ جلسہ آمنہ بی بی صاحبہ نے مرکز سے جانیوالی بہنوں کا شکریہ ادا کیا اور حضرت صاحب کا منظوم کلام پڑھا۔ آخر میں بیگم ذکیہ شیخ صاحبہ صدر تنظیم خواتین نے بہنوں سے خطاب میں فرمایا کہ آپ سب نے محنت اور شوق سے اس جلسہ کو کامیاب کیا ہے خصوصاً بچیوں نے اس تقریب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ بچوں کی تربیت کے لیے لازمی ہے کہ .... کے علاوہ باترجمہ بھی پڑھا جائے۔ اور ہر ماہ جامعہ میں اکٹھے ہو کر دینی موضوعات پر بچوں سے تقاریر کرائی جائیں۔ درثمین سے نظمیں پڑھائی جائیں اور دین کے کاموں کی طرف ترغیب دلائی جائے۔ آخر پر بیگم سلمیٰ انوار صاحبہ نے نظمیں اور تقاریر میں حصہ لینے والی بچیوں کو نقد انعامات دیئے۔

کلام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حسن و خلق و دلبری بر تو تمام

اے خدا اے چارۂ آزارِ ما
اے علاج گریہ ہائے زارِ ما
اے تو مرہم بخش جانِ ریشِ ما
اے تو دلدارِ دلِ غم کیشِ ما
ازکرم برداشتی ہر بارِ ما
وز تو از بار و بر اشجارِ ما
حافظ و ستاری از جود و کرم
بے کساں را یاری از لطفِ اتم
بندۂ در ماندہ باشد دل تپاں
ناگہاں درماں برآری ازمیاں
عاجزے را ظلمتے گیرد براہ
ناگہاں آری بروصد مہر و ماہ
حسن و خلق و دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام
آں خردمند یکہ او دیوانہ است
شمع بزم است آنکہ او پروانہ است
ہرکہ عشقت در دل و جانش فتد
ناگہاں جانے در ایمانش فتد
عشق تو گردد عیاں بر روئے او
بوئے تو آید زبام و کوئے او
صد ہزاراں نعمتش بخشی زجود
مہر و مہ را پیشش آری در سجود
خود کنی و خود کنانی کار را
خود دہی رونق تو آں بازار را
خاک را دریکدمے چیزے کنی
کز ظہورش خلق گیرد روشنی
بر کسے چوں مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی
صد شعاعش میدہی چو آفتاب
تا نماند طالب دیں در حجاب
تا ز تاریکی برآید عالمے
تا نشاں یابند ازکوئے ہمے

اے خدا۔ اے ہمارے دکھوں کی دوا
اور اے ہماری گریہ و زاری کا علاج
تو ہماری زخمی جان پر مرہم رکھنے والا ہے
اور تو ہمارے غم زدہ دل کی دلداری کرنیوالا ہے
تو نے اپنی مہربانی سے ہمارے سب بوجھ اٹھا لیے ہیں
اور ہمارے درختوں پر میوہ اور پھل تیرے فضل سے ہے
تو ہی مہربانی اور عنایت سے ہمارا محافظ اور پردہ پوش ہے
اور کمال مہربانی سے بے کسوں کا ہمدرد ہے
جب بندہ مغموم اور درماندہ ہو جاتا ہے
تو تو فوراً وہیں سے اس کا علاج پیدا کر دیتا ہے
جب کسی عاجز کو رستے میں اندھیرا گھیر لیتا ہے
تو یکدم اس کے لیے سینکڑوں سورج اور چاند پیدا کر دیتا ہے۔
حُسنِ اخلاق اور دلبری تجھ پر ختم ہیں
تیری ملاقات کے بعد پھر کسی سے تعلق رکھنا حرام ہے
وہ عقل مند ہے جو تیرا دیوانہ ہے
اور وہ شمع بزم ہے جو تیرا پروانہ ہے
ہر وہ شخص جس کے جان و دل میں تیرا عشق داخل ہو جائے
تو اس کے ایمان میں فوراً جان پڑ جاتی ہے
تیرا عشق اس کے چہرے پر ظاہر ہو جاتا ہے
اور اس کے مکان اور کوچہ سے تیری خوشبو آتی ہے
تو اس کو اپنے کرم سے لاکھوں نعمتیں بخشتا ہے
سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ کرواتا ہے
تو آپ ہی کام کرتا ہے اور آپ ہی کرواتا ہے
اور آپ ہی اس بازار کو رونق دیتا ہے
مٹی کو تو یکدم ایک قیمتی چیز بنا دیتا ہے
تاکہ اس کے ظہور سے مخلوقات روشنی حاصل کرے
جب تو کسی پر مہربانی کرتا ہے
تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے
اس کو آفتاب کی مانند سینکڑوں شعاعیں بخشتا ہے
تاکہ متلاشئ دین اندھیرے میں نہ رہے
تاکہ ایک عالم اندھیرے سے نکل آئے
تاکہ لوگ تیرے کوچے کا پتہ لگا لیں

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

خداتعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کے فائدے کیلئے ہی ہے

میرے نزدیک مورتی بنانے والوں نے خداتعالیٰ کی اس حکمت اور راز کو نہیں سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالت غیب میں رکھا ہے خداتعالیٰ کا غیب میں ہی ہونا انسان کیلئے تمام تلاش اور کل تحقیقاتوں کی راہوں کو کھولتا ہے جس قدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہیں وہ گو موجود تھے اور ہیں لیکن ایک وقت میں وہ غیب میں تھے انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمکار دکھائی اور گوہر مقصود کو پا لیا جسطرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے اسکے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور آنکھوں سے بظاہر دور ہونا اسکی محبت میں کچھ فرق نہیں ڈالتا بلکہ وہ ظاہری ہجر اپنے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کر کے اس پریم بھاؤ کو اور بھی ترقی دیتا ہے اسی طرح پر مورتی لے کر خدا کو تلاش کرنیوالا کب سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے جبکہ مورتی کے بدوں اسکی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل حسن ہستی کی طرف نہیں پڑ سکتی انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے اگر اس کو اس سوختہ دل عاشق کی طرح چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھ لے کہ واقعی مجھے خداتعالیٰ سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خداتعالےٰ کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے لیکن اگر درمیانی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹیں اسکی توجہ کو پھرا سکتی ہیں اور ایک لحظہ کے لیے بھی وہ خیال اسکے دل سے نکل سکتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ خداتعالیٰ کا عاشق نہیں اور اس سے محبت نہیں کرتا اور اسی لیے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقوں کو ملتا ہے اُسے نہیں ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آ کر اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ نادانوں نے اپنی محبت کا امتحان نہیں کیا اور اس کا وزن کیے بدوں ہی خدا پر بدظن ہو گئے ہیں پس میرے خیال میں خداتعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اسکی روحانی قوتوں کو صاف کر کے جلا دینے کے لیے تا کہ وہ نور اس میں پرکاش ہو ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہیں اور لوگوں کو تجربہ کیلئے بلاتے ہیں بعض لوگ ہم کو دکاندار کہتے ہیں کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ غرض ان بھانت بھانت کی بولیوں کو سن کر جو ہر ملک میں جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ امریکہ وغیرہ میں اشتہار دیتے ہیں اس کی غرض کیا ہے۔

ہماری غرض :-

ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ لوگوں کو اس خدا کی طرف رہنمائی کریں جسے ہم نے خود دیکھا ہے۔ سنی سنائی بات اور قصہ کے رنگ میں ہم خدا کو دکھانا نہیں چاہتے بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کر کے دنیا کو خداتعالےٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں یہ ایک سیدھی بات ہے خداتعالےٰ کی طرف جس قدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خداتعالیٰ اس سے زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اسکی طرف آتا ہے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خداتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات میں سے کچھ بھی حصہ نہ لے گا جو خداتعالیٰ کی قدرتوں اور بے انتہا طاقتوں کا نمونہ ہوں۔

-✣✣✣-

جماعتی خبریں

* حضرت امیر قوم (اللہ تعالیٰ کی تائید ہمیشہ انہیں حاصل رہے) بفضلِ خدا خیریت سے اور بصحت ہیں اور خدماتِ دینیہ میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ احباب اس قیمتی وجود کی صحت و عافیت والی لمبی زندگی کے لیے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔

درخواست دعائے صحت:

* جناب نصیر احمد فاروقی صاحب علیل ہو گئے تھے۔ اب قدرے آفاقہ ہے آپ کی بیگم صاحبہ بھی علیل ہیں۔
عبدالقیوم صاحب (کراچی) کی بیگم صاحبہ کا آپریشن ہوا ہے۔
احباب دردِ دل سے ان سب کے لیے صحت یابی کی دعا کریں۔

یومِ وصال:

مقامی جماعت لاہور نے ۲۴ مئی ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یومِ وصال منایا۔ نماز عصر کے بعد جناب میاں ظہور احمد صاحب کی زیر صدارت جامعۃ السلام میں اس بابرکت تقریب کا آغاز ہوا۔ منظوم کلام اور ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بعد جناب مولانا محمد علی صاحب آف چک ۸۱ سرگودھا اور جناب مولانا راجہ محمد بیدار صاحب آف کراچی نے حضرت صاحب کی زندگی اور مشن کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی جسے حاضرین نے بہت سراہا۔
ازاں بعد امریکہ سے آمدہ میڈیکل کے طالب علم جناب یحییٰ سعید صاحب (جو کہ جناب جنرل عبداللہ سعید مرحوم کے فرزند اور حضرت امیر قوم کے پوتے ہیں۔) نے انگریزی زبان میں تقریر کی جس میں مغرب سے طلوع دین حقہ کا ذکر اور امریکہ میں جماعت احمدیہ کی دینی خدمات اور ... کے متعدد زبانوں میں تراجم کا ذکر تھا۔
نوجوان موصوف کا اندازِ تخاطب بالکل اپنے عظیم باپ جنرل عبداللہ سعید مرحوم کی طرح ہے اور سامعین نے محسوس کیا کہ ایک مجاہد کا بیٹا آگے چل کر دینی کاموں میں اپنے باپ کے قائم مقام ثابت ہوگا۔ جماعت کو بجا طور پر اس نوجوان پر فخر ہے۔
اس کے بعد صاحب صدر جناب میاں ظہور احمد صاحب نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا اور حضرت امیر قوم سے دعا کی استدعا کی گئی۔ حضرت امیر قوم نے جماعت کو .... پڑھنے اور ان پر غور کرنے کی تلقین فرمائی۔
آپ نے قوم کو یاد دلایا کہ اللہ کے دوستوں کو دنیا کی ایذاء دہ باتیں رنجور نہیں بنا سکتیں۔ اگر آپ لوگ اپنی زندگیوں کو ان ...... کی تعلیمات کے مطابق ڈھال لیں جیسا کہ ایمان اور تقویٰ کا حق ہے تو جن بشارات کا ان ...... میں ذکر ہے وہ ضرور آپ کے شامل حال ہوں گی۔
آپ نے قوم کو یاد دلایا کہ عزت تمام کی تمام اللہ کے لیے ہے۔ اور وہ اپنے دوستوں کو کبھی ذلیل حالت میں نہیں چھوڑتا۔ خواہ دنیا کے لوگ انہیں کتنا ہی حقیر سمجھیں۔ آپ نے زور دے کر فرمایا کہ اپنی زندگیوں کو خدا کی مرضی کے مطابق بنائیں۔ صرف دن منانے اور تقریریں کر لینے سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جو خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب ہوں۔
آخر میں حضرت ممدوح نے دردِ دل سے لمبی دعائیں پڑھیں۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں پرتکلف عشائیہ پیش کیا گیا۔

تنظیم خواتین احمدیہ کی سرگرمیاں

۱۲ مئی کو تنظیم خواتین کا ایک وفد جنابہ بیگم ذکیہ شیخ صاحبہ صدر تنظیم خواتین کی قیادت میں بدوملہی کے دورے پر گیا جس میں بیگم سلمیٰ انوار صاحبہ، بیگم خدیجہ اشرف صاحبہ، بیگم ممتاز سیف صاحبہ، بیگم عقیلہ اسلام صاحبہ، آنسہ نازیہ سیف صاحبہ، قدسیہ رحمان۔ انیقہ رحمان اور آنسہ عاصمہ ریاض صاحبہ شامل تھیں۔
چونکہ جلسے کا انتظام بدوملہی کی ملحقہ بستی بسے والی میں تھا۔ لہٰذا وہاں کی صدر بیگم مجیدہ اللہ بخش صاحبہ کی سربراہی میں بدوملہی کے تمام گھرانوں میں میل ملاقات رہی۔ بدوملہی کی بزرگ شخصیت شیخ اللہ بخش صاحب کی تیمارداری کے بعد تمام خواتین بدوملہی سے ۱½ میل کے فاصلہ پر بسے والی دن کے بارہ بجے پہنچیں۔ وہاں پر بھی ہمارا وفد ہر احمدی گھرانے میں گیا۔ خیر خیریت دریافت کی اور میل ملاقات کے بعد ایک بجے محترمہ آمنہ بی بی کی صدارت میں جلسہ کا آغاز آنسہ خالدہ پروین...... سے ہوا۔ اس کے بعد آنسہ نجمہ پروین۔ ریحانہ۔ راشدہ اور آسیہ نے ...... اور نظمیں پڑھیں۔
آنسہ خالدہ پروین۔ ریحانہ اور نجمہ نے تقاریر کیں۔ آخر پر صدر جلسہ آمنہ بی بی صاحبہ نے مرکز سے جانے والی بہنوں کا شکریہ ادا کیا اور حضرت صاحب کا منظوم کلام پڑھا۔ آخر میں بیگم ذکیہ شیخ صاحبہ صدر تنظیم خواتین نے بہنوں سے خطاب میں فرمایا کہ آپ سب نے محنت اور شوق سے اس جلسہ کو کامیاب کیا ہے۔ خصوصاً بچیوں نے اس تقریب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ بچوں کی تربیت کے لیے لازمی ہے کہ .... کے علاوہ باترجمہ بھی پڑھا جائے۔ اور ہر ماہ جامعہ میں اکٹھے ہو کر دینی موضوعات پر بچوں سے تقاریر کرائی جائیں۔ درثمین سے نظمیں پڑھائی جائیں اور دین کے کاموں کی طرف ترغیب دلائی جائے۔ آخر پر بیگم سلمیٰ انوار صاحبہ نے نظمیں اور تقاریر میں حصہ لینے والی بچیوں کو نقد انعامات دیئے۔

یوم وصال :-

تنظیم خواتین احمدیہ کے زیر اہتمام یوم وصال حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ۱۹ر مئی کو شام ۵ بجے جامعہ دارالسلام میں منایا گیا۔ کثیر تعداد میں خواتین اور بچیوں نے شرکت کی۔

محترمہ ساجدہ رحیم صاحبہ کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے آغاز کیا گیا۔ انیقہ رحمان نے دعائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پڑھی اور ترجمہ پیش کیا۔ آنسہ فاطمہ نے درثمین سے نظم پڑھی۔ آنسہ عائشہ رحمان نے حضرت صاحب کے ملفوظات پیش کیے۔ محترمہ بشریٰ علوی صاحبہ نے "مجدد اعظم" سے اقتباسات پیش کیے۔ اس کے بعد آنسہ فہمیدہ ضیاء نے حضرت صاحب کی نظم :- ع

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے

ترنم سے پڑھی۔

آنسہ سمیرا اشرف نے شرائط بیعت کی پہلی شرط "شرک" پر اظہار خیال کیا۔ آنسہ سعدیہ رحمٰن نے حضرت صاحب کی سیرت بیان کی۔ آنسہ جمیلہ اسلام نے درثمین سے نظم پڑھی۔

محترمہ بیگم سلمیٰ انوار صاحبہ نے حضرت صاحب کے تجدیدی کارنامے بیان کیے طیبہ انوار نے نظم پڑھی۔ محترمہ صفیہ بنت سعید صاحبہ نے :

وقت تھا وقت ۔ ۔ ۔ نہ کسی اور کا وقت

کے موضوع پر دلپذیر انداز میں تقریر کی۔ اس تقریب کے اختتام پر حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

ریحانہ ریاض صاحبہ
جنرل سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ

بیرونی ممالک کی خبریں :

ایک احمدی کو سر کا خطاب :

(ہالینڈ) یوٹرخت جماعت کے ۸۲ سالہ بزرگ امام کون جمن صاحب کو ہالینڈ میں یوم ملکہ کے موقع پر اس سال ۳۰ر اپریل کو "سر" کے خطاب سے نوازا گیا۔ ملکہ کے شاہی خاندان کی طرف سے سر کا خطاب بہت کم عطا کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ اعزاز نہ صرف سر کون کے لیے بلکہ وہاں کی تمام احمدی برادری کے لیے امتیاز کا موجب ہے۔ ڈچ وزیر انصاف ڈاکٹر ہرشش بلن نے ۲۹ر اپریل کو احمدیہ فیڈریشن کے صدر کرامت علی صاحب کی موجودگی میں بہ نفس نفیس حاجی جمن صاحب کو یہ اعزاز عنایت کیا۔ یہ امتیاز انہیں اس لیے عطا کیا گیا کہ علاوہ اور امور کے انہوں نے مملکت نیدرلینڈ کے دین حقہ کے فرقوں کی بطور امام اور روحانی پیشوا ۴۰ سال سے زیادہ عرصہ تک دلی لگن سے خدمت کی ان میں سے ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ (۱۹۶۰ء تا ۱۹۸۰ء) انہوں نے ہالینڈ میں گذارا جبکہ وہ احمدیہ جماعت یوٹرخت کے باضابطہ امام تھے اس سے پہلے وہ ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ کے لیے سرینام میں بھی امام رہے جب یہ ملک نیدرلینڈ کی مملکت کا حصہ تھا۔

خ اس خطاب کا نام ہے اور نیچے نساؤ سلسلے کا بہادر

عاشقKNIGHT IN THE ORDER OF ORANGE NASSAU

—— نیچے نساؤ نام ہے نیدرلینڈ کے شاہی خاندان کا۔

---

* احمدیہ فیڈریشن (ہالینڈ) کی دسویں سالگرہ کی تقریبات :

یہ سالگرہ یوٹرخت میں اوسس کلب کے مرکز میں منائی گئی۔ ہالینڈ کے تمام حصوں سے احمدیوں نے ان تقریبات میں حصہ لیا جن میں معروف مقررین نے اس فیڈریشن کی تاسیس۔ ترقی اور ضرورت کے متعلق تقاریر فرمائیں۔ بالخصوص یہ کہ بیشتر جماعتیں (۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۹ء) کے درمیانی عرصہ میں تقریباً علیحدہ علیحدہ معرض وجود میں آئی تھیں۔ لہٰذا تعاون اور رابطہ بڑھانے کے لیے فیڈریشن کا نظام ضروری تھا جس کے مطابق فیڈریشن کے آئین کی توثیق ۲۶/۸/۸۳ کو کی گئی تھی۔

اس موقع پر کرامت علی صاحب نے کون جمن صاحب کو شاہی سر کا خطاب ملنے پر مبارکباد بھی دی۔ دیگر مقررین کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ حاجی اے۔ آر جگو (یوٹرخت کے موجودہ امام) اے ایس عبدل سنتو بحثیت نمائندہ یورپ (آپ فیڈریشن کے پہلے جنرل سیکرٹری تھے۔) مسٹر ایچ بدلو، مسٹر ایم تراب مسٹر ڈی جہانگیر، مسٹر اے حسن خان اور مسٹر ایچ مولا بخش جو احمدیہ جماعت نکیری (سرینام) کے صدر رہیں اور آجکل ہالینڈ میں اہل خاندان سے ملنے آئے ہیں۔

انڈونیشیا :

جکارتہ انڈونیشیا سے ہمارے محترم بھائی امام موسیٰ پروجوسوبو صاحب نے یہ خوشخبری دی کہ ان کے مرحوم والدین کی وصیت کے مطابق ۱۰ ہزار سے زیادہ امریکی ڈالر کی مالیت کے وقف کو احمدیہ انجمن انڈونیشیا کے سپرد کیا گیا۔ اس سے جماعت کے وسائل میں مستقل اضافہ ہوگا۔

اس موقع پر سوار کارتہ میں ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں محترم ایس یاسر علی صاحب نے بڑے مؤثر انداز میں محمد کوسیان پروجوسوبو صاحب مرحوم اور ان کی بیگم صاحبہ مرحومہ کی دین حقہ اور سلسلہ کے لیے گراں قدر خدمات کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور ان قربانیوں کا ذکر بھی کیا جو انہوں نے ملک کی جنگ آزادی کے سلسلہ میں دیں۔

جولائی میں برلن میں ہونے والی کنونشن کا ذکر آجکل ہماری جماعت کی مجالس میں ہو رہا ہے۔ خدا اس کنونشن کو کامیاب بنائے۔ آمین۔

اطلاع

احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بعض اشخاص زبانی اور بذریعہ خطوط یہ شر انگیز پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ انجمن نے جائیداد واقع احمدیہ بلڈنگ فروخت کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے یہ خبر غلط ہے۔ صرف ایک تجویز تھی جو نامنظور ہو چکی ہے۔

منصور احمد
جنرل سیکرٹری

اگر کسی صاحب کے پاس قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ طبع شدہ ۱۹۱۷ء اور مینول آف حدیث طبع شدہ ۱۹۴۱ء ہوں تو از راہ کرم قیمتاً یا ہدیتاً عنایت فرمادیں۔ (شکریہ)

کلام حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

حسن و خلق و دلبری بر تو تمام

اے خدا اے چارۂ آزارِ ما
اے علاج گریہ ہائے زارِ ما
اے تو مرہم بخش جانِ ریشِ ما
اے تو دلدارِ دلِ غم کیشِ ما
از کرم برداشتی ہر بارِ ما
وز تو از بار و برِ اشجارِ ما
حافظ و ستاری از جود و کرم
بے کساں را یاری از لطفِ اتم
بندۂ در ماندہ باشد دل تپاں
ناگہاں درماں برآری از میاں
عاجزے را ظلمتے گیرد براہ
ناگہاں آری بروصد مہر و ماہ
حسن و خلق و دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام
آں خردمندے کہ او دیوانہ است
شمع بزم است آنکہ او پروانہ است
ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد
ناگہاں جانے در ایمانش فتد
عشق تو گردد عیاں بر روئے او
بوئے تو آید ز بام و کوئے او
صد ہزاراں نعمتش بخشی ز جود
مہر و مہ را پیشش آری در سجود
خود کنی و خود کنانی کار را
خود دہی رونق تو آں بازار را
خاک را در یکدمے چیزے کنی
کز ظہورش خلق گیرد روشنی
ہر کسے چوں مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی
صد شعاعش میدہی چو آفتاب
تا نماند طالب دیں در حجاب
تا ز تاریکی بر آید عالمے
تا نشاں یابند از کوئت ہمے

اے خدا۔ اے ہمارے دکھوں کی دوا
اور اے ہماری گریہ و زاری کا علاج
تو ہماری زخمی جان پر مرہم رکھنے والا ہے
اور تو ہمارے غم زدہ دل کی دلداری کرنیوالا ہے
تو نے اپنی مہربانی سے ہمارے سب بوجھ اٹھا لیے ہیں
اور ہمارے درختوں پر میوہ اور پھل تیرے فضل سے ہے
تو ہی مہربانی اور عنایت سے ہمارا محافظ اور پردہ پوش ہے
اور کمال مہربانی سے بے کسوں کا ہمدرد ہے
جب بندہ مغموم اور درماندہ ہو جاتا ہے
تو تو فوراً وہیں سے اس کا علاج پیدا کر دیتا ہے
جب کسی عاجز کو رستے میں اندھیرا گھیر لیتا ہے
تو یکدم اس کے لیے سینکڑوں سورج اور چاند پیدا کر دیتا ہے۔
حُسنِ اخلاق اور دلبری تجھ پہ ختم ہیں
تیری ملاقات کے بعد پھر کسی سے تعلق رکھنا حرام ہے
وہ عقلمند ہے جو تیرا دیوانہ ہے
اور وہ شمع بزم ہے جو تیرا پروانہ ہے
ہر وہ شخص جس کے جان و دل میں تیرا عشق داخل ہو جائے
تو اس کے ایمان میں فوراً جان پڑ جاتی ہے
تیرا عشق اس کے چہرے پر ظاہر ہو جاتا ہے
اور اس کے مکان اور کوچہ سے تیری خوشبو آتی ہے
تو اس کو اپنے کرم سے لاکھوں نعمتیں بخشتا ہے
سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ کرواتا ہے
تو آپ ہی کام کرتا ہے اور آپ ہی کرواتا ہے
اور آپ ہی اس بازار کو رونق دیتا ہے
مٹی کو تو یکدم ایک قیمتی چیز بنا دیتا ہے
تاکہ اس کے ظہور سے مخلوقات روشنی حاصل کرے
جب تو کسی پر مہربانی کرتا ہے
تو اُسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے
اس کو آفتاب کی مانند سینکڑوں شعاعیں بخشتا ہے
تاکہ متلاشئ دین اندھیرے میں نہ رہے
تاکہ ایک عالم اندھیرے سے نکل آئے
تاکہ لوگ تیرے کوچے کا پتہ لگا لیں

ملفوظات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

عذاب الٰہی سے بچنے کا ذریعہ

واضح رہے کہ جس حال میں وہ بلائیں جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں۔ اور جن کا نتیجہ جہنمی زندگی اور عذاب الٰہی ہے۔ ان بلاؤں سے جو ترقی درجات کے طور پر اخیار و ابرار کو آتی ہیں الگ ہیں۔ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جو انسان اس عذاب سے نجات پاوے۔ اس عذاب اور دکھ سے رہائی کی بجز اس کے کوئی تجویز اور علاج نہیں ہے کہ انسان سچے دل سے توبہ کرے جب تک سچی توبہ نہیں کرتا یہ بلائیں جو عذاب الٰہی کے رنگ میں آتی ہیں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا جو اس بارے میں اس نے مقرر فرما دیا ہے۔ ---------
یعنی جب تک کوئی قوم اپنی حالت میں تبدیلی پیدا نہیں کرتی اللہ تعالیٰ اس کی حالت نہیں بدلتا۔

خدا تعالیٰ ایک تبدیلی چاہتا ہے اور وہ پاکیزہ تبدیلی ہے۔ جب تک وہ تبدیلی نہ ہو عذاب الٰہی سے رستگاری اور مخلصی نہیں ملتی۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک قانون اور سنت ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے ہی یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ ---------- کہ سنت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی پس جو شخص چاہتا ہے کہ آسمان میں اس کے لیے تبدیلی ہو یعنی وہ ان عذابوں اور دکھوں سے رہائی پاوے جو شامت اعمال نے اس کے لیے تیار کیے ہیں اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے۔ جب وہ خود تبدیلی کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ---------- اس کے عذاب اور دکھ کو بدل دیتا ہے اور دکھ کو سکھ سے تبدیل کر دیتا ہے جب انسان کے اندر تبدیلی کرتا ہے تو اس کے لیے ضرور نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو بھی دکھاتا پھرے وہ رحیم کریم خدا جو دلوں کا مالک ہے اس کی تبدیلی کو دیکھ لیتا ہے کہ یہ پہلا انسان نہیں ہے اس لیے وہ اس پر فضل کرتا ہے "تذکرۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ ایک شخص نماز، روزہ اور دوسرے اشغال اذکار سے ریا کرتا تھا تاکہ لوگ اسے ولی سمجھیں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگ اسے ریاکار سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ بچے بھی جس راستہ سے وہ گذرتا تھا اس کو ریاکار اور فریبی کہا کرتے تھے۔ ایک وقت تک اس کی حالت ایسی ہی رہی۔ آخر اس نے سوچا کہ اس طریق سے کوئی فائدہ تو نہیں ہوا بلکہ حالت بدتر ہی ہوئی ہے اس لیے اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ پس اس نے چھوڑ دیا اور ملامتی فرقہ کا سا طریق اختیار کر لیا۔ ملامتی ایک فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور بدیوں کو ظاہر کرتا ہے تاکہ لوگ انہیں برا کہیں۔ اسی طرح پر وہ اپنی نیکیوں کو چھپانے لگا اور اندر ہی اندر اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے لگا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھا ہے کہ جس کوچے سے گذرتا عام لوگ اور بچے بھی اسے کہتے کہ بڑا نیک ہے ولی ہے بزرگ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا مشک اور عطر کی طرح ہے جو کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔ یہی تاثیریں ہیں سچی توبہ میں۔ جب انسان سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ پھر اسے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں خدا اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ اور وہ تقدیر جو شامت اعمال سے اس کے لیے مقرر ہوتی ہے وہ دور کی جاتی ہے۔ اس امر کے دلائل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اپنی اس مختصر زندگی میں وباؤں سے محفوظ رہے جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں۔ اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و نگران ہو جاتا ہے اور ساری بلاؤں کو دور کر دیتا ہے اور ان منصوبوں سے جو دشمن اس کیلئے تیار کرتے ہیں محفوظ رکھتا ہے۔

جماعتی خبریں

* حضرت امیر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بصحت ہیں، جماعتی امور کی انجام دہی میں حسب معمول مصروف رہتے ملاقاتیوں سے ملاقات فرماتے اور متعلقہ امور میں ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ احباب کرام ان کی تندرستی اور درازئ عمر کے لیے دعا فرماویں۔

عید سعید کے موقع پر حضرت امیر جماعت کو تحریک فرماتے ہیں کہ ان مبارک ایام میں ایثار وقربانی کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔ بظاہر مشکل حالات میں صرف اور صرف اللہ علیم وقدیر کی نصرت ومدد پر تکیہ کریں اور دعا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو، اپنے افضال وبرکات کی بارش کرے اور غم وہم سے نجات بخشے۔ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ وہ جماعت کے ایک ایک مرد و زن کے لیے بارگاہ الٰہی میں دعاگو رہتے ہیں اور جماعت سے بھی اپنے لیے دعا کی تحریک کرتے اور سب کو عید مبارک کہتے ہیں۔

* ادارہ پیغام صلح کی طرف سے اپنے قارئین کرام کی خدمت میں پیشگی عید مبارک عرض ہے۔

* احباب قربانی کی کھالوں کی قیمت خزانہ انجمن میں داخل کرائیں تاکہ آپ کی اس مالی مدد سے جماعتی و دینی خدمات کے کام ہو سکیں۔ مقامی احباب مرکزی دفتر میں اطلاع دیں تو ہمارے کارکن کھالوں کی وصولی کے لیے دیئے گئے پتہ پر پہنچ سکیں گے اس مقصد کے لیے احباب پتہ لکھوادیں یا فون ۸۶۲۹۵۶ - اور ۸۶۳۲۶۰ پر اطلاع دیں۔

انچارج آفس کفیل دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن۔ لاہور

* جامع دارالسلام لاہور میں اجتماع عید صبح ½ ۷ بجے اور جامع احمدیہ بلڈنگس نسبت روڈ لاہور میں صبح ۸ بجے ہوگا۔

* جماعت کے محترم بزرگ این اے فاروقی صاحب ان دنوں علیل ہیں۔ اسی طرح محترم صاحبزادہ محمد احمد صاحب بھی بیمار رہیں ان کے لیے احباب جلد صحت یابی کے لیے دعا فرمادیں۔

* محترم ملک سعید احمد صاحب کے پوتے عزیزم اسد مبارک طالب علم ہیں وہ اکثر بیمار رہتے ہیں اس نوجوان کی صحت یابی کے لیے احباب سے درخواست ہے۔

* جماعت کے واعظ محترم مرزا محمد لطیف صاحب مسلسل بیمار ہیں اور طویل رخصت پر ہیں ان کی خبرگیری ہوتی رہتی ہے۔ احباب ہمارے قیمتی بھائی کی صحت کاملہ کے لیے دردِ دل سے دعا فرمادیں۔

جلسہ یوم وصال:

راولپنڈی ۳۱ مئی ۱۹۹۱۔ بروز جمعہ جماعت راولپنڈی نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یوم وصال عقیدت واحترام سے منایا۔ خطبہ میں محترم چوہدری عبدالحمید صاحب فاضل نے حضرت اقدس کی خدمات دینیہ۔ آپ کی پاکباز اور راست باز زندگی کے واقعات بیان کیے۔ نماز کے بعد جناب کرنل ریٹائرڈ حنیف اختر ملہی نے حضرت بانی سلسلہ کی خدمات کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ حضرت تو خادم دین تھے اور انہوں نے زندگی بھر دین کی سربلندی کے لیے جہاد کیا۔ دوسرے مقرر شیخ غلام ربانی صاحب نے بیسویں صدی کی مذہبی تحریکوں کے ساتھ تحریک احمدیت کا موازنہ کرتے ہوئے احباب کو بتایا کہ تحریک احمدیت اس لیے کامیاب ہوئی اور ترقی کی منازل طے کیں کہ اس کے بانی نے ایمان وایقان پر زور دیا اور زندہ خدا کی ہستی اور اس سے تعلق پیدا کرنے کی تعلیم دی۔ تیسرے مقرر قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ نے حضرت بانی سلسلہ کے علم الکلام کی خوبیوں پر روشنی ڈالی۔ احباب کی ایک کثیر تعداد نے تقریب میں شرکت کی۔ خواتین سلسلہ بھی تشریف لائی تھیں جلسہ کے اختتام پر چائے اور بسکٹ پیش کیے گئے۔

نامہ نگار: فخر الدین احمد۔ راولپنڈی

* ## جماعت فیصل آباد کی تقریب یوم وصال:

۳۱ مئی جمعۃ المبارک کے دن فیصل آباد کی جماعت نے یوم وصال حضرت بانی سلسلہ کی تقریب منائی۔ مقامی جماعت کے علاوہ لاہور اور جھنگ سے بھی احباب نے اس تقریب میں شمولیت کی۔ ظہرانہ کے بعد تقریب کا آغاز زیر صدارت جناب چوہدری محمد حسین ہوا۔ تلاوت مقامی واعظ مرزا محمد حنیف نے کی۔ مولوی رحمت اللہ صاحب نے منظوم کلام پیش کیا جبکہ عزیزم اطہر رسول نے ملفوظات حضرت بانی سلسلہ پڑھ کر سنائے مقررین میں مرزا ٹیپو سلطان صاحب، افریقی طالب علم نصر اللہ صاحب عزیزم عامر عزیز صاحب، محترم قاضی عبدالاحد صاحب۔ محترم عبدالعزیز صاحب آف کچھی اور چوہدری محمد حسین صاحب کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ افریقی طالب علم کی انگریزی تقریر کا ترجمہ محترم افضل عادل صاحب نے سنایا۔ اس موقعہ پر تنظیم خواتین کی طرف سے عزیزہ عتیقۃ الرحمٰن نے بھی حضرت صاحب کی سیرت وسوانح پر تقریر کی محترم ملک ظفر اللہ خاں صاحب نے خطبہ دیا۔ خطیب ومقررین کی تقاریر جماعتی اور دینی لحاظ سے بڑی موثر اور سبق آموز تھیں۔ آخر میں حاضرین کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔

* ## تقریب یوم وصال:

پشاور ضلع کے موضع سفید ڈھیری کی جماعت نے حضرت بانی سلسلہ کے یوم وصال کے موقعہ پر ایک جماعتی اجتماع کیا جس کی صدارت محترم خان عبدالباری خان صاحب نے کی۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم اختر علی صاحب نے انجام دیے۔

حضرت صاحب کا منظوم کلام اور آپ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے گئے۔ مقررین میں محترم شیخ شریف احمد صاحب، ناصر احمد صاحب از شیخ محمدی اور محترم کیپٹن عبدالواحد صاحب شامل تھے۔ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ کی خدمات اور مقام پر روشنی ڈالی

اجتماع میں خطبہ مولوی [illegible] صاحب نے دیا۔ اختتام تقریب پر حاضرین نے ظہرانہ میں شرکت کی۔

جن احباب نے اخبار کا چندہ ابھی تک نہیں بھیجا ادارہ ان سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد چندہ بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مترجم محترم پروفیسر خلیل الرحمن صاحب

ایک روسی عالم الیگزینڈر سیدرسکی کا حضرت مولانا محمد علی صاحب کو خراجِ عقیدت

میرے محترم و مکرم جانجی ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو ۔ سلام مسنون ۔۔۔ آپ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے متعلق روسی سکالر کا جو مضمون مجھے ترجمہ کرنے کیلئے دیا تھا اسکے ارسال کرنے میں بعض ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے ذرا تاخیر ہوگئی ہے معافی چاہتا ہوں ۔ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ مضمون نگار کا مطلب پورے طور پر ادا ہو جائے اور اسکی روح برقرار رہے بہرحال ہر تحریر کو بہتر سے بہتر بنانے کی گنجائش ہمیشہ موجود ہوتی ہے ۔۔۔۔۔ والسلام (پروفیسر) خلیل الرحمن

یہ روسی عالم جو اس وقت کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کی انگریزی تفسیر بیان القرآن کا روسی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں حضرت مولانا کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"میں نے آج سے تقریباً ایک سال پہلے مولانا محمد علی کی تصنیفات کا مطالعہ شروع کیا جس مختصر ۔ جامع ۔ مربوط اور عام فہم انداز میں آپ نے دین متین کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس نے جلد ہی مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا کیونکہ جو بات بارہ تیرہ صفحات میں بیان کی جا سکتی تھی وہ آپ نے چند الفاظ میں بیان کر دی ہے ۔ اس کے علاوہ ان کی کتب کے مطالعہ کا مزید شوق میرے دل میں اس لیے بھی پیدا ہوا کہ مولانا محمد علی صاحب اور تحریک احمدیت (جماعت احمدیہ لاہور) سے تعلق رکھنے والے دیگر علماء اور مفکرین نے اپنے لٹریچر میں جن نہایت اہم مسائل پر بحث کی ہے ان میں اور اس زمانے کو درپیش نہایت پیچیدہ اور دقیق مسائل میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے اس وقت دنیا ان درپیش مسائل کے ایسے حل کی متلاشی ہے جو مذہب کو وحدت نسل انسانی کے نقطۂ نظر سے پیش کرے تاکہ دنیا میں انسان دوستی کے نظریات اور جذبات کو فروغ حاصل ہو سکے مثلاً آج کا انسان ایسی سچائی کی تلاش میں ہے جو ظاہر اور باطن پائیدار اور ناپائیدار یا فانی اور غیر فانی کے درمیان جو تضاد پایا جاتا ہے اسے دور کر دے ۔ افلاطون ہیگل اور ٹالسٹائی کے پیش کردہ فلسفہ میں بھی ہمیں یہی مسئلہ فیصلہ کن دکھائی دیتا ہے ۔ مولانا محمد علی صاحب بھی اسی سچائی کی تہ تک رسائی کی جستجو میں کوشاں نظر آتے ہیں اور میرے لیے یہ بات قطعاً حیرت کا باعث نہیں کیونکہ احمدی مصنفین اس حق کو پانے کے لیے دین کے اس تصور کی طرف رجوع کی دعوت دیتے ہیں جس کی بنیاد جذبہ بین الاقوامیت ۔ رواداری اور اپنے مدمقابل کے ساتھ دیانتدارانہ اور مخلصانہ باہمی تبادلہ خیال پر آمادگی پر ہے ۔ یہ بلاشبہ رجوع کی دعوت ہے یعنی اس حقیقی دین اور اس کے بنیادی محکم اصولوں کی طرف لوٹ آنے کی دعوت ہے جو ایسے گھٹیا اور مفاد پرستانہ نظریات کے جبر سے پاک ہیں جنہیں مذہب کے نام پر معاشی اور سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر اور مذہبی جنون کو اقتدار حاصل کرنے کے لیے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے

اگر اس بحث کا پوری دیانت داری کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو یہ سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی کہ تحریکِ احمدیت کے لٹریچر میں دین متین کو نہایت دیانتداری صاف گوئی اور وسعتِ نظر کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ۔ مولانا محمد علی صاحب کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اتنا گہرا ٹھوس عالمگیر اور ہمہ گیر ادراک حاصل ہے کہ قاری اللہ تعالیٰ کی جستجو میں ان کی بیقراری اور اضطراب کو بڑی آسانی سے بھانپ لیتا ہے ۔ اور یہ جان لیتا ہے کہ اپنے اردگرد محیط دنیا کی حقیقت اور اس میں انسان کے کردار کو سمجھنے کی دیانت دارانہ کوشش اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ اس کو ایسے معنی پہنائے اور اس میں ان اقدار کو تلاش کرنے کی کوشش کرے جو اس کے وجود اور اس کے اندر کارفرما قوانین کا تعین کرتی ہے انسان کے اندر

خود آگہی کی قوت ۔ سائنسی نظریات اور انبیاء کی پیشگوئیاں یہ سب ایک ہی حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہیں کہ یہ کائنات ایسے جدا جدا عناصر پر مشتمل نہیں جو اپنی اپنی ذات میں ہر لحاظ سے کامل ہوں ۔ ان سب سے اعلیٰ اور ارفع ایک اور قوت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کامل ہے جو انہیں باہم پیوست کر کے ہمارے سامنے حقیقت کا روپ بخشتی ہے ۔ الہامی بصیرت روزمرہ زندگی میں واقع ہونے والے ماورالعقل تجربات استغراق و مراقبہ کی کیفیات سب اللہ تعالیٰ کی ہستی کامل پر دلالت کرتے ہیں ۔ وہ اپنی کمال مہربانی اور فضل سے ہمارے اندر امید کا ایک چراغ روشن کرتا ہے کہ ایک نہ ایک دن ہمیں اسکی صفات کاملہ کی نوعیت اور ماہیت کا ادراک حاصل ہو جائیگا اور اسطرح دریافت ہونیوالی حقیقت ہم پر روشن ہو جائیگی ۔ جب زندگی کا کامل مفہوم معروضی طور پر ہم پر منکشف ہو جائیگا تو لوگوں کو شئے اور اس کے نام اور مادہ اور تصور کے درمیان جو بظاہر گہرا اختلاف نظر آتا ہے وہ اسے دور کرنے پر قادر ہو جائیں گے اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو انسانی تہذیب و ثقافت اور ہمارے اردگرد کی دنیا ظاہری تفاوت کے باوصف اصل میں ایک ہی تصویر کے مختلف رخ نظر آتے ہیں جن میں تقدیرِ الٰہی کے مطابق یکسانیت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے ۔ مولانا محمد علی صاحب جو فلسفہ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اس میں یکسانیت اور ہم آہنگی کا موضوع ان کے نزدیک اس قدر اہم اور لازمی ہے کہ وہ جب بھی کسی چیز کی ماہیت پر قلم اٹھاتے ہیں تو اول اس کے اخلاقی پہلو پر نظر ڈالتے ہیں اور اس کے بعد قدرتی طور پر انکی توجہ اسکی عقلی اور جمالیاتی اہمیت کی طرف مبذول ہو جاتی ہے مثال کے طور پر کلام پاک کی اخلاقی تعلیم نے انسانوں کے باہمی تعلقات پر جو زبردست اثر ڈالا ہے اسکا بنظر غائر تجزیہ کرنے کے بعد مولانا محمد علی اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کلام پاک ایک بے نظیر اور منفرد حیثیت کی حامل کتاب ہے اسکے بعد اس کے جمالی رنگ کی طرف آتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا طرز بیان ۔ آیات کی ترکیب و ترتیب ۔ شعریت اور موسیقیت کی دلفریبی اس کے حسن کو چار چاند لگا دیتی ہیں ان تمام باتوں پر اگر یکجا طور پر غور کیا جائے تو یہ مصنف (مولانا محمد علی) کی حیرت انگیز علمی فضیلت تجزیہ کی گہرائی اور غیر معمولی وسعت نظر پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں اس سے بھی زیادہ اہم ایک اور بات یہ ہے کہ ایک خدا کے منکر کو بھی کلام پاک کی اخلاقی ۔ علمی اور جمالیاتی خصوصیات انفرادی طور پر مکمل نظر آئیں گی اور اس پر ایمان لانے والے کو یہ ایک ہی حقیقت کے جو مجسم صداقت ہے مختلف پہلو دکھائی دیں گے ۔ مولانا محمد علی صاحب نے توحید الٰہی پر جو سیر حاصل بحث کی ہے اس سے بھی دل میں یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے دین متین کی جو تشریح کی ہے وہ عالمگیر نوعیت کی ہے ۔ میرا یہ ایمان ہے کہ ان کی تحریرات کا یہی وہ پہلو ہے جو ان میں قوت کشش اور جادو کی سی تاثیر پیدا کر دیتا ہے ۔ مولانا محمد علی نے معانی و مفاہیم کا جو ایک متحرک اور قوت آفریں نظام پیش کیا ہے انہوں نے اسکی بنیاد بھی توحید الٰہی پر رکھی ہے جو اس کائنات کے ہر ذرے میں کارفرما ہے ۔ تحریک احمدیت کے اس مصنف کی فکر کی گہرائی اور گیرائی نے انہیں اس عظیم مقام پر کھڑا کر دیا ہے جسکی عظمت کے اعتراف کے لیے ان کے لٹریچر کا مطالعہ اب ناگزیر

ہو گیا ہے کیونکہ اب ایک دوسرے کے نظریات کو سمجھنے اور قبول کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے جس سے انسانی فہم و ادراک اور ذہنی ارتقا کی تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔

مولینا محمد علی صاحب کے نزدیک ہماری تہذیب و تمدن کی جو اساسی اقدار ہیں وہ دراصل ایک ہی حقیقت یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کے ہی مختلف عکس ہیں جو اجزا کی طرح سب مل کر کل میں۔ فنا ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مستجمع جمیع صفات کاملہ ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں (جیسے سفید روشنی کے سات مختلف رنگ آپس میں مل کر سفید روشنی پیدا کرتے ہیں۔ مترجم) اسی وجہ سے مولینا محمد علی صاحب اپنے اس نظریے پر بار بار زور دیتے ہیں کہ دین متین کسی ایک قوم کا نہیں بلکہ ساری نسل انسانی کا مذہب ہے۔ مذہب کے بارے میں ان کا یہ بین الاقوامی نقطہ نظر نہ صرف ان کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کی عکاسی کرتا ہے بلکہ کل کائنات کے متعلق وحدانیت کے تصور کو بھی اجاگر کرتا ہے جس سے ہر شے کے فی ذاتہٖ کامل ہونے کے نظریہ کی بھی نفی ہوتی ہے۔ یہی بات دین متین کے اس اہم ترین اصول کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے کہ تمام انبیاءؑ پر ایمان لانا لازمی ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل اور عیسائی انبیاءؑ کی وحی کو سچا تسلیم کرنے کی یہ وجہ نہیں کہ دین متین رواداری کی تعلیم دیتا ہے جیسے احمدی علماء اور مفکرین اپنے لٹریچر میں بار بار دہراتے ہیں بلکہ اُن کے نظریہ توحید کے مطابق تمام انبیاءؑ کی وحی ایک ہی ذات حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے۔ دنیا کی جن زبانوں میں وقتاً فوقتاً یہ وحی نازل ہوتی رہی ہے اس میں ذات اولیٰ یا صداقت حقیقی کے لیے جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان کا ایک ہی مطلب اور مفہوم ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ انسانی قبائل کے درمیان تعلقات اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کی طرف آنیوالے انبیاءؑ کے پیغامات کے درمیان ایک ایسی یکسانیت نظر آتی ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار میں انسانی معاشرہ کی ہر سطح پر ذہنی اور اخلاقی ارتقا کے ساتھ ہم آہنگ دکھائی دیتی ہے۔ جب مولینا محمد علی صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اب کلام پاک ہی وہ واحد بینظیر کتاب ہے جو تمام قوموں اور آئندہ زمانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے تو اسی موضوع پر (اللہ تعالیٰ کی توحید) ان کی توجہ مرکوز رہتی ہے۔ کلام پاک اس لحاظ سے بھی ایک لاثانی کتاب ہے کہ کائنات میں اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات میں جو کامل ہم آہنگی کار فرما نظر آتی ہے یہ اس کی عکاسی کرتا ہے دوسرے الفاظ میں اللہ تعالےٰ کے رب العالمین ہونے کا عقیدہ بھی توحید الٰہی پر ہی ایمان لانے کا نتیجہ ہے اور مولینا محمد علی صاحب نے دنیا کی مختلف قوموں کے درمیان معاشرتی تعلقات کی جو تصویر ہمارے سامنے پیش کی ہے وہ بھی اسی تصور (توحید الٰہی) کا منطقی نتیجہ ہے۔ مولینا محمد علی صاحب نے جن کلیدی معاشرتی تصورات کا تجزیہ پیش کیا ہے اس سے نہ صرف دینی اخوت۔ دینی حکومت یا دین میں صدقات و خیرات کی نوعیت اور اہمیت پر بلکہ اجتماعی عبادات پر بھی روشنی پڑتی ہے جو گو دقتی طور پر ہی سہی طبقاتی تفریق کے نظریہ کو ختم کر دیتی ہیں۔ مولینا محمد علی صاحب نے جس اصلی دینی معاشرہ کی تصویر ہمارے سامنے رکھی ہے وہ کامل مساوات کا مظہر اور ہر قسم کے استحصال۔ طبقاتی تقسیم اور اختلافات سے پاک معاشرہ ہے۔ دینی معاشرہ کی یہ تمام خوبیاں اس نظریہ کے مختلف پہلو ہیں جو معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کرنے سے انکاری ہے اور جس کے نزدیک قوم ایسے مختلف گروہوں کے مجموعے کا نام نہیں جن کے معاشی اور سیاسی مفادات ایک دوسرے سے متصادم ہوں۔ اس قسم کی طبقاتی تقسیم کا اس لیے یکسر انکار کیا جاتا ہے کہ یہ کلیت کے اصول کی مناسبت سے اللہ تعالےٰ کی توحید کے تصور کے منافی ہے۔ اسی طرح ان کی تحریرات میں مرد اور عورت کے درمیان مساوات کا ذکر بھی بہت واضح اور نمایاں ہے۔ وہ اس موضوع پر اظہار خیال اس لیے نہیں کرتے کہ مذہبی دنیا میں عورت کے ساتھ مرد کے رویے پر جو غیروں کی طرف سے تنقید کی جاتی ہے اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ مصنف کے ہاں اس مساوات کا جو بنیادی تصور ہے اس میں معاشی قانونی اور اس سے اہم تر روحانی مساوات شامل ہے اس مساوات کا انکار کر دینے سے دین متین میں مردوں اور عورتوں کے لیے ان اقدار کے دو مختلف نظام تسلیم کرنے پڑتے ہیں مگر ایسے نظریہ کے لیے جو توحید کے رنگ میں رنگین ہے یہ دوہرا معیار قطعاً ناقابل فہم ہے۔ دین متین مثلیث اور دوئی یعنی ثنویت کے ساتھ اس نظریہ کی تردید کرتا ہے کہ چونکہ یہ عالم ایک مجموعہ اضداد ہے اس لیے اس میں پائے جانیوالے تضادات کبھی ختم نہیں ہونگے اور یہ ایک کامل نمونہ کی صورت میں جس میں ہم آہنگی اور یکسانیت پائی جاتی ہو ہمارے سامنے آسکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی فعل اور اس کے نتیجہ یا عمل اور اس کی جزا کے درمیان کوئی تعرض نظر آئے تو اسے اس طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ اس نتیجہ اور صلہ کو براہ راست اس فعل اور عمل کا نتیجہ اور اس کی پیداوار سمجھا جائے۔ عقیدہ توحید سے وابستگی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی اور آخرت ایک ہی حقیقت کے دو مختلف اظہار ہیں۔

مولینا محمد علی صاحب اپنے نظریہ کی تائید میں ملائکہ اور شیاطین کی بڑی دلچسپ اور روشن مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نیت اور عمل یا عقیدہ اور اس کے مطابق عمل کو ایک دوسرے کے برعکس خیال کرنا درست نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی فطرت مقدسہ اور اس کی وحدانیت کا صحیح صحیح ادراک رکھتے ہیں انہیں یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ تصور اور حقیقت دونوں ایک دوسرے سے مختلف نہیں بلکہ ایک ہی ہیں مولینا محمد علی صاحب نے قرآن و حدیث کے حوالے سے اس بارے میں بڑے دلچسپ دلائل دیئے ہیں کہ دوزخ کی سزا لازماً دائمی نہیں انہوں نے یہ نظریہ محض انسان دوستی کی رعایت سے پیش نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے حوالے سے اس دنیا کی جو تصویر پیش کی گئی ہے اس میں دوزخ کا ایک دائمی ٹھکانہ ہونا موزوں نہیں سمجھا یہ ایک عارضی صورت ہے کیونکہ یہ دنیا اللہ تعالےٰ کی کامل وحدانیت کی بنیاد پر تخلیق کی گئی ہے نہ کہ کسی دوہرے معیار کے مطابق گنہگاروں کے لیے دوزخ کی سزا اور نیکوں کے لیے جنت کی روحانی فرحت کو دو بالکل علیحدہ دنیاؤں کی طرف منسوب نہیں کیا جانا چاہیئے لاہوری احمدیہ لٹریچر میں اس کے متعلق جو یہ فلسفہ پیش کیا گیا ہے کہ دوزخ میں تزکیہ کے بعد اس سے نجات اور اس کے بعد جنت میں روحانی ترقی کے درجات طے کرتے کرتے کمال تک پہنچنا دراصل ایک ہی راہ کی مختلف منزلیں معلوم ہوتی ہیں ان کا مطلب دراصل اس ترقی کے ذریعے ایک ہی مقصد کا حاصل کرنا ہے۔ (یعنی اللہ تعالےٰ کی رضا۔) جوں جوں میں تحریک احمدیت (جماعت احمدیہ لاہور) کی طرف سے شائع کردہ لٹریچر کا مطالعہ کرتا گیا مجھے یہی محسوس ہوتا رہا کہ حضور نبی کریمؐ کی تعلیمات میں جو عالی ظرفی۔ رواداری۔ فراخدلی۔ انسان دوستی۔ انصاف اور آزادی رائے اظہار نظر آتی ہے اس کا منبع اور سرچشمہ ایک ہی ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ) مولینا محمد علی صاحب نے دین متین کے جس پہلو پر بھی بحث کی ہے انہوں نے اسے نہایت معقولیت کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے وہ نہ صرف اللہ کی توحید پر مدلل اور مفصل بحث کرتے ہیں بلکہ ان کی سوچ اور فکر کا مرکزی نکتہ ہی اللہ تعالیٰ کی توحید ہوتا ہے۔ وہ اپنی زبان سے نہ بھی کہیں ان کا ذہن ہی اس دنیا میں ایک ہستی کے علاوہ کثیر خداؤں کی موجودگی تسلیم نہیں کرتا۔ اس پہلو سے تحقیق کا موضوع محقق کے طریقہ تحقیق سے مشابہ ہے اسلیے مولینا محمد علی صاحب کی تحریرات میں توحید پر ایمان رکھنے والے مذہب کے تجزیہ کے علاوہ بھی بہت کچھ ملتا ہے۔ یہ تحریرات بذات خود توحید اور وحدت کائنات کے تصور پر [illegible] مثالی نمونہ ہیں۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۵ عثمان بلاک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

ملفوظات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی فکر کرو

دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے

انسان جب اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور ساری راحت اور لذت اللہ تعالیٰ ہی کی رضا میں پاتا ہے تو کچھ شک نہیں دنیا بھی اس کے پاس آجاتی ہے البتہ راحت کے طریق اور ہو جائیں گے۔ وہ دنیا اور اس کی راحتوں میں کوئی لذت نہیں پاتا۔ اسی طرح پر انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے قدموں میں دنیا کو ڈال دیا گیا ہے۔ مگر ان کو دنیا کا کوئی مزہ نہیں آیا کیونکہ ان کا رخ خدا کی طرف تھا۔ یہی قانون قدرت ہے جب انسان دنیا کی لذت چاہتا ہے وہ لذت اسے نہیں ملتی۔ لیکن جب خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر دنیا کی لذت چھوڑتا ہے اور اس کی آرزو اور خواہش باقی نہیں رہتی تو یہ دنیا ملتی ہے مگر اس کی لذت باقی نہیں رہتی۔ یہ ایک مستحکم اصول ہے اس کو بھولنا نہیں چاہیئے۔

خدا یابی کے ساتھ دنیا یابی وابستہ ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے گا اسے تمام مشکلات سے نجات ملے گی اور ایسے طور پر اسے رزق دیا جائے گا کہ اسے علم بھی نہ ہوگا۔ یہ کس قدر برکت اور نعمت ہے کہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل سے آدمی نجات پا جاوے اور اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل ہو۔ لیکن یہ بات جیسا کہ خود اس نے فرمایا تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہے، اور کوئی امر اس کے ساتھ نہیں بتایا۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ وہ دنیا سے طبعی نفرت کرتے ہیں پس جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے اور دنیا اور آخرت کی راحت اسے مل جاوے وہ یہ راہ اختیار کرے

میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی فکر کرو کیونکہ اگر خدا تعالیٰ مہربان ہو جاوے تو ساری دنیا مہربان ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ ناراض ہو تو کوئی بھی کام نہیں آسکتا۔

تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لیے موقع ہے کہ وہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا تعالیٰ سے خاص انعام پائیں۔

"دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوعِ انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ شرک ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے"

+ + + + + +

جماعتی خبریں

* دارالسلام اور احمدیہ بلڈنگس لاہور اور دیگر جماعتوں میں عید کی تقریبات منعقد ہوئیں جن میں احباب و خواتین نے شرکت کی۔ تفصیلات آئندہ اشاعت میں درج ہونگی
* برلن (جرمنی) میں عالمی احمدیہ کنونشن جولائی کے دوسرے ہفتہ میں منعقد ہو رہا ہے جس کی تقریبات میں دنیا بھر سے احباب جماعت شرکت کر رہے ہیں۔ پاکستان سے بھی مرکز کی طرف سے ایک وفد جا رہا ہے تقریبات کے جملہ پروگراموں میں کتب کی نمائش بھی شامل ہے برلن کے نامہ نگار کے مطابق کنونشن کے لیے بھرپور انتظامات کیے جا رہے ہیں۔ مکرم و محترم امیر جماعت احمدیہ لاہور اس موقعہ پر برلن تشریف نہیں لے جا رہے تاہم آپ نے کنونشن کے لیے ایک خصوصی پیغام بھیجا ہے جس میں آپ نے کنونشن کی کامیابی اور اس کے بامراد انعقاد کے لیے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے اور دلی دعائیں پیش کی ہیں۔ احباب اس کنونشن کی کامیابی کے لیے خصوصی دعا فرمادیں۔
* احباب جماعت کے لیے یہ خبر خوشی و مسرت کا باعث ہوگی کہ محترم ڈاکٹر پروفیسر عبدالکریم سعید پاشا صاحب کے فرزند رشید عزیزی مجاہد احمد سعید کے اس سال فیڈرل بورڈ اسلام آباد سے میٹرک کا امتحان ۸۵۰ میں سے ۷۵۱ نمبر حاصل کر کے نمایاں پوزیشن سے پاس کیا ہے اپنے سکول میں بھی اول رہے ہیں۔ ادارہ، حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب دامت برکاتہٗ اور ڈاکٹر پروفیسر پاشا صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا اور عزیزی مجاہد احمد سعید کی بیش از بیش کامیابیوں کے لیے دعاؤں اور نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہے۔
* احباب نے گذشتہ اشاعتوں میں بھی پڑھا ہے کہ ہماری جماعت کے بعض احباب جن میں محترم این اے فاروقی صاحب، محترم صاحبزادہ محمد احمد صاحب محترم مرزا محمد لطیف صاحب اور محترم ملک سعید احمد صاحب کے پوتے عزیزم اسد شامل ہیں یہ احباب علیل ہیں۔ محترم عبدالعزیز آف کیمبل پور بھی گذشتہ چند روز سے بیمار ہیں ان سب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے احباب دردِ دل سے دعا فرمادیں۔
* فجی کے شب و روز:

محترم محمد امین ساہو خاں صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن فجی نے ۱۹۹۰ء کی سالانہ رپورٹ ارسال کی ہے جو ہر لحاظ سے حوصلہ افزا اور قابلِ ستائش ہے ۹۱ء کے لیے انتخاب کی رو سے احمدیہ انجمن فجی کے نئے صدر محترم عبدالواحد خان صاحب ہیں۔ گذشتہ ۲۵ سالوں سے ہمارے محترم بھائی غلام نبی دین صاحب صدر منتخب ہوتے چلے آ رہے ہیں لیکن اس دفعہ انہوں نے ذاتی وجوہات کی بنا پر اس ذمہ داری سے معذرت کی ہے دوسرے یہ کہ اب انہوں نے آسٹریلیا میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے محترم غلام نبی دین صاحب کی خدمات ہر لحاظ سے قابل ستائش ہیں ہمیں امید ہے کہ ان کی آسٹریلیا میں موجودگی وہاں کی جماعت کے لیے بابرکت ثابت ہوگی۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ محترم غلام نبی دین صاحب کو صحت، زندگی اور استقامت عطا کرے۔

بلا تبصرہ:

حضرت عیسیٰؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے

محققین کی رائے

مندرجہ ذیل خبر روزنامہ "دی نیوز انٹرنیشنل اسلام آباد کے ۲۸ اپریل ۹۱ء کے شمارہ کے صفحہ ۹ پر شائع ہوئی ہے جو ہم بلا تبصرہ ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ ادارہ کا تحریر سے اتفاق ضروری نہیں۔

Christ did not die on the cross: researchers

LONDON: Jesus Christ did not die on the cross and his resurrection was only a resus itation, two British researchers claimed in an article , ublished on Friday.Christ lost onsciousness on the cross due a drop in blood pressure, but 'his ashen skin and immobility were mistaken for death and there is no doubt that the bystanders believed he was dead," according to Trevor Lloyd Davies, 82, and his wife Margaret, a theologian.

"The circulation was restored when he was taken down from the cross and laid on the ground. As Jesus showed signs of life he was not placed in a tomb but taken away and tended," according to the article in the Journal of the Royal College of Physicians of London."Mr and Mrs Lloyd Davies noted that Christ was said to have died after six hours on the cross, according to the gospels. Whereas most people crucified suffered as long as three or four days.

Mr Lloyd Davies asked the church not to get "steamed up" over his theory, saying, "the church will be stronger if it accommodates proven knowledge within its creeds." Church officials noted that scientists have long attempted to find explanations of the Resurrection and other miracles. —AFP

لندن: "حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر وفات نہیں پائی تھی اور آپ کا مصلوب ہونا محض ایک غنودگی کا وقفہ تھا۔" یہ دعویٰ برطانوی محققین نے ایک مضمون میں کیا ہے جو گذشتہ جمعہ کے روز شائع ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ خون کے دباؤ میں کمی کے باعث صلیب پر بے ہوش ہو گئے تھے۔ اور آپ کی زخمی جلد اور آپ کے غیر متحرک جسم نے آپ کی صلیب پر مامور لوگوں کو اس شبہ میں ڈال دیا تھا کہ گویا آپ وفات پا چکے ہیں۔ اس رائے کا اظہار برطانوی مذہبی سکالر ٹریور لائیڈ ڈیوس (عمر ۸۲ سال) اور ان کی اہلیہ مارگریٹ نے کیا ہے۔

"جب آپ کو صلیب سے اتار کر زمین پر لٹا یا گیا تو آپ کے خون کی گردش بحال ہو گئی تھی۔ آپ میں زندگی کے آثار نمودار ہو جانے کی وجہ سے آپ کو قبر میں نہیں اتارا گیا۔ بلکہ آپ کو اس مقام سے دور لے جا کر آپ کی مناسب نگہداشت کی گئی۔" اس رائے کا اظہار مسٹر اور مسز لائیڈ ڈیوس نے لندن کے رائل کالج آف فزیشینز کے ایک جریدہ میں کیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ انجیل کے مطابق یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر ۶ گھنٹے بعد فوت ہو گئے تھے جبکہ بہت سے لوگ اس کے لیے تین یا چار روز کا عرصہ لیتے ہیں

مسٹر لائیڈ نے چرچ سے کہا ہے کہ اس رائے پر اسے سیخ پا ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس قسم کی ثابت شدہ حقیقت سے چرچ اور بھی مضبوط ہوگا۔

چرچ کے عہدیدار ایک عرصہ سے اس امر کو محسوس کر رہے تھے کہ واقعہ صلیب اور دوسرے معجزات کی تشریح کو تلاش کیا جائے۔"

(ایجنسی فرانس پریس)

خواتین کا صفحہ

محترمہ مسز نصرت احمد صاحبہ

احمدی خواتین اور انکے فرائض

بطور احمدی خواتین ہمیں عورتوں کے لیے ایک بہترین نمونہ پیش کرنا چاہیئے آج کے مضمون میں مَیں چند ایسے سہل اور قابل عمل نکات پیش کرتی ہوں جن پر عمل کرنے سے انشاءاللہ خواتین متاثر کن شخصیت بن جائیں گی ۔

وقارِ عمل :

عموماً ہمارے ہاں اپنے ہاتھ سے اپنا کام کرنے کو اچھا نہیں سمجھا جاتا ۔ اور بہت سے معمولی کام کاج کے لیے دوسروں کا محتاج ہونا پڑتا ہے مثلاً صفائی کرنیوالی نہیں ہے تو گھر گندہ پڑا ہے ۔ خانساماں کا مزاج ٹھیک نہیں تو کھانا بے مزہ پکا ہے اور اسی طرح کپڑے دھونے بازار سے سودا سلف لانے ۔ سلائی وغیرہ ۔ غرضیکہ اپنی بہت سی ضروریات پوری کرنے کے لیے ہم دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں کیونکہ ہم خود انہیں پورا کرنے میں اپنی ہتک خیال کرتے ہیں ۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے میں جبکہ لونڈیوں اور غلاموں سے کام لیا جاتا تھا یہ تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرکے نمونہ پیش فرمایا ہے آپؐ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اپنے کپڑے خود دھو لیتے تھے جوتا گانٹھتے اور صفائی کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ دوسروں کا سودا سلف بھی لا دیتے تھے تو کیا جو کام رسولؐ کے لیے عار نہ تھے وہ ہمارے لیے عار ہو سکتے ہیں ۔

بہترین ورزش :

اپنا کام خود کرنا ایک بہترین ورزش بھی ہے ۔ اگر ہماری خواتین گھر کے کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنے لگ جائیں تو یقین جانیے کہ نہ تو کم خوری کی ضرورت ہوگی اور نہ ڈاکٹروں اور زیبائش گھروں کے چکر لگانے کی ضرورت پڑے گی ۔ کھانا اچھی طرح ہضم ہوگا اور صحت بھی اچھی رہے گی ۔ اور نیند کے لیے خواب آور گولیوں کی تلاش نہیں کرنی پڑیگی ۔

خود کام نہ کرنے کی وجہ سے ہماری خواتین کے پاس چونکہ بہت سا فالتو وقت ہوتا ہے اس لیے وہ اس قیمتی وقت کو فضول اور بیکار باتوں میں گذارنے کے مواقع تلاش کرتی ہیں ۔ ان کی گفتگو کا دائرہ عموماً کپڑوں ، زیورات یا ایک دوسری کی غیبت اور عیب جوئی تک ہی محدود رہتا ہے یہ وقت کا ضیاع بھی ہے اور گناہ بھی ۔

ہاں اگر آپ پر گھر کی ذمہ داریاں مثلاً کھانا پکانا کپڑے دھونا ۔ استری وغیرہ نہ بھی ہوں تو آپ اپنے فارغ وقت کا کوئی بہتر مصرف ڈھونڈ سکتی ہیں اپنے کم عمر بچوں پر بھرپور توجہ دے سکتی ہیں ۔ اور ان کی بہترین تربیت کرسکتی ہیں نپولین نے کہا تھا ۔

"مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا "

کیونکہ بچوں کی اعلیٰ تربیت کرکے اور اس پر بھرپور توجہ دے کر ایک عورت ایک بچہ کو ہی نہیں بلکہ ایک پوری قوم کو بنا رہی ہے ۔ اگر احمدی خواتین بچوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم خود دیں تو اس کے نتائج بہت عمدہ اور دوررس ہونگے اسی طرح ان کو دین اور ملک سے لگاؤ ۔ بزرگوں کا ادب ، عمدہ اخلاق غرضیکہ چھوٹی چھوٹی عمدہ باتیں بچپن سے سکھائیں بزرگ خواتین اپنے تجربہ اور شفقت سے کرسکتی ہیں ۔ یہ ایک دردمند دل کے افکار ہیں اسلیے مجھے امید ہے کہ یہ دردمند دلوں کو متاثر کرینگے

فیضیاب

از محترمہ جسارت خانم صاحبہ ۔ ایم ۔ اے

احمدی خواتین کے نام

احمدیت ایک تحریک ہے جس کے بانی نے اس کا نام جماعت احمدیہ رکھا ۔ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ دین کے ارکان کی پابندی کرے گا اور دین کی شریعت پر سختی سے کاربند رہے گا ۔ اس جماعت نے دینی شعار کی تعلیم صرف زبانی نہیں دی بلکہ افعناً ہزاروں ایسے قابل ۔ باعمل اور نیک سیرت لوگ پیدا کیے جن کی بدولت دیگر لوگوں کو ایک پاکیزہ ماحول ملا ۔ ماحول کی پاکیزگی سے نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے ۔ یہ پاکیزگی سوائے خدا کے بندوں کے کوئی پیدا نہیں کرسکتا ۔ کیونکہ وہ خود باعمل ہوتے ہیں ۔ اس لیے لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں ۔ اور نیکی کا اثر قبول کرتے ہیں ۔

جماعت احمدیہ کے مرد وزن نے ایسے ہی پاکیزہ ماحول سے متاثر ہوکر دین کی وہ خدمات سرانجام دیں جن کو دیکھ کر مخالف بھی رشک کرتے ہیں ۔ احمدی خواتین نے بھی اپنی جماعت کی انفرادی اور اجتماعی ترقی کے لیے روپیہ کی بے نظیر قربانیاں دیں انہوں نے اپنے بچوں کی دینی تربیت کے لیے مردوں کے برابر کام کیا ۔ دین کی خدمت کے سلسلہ میں ہر عورت اپنے حلقہ میں دین کا کام کرتی رہی لیکن جب احمدی خواتین بھی دنیاوی ماحول سے مغلوب ہوکر خوابِ غفلت میں سوگئیں تو قدرت نے جھٹکا دیکر انہیں بیدار کیا کہ تمہاری ذمہ داریاں زیادہ ہیں ۔ کیونکہ تم نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے وعدہ کیا تھا کہ تم دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر دینی خدمت کروگی ۔ تمہارا کام بڑا اہم ہے

موجودہ حالات ہمارے لیے چیلنج ہیں اب ہمیں اپنی گذشتہ کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے نئے عزم کے ساتھ اپنی اور اپنے گھر کی اصلاح کی طرف دھیان دینا ہوگا ۔ اگر ہم حضرت صاحب کے دامن سے وابستہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کی طرف سے عائد کردہ شرائط پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے تاکہ ہم اس خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ ہم حضرت صاحب کی جماعت سے وابستہ ہیں ہم اپنی انفرادی کمزوریاں کافی حد تک دور کرسکتے ہیں بشرطیکہ ہماری عورتیں انہیں دور کرنیکا ارادہ کرلیں ۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب کشتیٔ نوح میں لکھا ہے کہ :

۱ ۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ۔

۲ ۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ۔

۳ ۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ۔

۴ ۔ جو شخص پورے طور پر بدی اور بدعملی سے یعنی شراب ۔ قمار بازی ۔ بدنظری خیانت ۔ رشوت اور گناہ سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ۔

۵ ۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں !

ہمیں اپنے اندر جھانک کر دیکھنا چاہیئے کہ ہم کہاں تک ان فرمودات پر عمل پیرا ہیں ۔ ؟

+++

تربیتی کورس کا انعقاد

۱۵ جولائی ۱۹۹۱ء تا ۲۵ جولائی ۱۹۹۱ء

دارالسلام لاہور میں حسب معمول شبان الاحمدیہ کا سالانہ تربیتی کورس اس سال ۱۵ تا ۲۵ جولائی ۱۹۹۱ء منعقد ہو رہا ہے جس میں جماعتوں کے نوجوان اور واعظ حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ شبان الاحمدیہ اور جماعتوں کے سیکرٹری اور واعظ حضرات پہلی فرصت میں کورس میں شرکت کرنے والوں کے نام زیر دستخطی کو بھجوا دیں تاکہ مناسب حال انتظامات کیے جائیں۔

چوہدری منصور احمد
سیکرٹری جنرل انجمن
دارالسلام۔ کالونی
۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن۔ لاہور

عید کی تقریبات:

- اب تک کی موصولہ اطلاعات کے مطابق جامع دارالسلام میں لاہور جماعت کے احباب و خواتین نے عید کی تقریبات میں ذوق و شوق سے شرکت کی۔ عبادات کی امامت حضرت امیر جماعت نے کی۔ جبکہ محترم ڈاکٹر اصغر حمید صاحب نے خطاب فرمایا۔ جماعت کی ترقی۔ ملک کی سلامتی و استحکام، بنی نوع انسان کی خیر و فلاح اور دنیا کے امن و سکون بارگاہ الہیٰ میں خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔
- جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں عید کی عبادات کی امامت مولوی غلام حسین صاحب نے کی۔ احمدیہ بلڈنگس، اس کے مضافات کے علاوہ شاہدرہ جماعت کے احباب نے بھی شرکت کی۔ شاہدرہ سے محترم ممتاز احمد باجوہ اور ماسٹر ناصر احمد صاحب نے معہ متعلقین شرکت کی۔

• امریکہ میں تقریب عید

امریکہ جماعت کے نئے مرکز دارالسلام واقع سپرنگ فیلڈ، اوہائیو میں عید کی تقریبات ۲۲ جون بروز ہفتہ منائی گئی۔ محترم ڈاکٹر عبداللہ جان صاحب نے امامت کی۔ اور حاضرین سے خطاب کیا۔ عبادات کے خاتمہ پر احباب نے حضرت امیر جماعت سے ٹیلی فون پر عید مبارک پیش کی۔ حضرت امیر نے خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کی خیر و فلاح کے لیے دعائیں پیش کیں۔

وفات حسرت آیات

۲۲ جون کو محترمہ ثمینہ ساہو خان صاحبہ نے کینیڈا سے بذریعہ ٹیلیفون یہ افسوسناک خبر دی ہے کہ محترم غلام نبی دین صاحب سابق صدر جماعت فجی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے مرحوم کی وفات حسرت آیات سے جماعت ایک مخلص اور مؤثر شخصیت سے محروم ہو گئی ہے۔

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں

(منظوم کلام حضرت بانی سلسلہ)

مرحوم کچھ عرصہ پہلے ۲۵ سال تک جماعت کے صدر رہے اور انکی صدارت کے دوران جماعت نے کافی ترقی کی۔ اور وفات سے چند ماہ پہلے ہی وہ صدارتی فرائض سے سبکدوش ہوئے تھے۔ احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

احمدیہ انجمن فجی کے انتخابات:

جناب عبدالواحد خان صاحب کو انجمن کا صدر ۱۹۹۱ء کیلئے منتخب کر لیا گیا ہے مندرجہ ذیل دوسرے ممبران احمدیہ انجمن فجی کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے منتخب کیے گئے ہیں۔
جناب حافظ رضا صاحب، جنرل سیکرٹری؛ جناب محمد امین ساہو خان صاحب جنرل خزانچی، جناب عبدل نسیم صاحب، اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، جناب محبوب رضا صاحب اسسٹنٹ جنرل خزانچی، جناب محمد عمر صاحب، احمدیہ انجمن لاہور کے نمائندہ مولانا شفقت رسول صاحب اور مقامی جماعتوں کے صدر صاحبان معمولاً قومی بورڈ کے ممبر بن گئے ہیں۔

وفات حسرت آیات

۲۶ جون رات گیارہ بجے امریکہ سے بذریعہ ٹیلی فون یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ نوید عالم صاحب جو ایک چوٹی کے وکیل اور جماعت کے فعال اور مخیر ممبر تھے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔
احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

٭٭٭

مقام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچہری روڈ [illegible] پبلیشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کا مقام

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؒ کی نظر میں

ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں

"میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی سہل امر نہیں ہے۔ ۔ ۔ ۔ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں۔ یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور لے جاتے ہیں لیکن بد نصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔

مگر حسینؓ طاہر و مطہر تھا اور بلاشبہ ان برگزیدوں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امامؓ کی تقویٰ اور محبت اور صبر و استقامت اور زہد و عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو دی گئی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان، اخلاق شجاعت تقوے اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو انہی میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حضرت حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔"

+++

جماعتی خبریں

* الحمدللہ۔ حضرت امیر جماعت دامت برکاتہ حسب معمول خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ اور جماعتی امور کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ احباب سے ملاقات کا بھی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لاہور میں موسم گرما کی بڑی شدت اور حدت کے باوجود آپ جماعتی مفاد کے تحت لاہور میں ہی مقیم ہیں۔ جبکہ آپ عموماً یہ ایام ایبٹ آباد کی خوشگوار اور صحت افزا مقام پر گذارتے ہیں۔ احباب ان کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لیے دعائیں جاری رکھیں۔

* **تربیتی کورس:**
یہ شمارہ جب احباب کے ہاتھوں میں ہوگا تو دارالسلام لاہور میں شبان الاحمدیہ کا سالانہ تربیتی کورس شروع ہو چکا ہوگا۔ یہ کورس ۵ تا ۲۵ جولائی جاری رہے گا۔ اس میں مختلف جماعتوں کے شبان اور عہدیداران اور دیگر احباب شرکت کر رہے ہیں۔ پیغام صلح تمام حضرات کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اور کورس کے بخیر وخوبی اختتام کے لئے دعاگو ہے۔

* احباب کے لیے یہ خبر باعث خوشی ومسرت ہوگی کہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا صاحب ایوب میڈیکل کالج ایبٹ آباد کے شعبہ میڈیکل کے سربراہ بنا دیئے گئے ہیں۔ ان کو یہ اعزاز ان کو اپنی سنیارٹی کے ساتھ ساتھ اپنے شعبہ میں خصوصی ماہرانہ لیاقت وصلاحیت کے باعث ملا ہے۔ ادارہ اس ترقی پر محترم پاشا صاحب کو مبارکباد کہتا اور ان کی بیش از بیش ترقیوں کے لیے دعاگو ہے۔

* محترم ماسٹر اللہ بخش صاحب ازبدوملہی کے والد بزرگوار "اللہ لوک" وفات پاگئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔

* چوہدری ریاض احمد صاحب جوائنٹ سیکرٹری انجمن نے ذاتی وجوہات کے باعث استعفیٰ دے دیا ہے۔ جسے انجمن نے منظور کر لیا ہے۔ چوہدری صاحب کے اعزاز میں کارکنان دفتر کی طرف سے ایک الوداعیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں جنرل سیکرٹری انجمن جناب چوہدری منصور احمد صاحب اور محترم ناظر صاحب نے اپنی تقریروں میں چوہدری صاحب کی خدمات کو سراہا۔ آخر میں حاضرین کو پرتکلف خورد ونوش پیش کیا گیا۔

* ہالینڈ سے محترم مولانا عبدالرحیم بگو اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ ہالینڈ کے یوٹرخٹ شہر میں دو سال پہلے جو گرجا خریدا تھا اور جس میں جماعت اپنی عبادات اور تقریبات کرتی تھی اسے باقاعدہ جامع کی شکل دینے کی حکومت کی طرف سے اجازت مل گئی ہے۔ اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

ہالینڈ سے ایک سو کے قریب ہندوبین برلن کنونشن میں شمولیت کے لیے جا رہے ہیں۔ پاکستان سے بھی ایک وفد محترم چوہدری فتح محمد عزیز صاحب کی زیر قیادت اس کنونشن میں شرکت کے لیے جا چکا ہے۔

اخباری خبریں

معرفت الٰہی کا اُجالا:-

۲۹ جون لاہور (نمائندہ جنگ) اپنی تاریک زندگیوں میں معرفت الٰہی کا اجالا کرنے کے لیے دلوں کو محبت الٰہی سے منور کرلو۔ ان خیالات کا اظہار سرپرست اعلیٰ ادارہ منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مرکزی جامع مسجد منہاج القرآن میں خطبہ جمعہ کے دوران کیا۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے رستے پر چلنے ہی میں خیر ہے انہوں نے کہا کہ ہدایت الٰہی اور نور نبوت اولیاء کے ذریعے حضور کی امت تک پہنچتا اور پھیلتا رہے گا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مردمومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور جس دل پر اللہ کے ولی کی نگاہ ہو جائے وہ عرفان کے نور اور ایمان کے نور سے منور ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کا ولی نور الٰہی کا مظہر ہوتا ہے اور اللہ کا ہر ولی اپنے مرتبے کے مطابق فیضان الٰہی بانٹتا ہے۔ سرپرست اعلیٰ ادارہ منہاج القرآن نے کہا کہ مردمومن کا سینہ قندیل کی مانند ہوتا ہے جس میں محبت الٰہی۔ ذکر الٰہی اور اطاعت الٰہی کا چراغ جل رہا ہوتا ہے اور مردمومن کا دل شیشے کی طرح شفاف ہوتا ہے۔

قیامت کی چٹانیں:

۳ جولائی۔ لاہور (جنگ فارن ڈیسک) خلائے بسیط میں ایک سیارہ خطرناک رفتار کے ساتھ زمین کی طرف آرہا ہے اور اس کی رفتار کچھ ایسی ہے کہ وہ کرہ ارض سے ٹکرا سکتا ہے۔ یہ انکشاف سائنس دان ولیم جے براڈ نے ایک اخباری مقالے میں کیا ہے۔ براڈ کے مطابق ۱۶ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے زمین کی طرف آنے والا یہ سیارہ قیامت کی چٹان ثابت ہو سکتا ہے۔ جس سے کرہ ارض میں زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا سائنسدانوں کو اس بات پر تشویش ہے کہ سیارے کے زمین سے ٹکرانے سے بچنے کی کیا صورت اختیار کی جائے۔ سائنسدان ایٹمی دھماکوں کے ذریعے اس سیارے کو زمین سے دور ریزہ ریزہ کرنے کی تدبیروں پر غور کر رہے ہیں لیکن سیارہ آنا بڑا ہے کہ اس کے ذرات زمین کی بالائی فضا تک پہنچ گئے تو سیاہ بادل چھا جائیں گے اور سورج کی روشنی زمین تک نہیں پہنچ سکے گی۔ اس تاریکی سے بھی زمین پر جانداروں کے ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔

جام صادق نے مولانا ستار ایدھی کو مسیحا قرار دیدیا

سندھ کے وزیراعلیٰ جام صادق علی نے کہا ہے کہ عبدالستار ایدھی ہمارے دور کے "ولی" اور لاکھوں غریبوں اور مفلسوں کے مسیحا ہیں۔ وہ جمعہ کی شب عالمی شہرت کے حامل سماجی کارکن عبدالستار ایدھی ٹرسٹ کے کھارادر سنٹر میں ملاقات کے دوران اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔

پیغامِ صلح لاہور
مورخہ ۱۵۔ جولائی ۱۹۹۱ء

شہادتِ حسین رضؓ

حق و انصاف کے اصولوں کی سربلندی کی علامت

نواسہ رسولؐ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کو اسلامی تاریخ میں جو خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے اس سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بخوبی واقف ہیں۔ اس واقعہ کی تاریخی اور دینی خصوصیت کے یوں تو اور بھی بہت سے پہلو ہیں لیکن حضرت حسین رضؓ کے نام نامی کے حوالے سے اس واقعہ کو بڑی اہمیت اور عظمت حاصل ہے حق و انصاف کے اصولوں کی سربلندی کے لئے حضرت حسینؓ نے کربلا کے میدان میں پامردی، استقامت اور عزم و حوصلہ کی بڑی درخشاں مثال قائم کی ہے جو ایک طرف تو کسی مظلوم طبقہ، مغضوب جماعت اور معتوب قوم کے لئے مثالی اور نفسیاتی سہارا ہے اور دوسری طرف کسی جابر حاکم، قاہر طاقت اور ظالم طبقہ کے لئے درس عبرت ہے۔

دین کے ابدی اصولوں کی سربلندی کے لئے حضرت حسین رضؓ کی عظیم المثال قربانی آنے والے زمانوں میں اقرار واعتراف کا ایک بے مثال دفتر ہے جس کی ابتداء کے بارے میں تو یقیناً کوئی دعویٰ کیا جانا ممکن ہے لیکن اس کی انتہا کے بارے میں کچھ کہنا ہرگز ممکن نظر نہیں آتا۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے نواسہ رسولؐ کی عظمت کردار کے نئے سے نئے گوشے سامنے لائے جا رہے ہیں۔ خود عالم ۔ ۔ ۔ کے برگزیدہ علماء اور تاریخ دان حضرات نے حالات و واقعات کے تناظر میں حضرت حسین رضؓ ابن علی رضؓ کے کردار کو جن الفاظ میں بیان کیا ہے اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نواسہ رسولؐ نے تاریخ ۔ ۔ ۔ کے ایک انتہائی نازک اور فیصلہ کن موڑ پر اپنی جان کی قربانی پیش کر کے حق و انصاف کی ایک ایسی شمع روشن کر دی جس سے آنے والے زمانوں کے انسان رہنمائی حاصل کر سکیں۔

کسی نے اسوۂ حسینی کو بنائے لا الٰہ قرار دیا تو کسی نے میدانِ کربلا میں حضرت حسین رضؓ کے اس کارنامہ کو احیائے دین کی بنیاد قرار دیا کسی نے ضرب ید اللٰہی کے ساتھ سجدۂ شبیری کو بھی ۔ ۔ ۔ کے دامن کی سب سے بڑی دولت قرار دیا ہے کوئی اگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کو کی ابتداء قرار دیتے ہیں تو حضرت حسین رضؓ کے بے مثال کارنامہ کی حیثیت ان کے نزدیک عظمتوں کے اس سفر کی انتہا کی سی ہے۔

غرض یہ کہ واقعہ کرب و بلا محض دو مخالف گروہوں کے مابین لڑی جانے والی کسی جنگ کا نام نہیں بلکہ اصولوں کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کی اس جدوجہد کا نام ہے جس کے سرخیل حضرت حسین رضؓ تھے۔ غور کیا جائے تو نواسہ رسولؐ کی یہ بے مثال قربانی چونکہ دین کے بنیادی اصولوں کی سربلندی اور سرفرازی کے لئے تھی۔ اس لئے اہل نظر کے نزدیک قربانی کا بنیادی مقصد اور اولین تقاضا ان اصولوں کی بنیاد پر ملت کا حق و باطل کی پہچان، حق سے تعاون اور ظلم و جور کی قوتوں کے مقابل سینہ سپر ہونا ہے۔ لہٰذا عاشورۂ محرم بلکہ سال بھر شہادت حسین کے مقصد و پیغام کو سمجھنے اور اس کو اپنی زندگیوں کا شعار بنانے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے مخالف طاقتیں اس پیغام کی طاقت کو جانتے ہوئے دن رات ملک و قوم کو کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچانے کی سازشوں میں لگی رہتی ہیں۔ ہر وہ چیز جو ملک و قوم کے لئے طاقت اور شوکت کا باعث بن سکتی ہو مخالف قوتیں اسے نفاق و انتشار کی بنیاد بنا کر پیش کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

شہادت حسینؓ تو یکجہتی اور یک نظری کا نشان ہونا چاہیئے تھا لیکن اپنی غفلت اور بدخواہوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ماہ محرم کے پہلے عشرہ میں فرقہ وارانہ فساد بھڑک اٹھنے کا دھڑکا لگا رہتا ہے حالانکہ حضرت حسین کی شہادت اور کردار مسلمانوں کے ستر بہتر فرقوں کے نزدیک حد درجہ قابل احترام اور لائق تقلید سمجھی جاتی ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت حسین رضؓ کی ذات سے وابستگی کو حق و باطل میں تمیز اور رشتہ اتحاد و اتفاق کے طور پر استعمال کیا جائے۔

ان دنوں ہمارا پیارا وطن جن غیر معمولی حالات سے گذر رہا ہے ان کا بھی یہی تقاضا ہے کہ بے بنیاد اختلافات کو بھلا کر ملک و قوم کی طاقت و سربلندی کے لئے کام کیا جائے۔

انسانی تاریخ کی یہ قربانی بلا مقصد نہیں تھی۔ کچھ لوگوں کے نزدیک اس جنگ سے حضرت امام حسین رضؓ کا مقصد حصول تخت و تاج تھا لیکن تاریخی حالات و واقعات اس کی نفی کرتے ہیں۔

کچھ لوگوں نے اس جنگ کو بنی ہاشم اور بنی امیہ کی دیرینہ دشمنی، مخاصمت اور قبائلی دشمنی کا شاخسانہ قرار دیا ہے جبکہ ابوسفیان کے حق قبول کر لینے کے بعد قبائلی مخاصمت یا دشمنی کا کوئی جواز باقی نہ رہا تھا۔ اور بعض مؤرخین اسے حضرت امام حسین رضؓ کی ضد اور ہٹ دھرمی قرار دیتے ہیں حالانکہ وجہ یہ بھی نہیں تھی۔ تاریخی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس جنگ کے متمنی ہی نہ تھے بلکہ انہوں نے اس دوران ہر موقعہ پر جنگ کو ٹال لینے کی ہر ممکن کوشش کی۔

"تاریخ میں کسی انسان کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے وقتی کامیابی یا ناکامی کوئی مؤثر یا مدلل پیمانہ نہیں بلکہ اصل چیز مقصد کی رفعت اور بلندی اور حصول مقصد کے لئے کی جانے والی کوششیں اور وہ رفقائے سفر ہوتے ہیں جو مقصد کی صداقت پر یقین و ایمان رکھتے ہوئے ایسے قافلہ سالاروں کا ساتھ دیتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک لمبے عرصہ تک اپنی امت کو نیکی کی تلقین کی اور وحی الٰہی کی روشنی میں دین کی تبلیغ میں اپنی جان کھپائی لیکن اس طویل کوشش کا حاصل کیا تھا؟ وہ مٹھی بھر ساتھی جو طوفانِ نوح کے وقت ایک کشتی میں ان کے ساتھ سوار ہو گئے۔ کیا اس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ نعوذ باللہ حضرت نوح علیہ السلام کا مشن ناکام ہو گیا۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوا بلکہ ان کا مشن تو اس قدر اعلیٰ اور ارفع تھا کہ سلسلہ انبیاء کے حوالہ سے جب بات کی جائے گی تو یہی کہا جائے گا کہ ان کے مشن کی تکمیل کے لئے تو ہزارہا انبیاء آئے ہیں یہاں تک کہ خاتم الانبیاء حضور نبی کریمؐ کی ذات اقدس کے ہاتھوں وہ مشن پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ نیکی اور بدی کی قوتوں کا جو تصادم آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ بھی انبیاء کے مشن ہی کا حصہ ہے حق و باطل کی معرکہ آرائی کی داستان بڑی طویل ہے بقول شاعر ؎

> ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
> چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

حضرت سیدنا حسین رضؓ کی شہادت معرکہ کربلا کے حوالے سے بھی حق و باطل کے درمیان اسی تصادم کی ایک کڑی ہے جس کا آغاز روزِ ازل سے ہوا اور ابد تک جاری رہے گا اس میں کامیابی یا ناکامی کو فتح و شکست کا پیمانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سا مقصد تھا جس کے لئے سیدنا حسین رضؓ نے اپنی حیات مستعار سے لے کر شیر خوار بچوں تک کو راہِ خداوندی میں قربان کر دیا اور اس مقصد کے لئے انہوں نے جن ساتھیوں کا انتخاب کیا ان کا معیارِ وفا کیا تھا؟ دراصل اطاعت اور وفا شعاری سے اس بات کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ساتھی اس مقصد کی صداقت پر کس قدر یقین و ایمان رکھتے تھے جو سیدنا حضرت حسین رضؓ کے پیش نظر تھا۔

سیدنا حسین رضؓ نے اگر یزید کی بیعت نہیں کی تھی تو اس میں کوئی ذاتی مخاصمت نہ تھی بلکہ وہ سمجھتے تھے کہ اقتدار میں وراثت اور نظام ملوکیت کی بدولت وہ تمام برائیاں تیزی سے اسلامی معاشرے میں در آئی تھیں جنہیں مٹانے کے لئے اسلام آیا تھا اور نظام ملوکیت کی دین میں کوئی گنجائش نہ تھی۔

دینی شعائر کی بے حرمتی ہو رہی تھی اور وہ دینی معاشرہ جو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے جاں نثار ساتھیوں نے عظیم قربانیوں کے بعد برپا کیا تھا اس کے خدوخال مسخ ہوتے جا رہے تھے۔ کرب و بلا کی اس قتل گاہ میں امام حسین رضؓ کے ساتھی اطاعت و وفا کے کوہِ گراں ثابت ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ یزید نے تخت نشین ہوتے ہی حاکم مدینہ کو لکھا کہ حسین رضؓ سے میرے لئے بیعت لے لو اور اگر وہ انکار کریں تو ان کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیج دو۔

ان حالات میں حضرت امام حسین رضؓ کے لئے یہ بھی ممکن نہ تھا کہ وہ یزید کے ساتھ مفاہمت کر کے کسی صوبہ کا گورنر بن کر ساری زندگی امن و امان میں گذاریں بلکہ حضرت امام حسین رضؓ تو فقط اللہ کی رضا چاہتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے کہ یزید کے ساتھ مفاہمت اور اس کی بیعت کے نتائج دین اور قوم کے حق میں ——— انتہائی خطرناک اور نقصان دہ ہوں گے اور یہ کہ سنت رسولؐ کے انحراف پر گویا ان کی طرف سے مہر تصدیق ثبت ہو جائے گی۔ اور آنے والے ادوار میں ہر نسل یزیدیت کی پیروکار رہے گی اور اس طرح سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ معاشرہ جسے آنحضور صلعم نے قائم کیا

اور خلفائے راشدین نے جسے مستحکم بنیادوں پر چلایا نیست و نابود ہو کر رہ جائے گا اور اس طرح سے ہر فاسق و فاجر کی بیعت سنت شبیری بن کر رہ جاتی۔ خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے :-

سر داد نہ داد دست در دست یزید

اس قربانی سے آپ کا مقصد حریت فکر اور آزادئ حیات کا پیغام بھی تھا۔ آپ اپنی شہادت سے آنیوالی نسلوں کو یہ درس حیات بھی دینا چاہتے تھے کہ جابر اور ظالم حاکم کے ساتھ اصولوں پر کبھی سمجھوتہ اور مفاہمت نہ کریں اس کے لئے اپنی ہی نہیں اگر بیٹوں، بھانجوں اور بھتیجوں کی بھی قربانی دینی پڑے تو کوئی بات نہیں۔

مولانا ظفر علی خاں اس حقیقت کو اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔

کرتی ہے پیش اب بھی شہادت حسین کی   آزادئ حیات کا یہ سرمدی اصول
چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر   لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

جنگ کربلا سے یہ بھی درس ملتا ہے کہ فتح سے مراد دشمن کو میدان جنگ میں ختم کر دینا یا شکست سے مراد میدان جنگ میں ہارنا نہیں بلکہ حصول مقصد میں کامیابی و کامرانی ہی اصل فتح ہے۔

حضرت حسینؓ اگرچہ میدان جنگ میں معہ تمام انصار کے شہید ہوئے لیکن چونکہ وہ اپنے حصول مقصد میں کامیاب رہے اس لئے فتح انہی کی ہوئی اور یزید کا لشکر اگرچہ کربلا سے دمشق تک فتح کے شادیانے بجاتے گیا لیکن فی الحقیقت یزید اپنی موت آپ مر گیا۔ اس حقیقت کو مولانا محمد علی جوہر یوں بیان کرتے ہیں:

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ضرورت ہے اس امر کی کہ آج اس دور میں جبکہ انسان ضلالت و گمراہی کی انتہاء گہرائیوں میں ڈوب گیا ہے جب انسان شرف انسانیت سے عاری ہوتا جا رہا ہے حق کو پس پشت ڈال کر باطل پرستی کی جا رہی ہے مقصد شہادت کا عرفان حاصل کیا جائے اور شہادت حسین رضؓ سے درس ہدایت حاصل کیا جائے۔ ذکر حسین کو صرف رونے رلانے گریہ وزاری آہ و بکا تک محدود نہ رکھا جائے۔

داستان غم بہت ہو چکی اور اس پر ایک لمبا عرصہ گذر رہا ہے جواب بھی ناتمام ہے اب گروہی غصے، فرقہ وارانہ انتقام اور جماعتی برائی سے بالاتر ہو کر مذہب و ملت کے وسیع تر مفاد کے لئے کام کیا جائے عداوت و مخاصمت کے منفی رویوں کو چھوڑ کر اخوت و شائستگی اور جرأت و بے باکی کے ساتھ دینی اور انسانی قدروں کے فروغ کی فکر کریں۔ یک جہتی اور یگانگت کی بات کریں اور حق کا ساتھ دیں باطل کو دھتکار دیں۔

چنانچہ شہادت حسین ایک تاریخ ساز واقعہ ہے۔ سچائی کے راستے پر چلنے والے ہمیشہ اس مثال سے سبق حاصل کرتے رہیں گے۔ حضرت امام حسین رضؓ نے شہید ہو کر آزادئ حیات کا ایک ابدی اصول زمانے کی رہنمائی کے لئے پیش کیا کہ اگر تمہارے سر کاٹ کر نیزے کی نوک پر چڑھا دیں تب بھی یزیدی طاقت کے آگے سر نہ جھکاؤ۔ یزید باطل کی علامت ہے اور حسینؓ حق کی۔

یزید ایک ظالم، اور شرعی قیود سے آزاد شخص تھا۔ اس کا انتخاب خلافت بھی غیر شرعی اور اپنی مرضی کا تھا لہٰذا حضرت حسین رضؓ نے ایسے شخص کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ یزید نے اپنی بات منوانے کے لئے طاقت کا مظاہرہ کیا مگر حضرت حسین رضؓ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ آپ اپنے اصولوں اور مؤقف پر ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ شہادت پائی اور آپ کا سر نیزے پر چڑھا۔ اس طرح حق و باطل کے اس معرکے میں حق نے موت قبول کر کے دنیا کے لئے ایک مثال قائم کی۔

سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک سید الشہداء حضرت امام حسین رضؓ کا مقام کیا تھا اس سلسلہ میں ان کے ارشادات پیغام صلح کے سرورق پر ملاحظہ ہوں

بلا تبصرہ:

میں نے اپنے شعور کی عمر میں پہلی مرتبہ ایک پاکستانی اخبار میں حضرت علیمہ سوان ایب باشندے اور بی ایم سید کا ایک صائع ہوا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں :-

”دنیا کے تین بڑے شہیدوں سقراط، عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت حسینؓ میں سقراط کے قاتل ایشیائی باشندے نہیں تھے؛“

اس مضمون کی تصویر بلا تبصرہ ہدیہ قارئین ہے۔

مرسلہ محترم محمد صالح نور صاحب
اسلام آباد

احباب سے ضروری گذارش

اخبار پیغام صلح آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اس کی مالی اعانت کرنا آپ کا جماعتی فرض ہے۔ اس کے چندہ کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ فرمائیں حالات حاضرہ کے تقاضوں کے مطابق جماعتی خبریں بھی اشاعت کے لئے بھجوائیں؛

(ادارہ)

تقریب شادی:

محترم میاں آفتاب اعجاز صاحب کے فرزند اور محترم میاں ظہور احمد صاحب کے نواسے عزیزم میاں خرم آفتاب صاحب کی شادی محترم میاں مسعود احمد صاحب کی دختر عزیزہ عنبر مسعود سے ۹ رجولائی ۱۹۹۱ء کو ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لیے موجب خیر و برکت بنائے ادارہ اس خوشی کے موقعہ پر محترم میاں ظہور احمد صاحب اور محترم میاں آفتاب اعجاز صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہے؛

اس خوشی میں میاں آفتاب صاحب نے مبلغ ۵۰/- روپے کا عطیہ انجمن کو دیا ہے؛

ہہہ

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا؛

فرمودات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

۲۷ جولائی ۱۹۰۵ء کے اخبار بدر میں مفتی محمد صادق صاحب نے ایک پُر درد بات حضرت اقدس کی نقل کی ہے جسکو پڑھ کر پتہ لگتا ہے کہ حضرت اقدس کے دل میں خدمت دین کے لئے کتنا درد تھا اور یہی درد آپ اپنی جماعت کے دلوں میں بھی پیدا کرنا چاہتے تھے مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"پرسوں میں نے ایک دوست کی نسبت عرض کیا کہ بعض ابتلاؤں کا اندیشہ زیادہ ہو گیا ہے اور غم و ہم کے انکے دل پر غالب آنے کا خوف ہے فرمایا میں نے دعا تو بہت کی ہے اور التزاماً کرتا ہوں لیکن مجھے یہی فکر رہتی ہے کہ ہر شخص دنیا کے ہم و غم میں گرفتار رہے۔ دین کے ہم و غم کا انہیں موقعہ کب ملے گا۔ اس زندگی میں مصائب کا آنا ضروری ہے اور انسان کی زندگی کے محدود اوقات میں کوئی نہ کوئی وقت کسی حادثہ اور رنج کا نشانہ ہوتا ہے۔ اگر اسی طرح ایک شخص کی روح دنیا کے بگڑے ہوئے معاملات کی فکر میں پیچ و تاب کھاتی رہے تو وہ وقت صافی اسے کب میسر آئیگا جبکہ اسکا سارا ہم و غم دین ہوگا وہ جماعت جس نے بیعت میں اقرار کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے وہ بھی اگر اسی دلدل میں دن رات پھنسے رہیں تو بتائیں وہ اس نازک عہد کے ایفا کی طرف کب توجہ فرمائیں گے فرمایا میں تو حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ جب سے مجھے ہوش ہے میں دنیا کے ہم و غم میں کبھی مبتلا نہیں ہوا فرمایا جب میری عمر غالباً پندرہ برس کی ہوگی ایک کھتری سے میں نے کہا جو حضرت والد صاحب کے حضور میں بیٹھا ہوا اپنی تلخ کامیاں اور نامرادیاں بیان کرتا اور سخت کڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا لوگ دنیا کے لئے کیوں اس قدر دکھ اٹھاتے اور اس کے ہم و غم میں گرفتار ہیں اس نے کہا تم ابھی بچہ ہو جب گھر ستی ہو گئے تمہیں ان باتوں کا پتہ لگے گا۔ فرمایا ایک عرصہ کے بعد جب غالباً میری عمر چالیس برس کے قریب ہوگی کسی تقریب سے پھر اس کھتری سے گفتگو کا اتفاق ہوا۔ میں نے کہا اب بتاؤ۔ اب تو میں گھر ستی ہوں۔ اس نے کہا تم ویسے ہی ہو۔ فرمایا ہر شخص اپنے دل میں جھانک کر دیکھے کہ دین و دنیا میں سے کس کا زیادہ غم اس کے دل پر غالب ہے۔ اگر فرقت دل کا رُخ دنیا کے امور کی طرف رہتا ہے تو اسے بہت فکر کرنی چاہیئے۔ فرمایا کاش لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آجاتی کہ جس شخص کا تمام ہم و غم دین کے لئے ہوتا ہے اسکے دنیا کے ہم و غم کا اللہ تعالیٰ متکفل و متولی ہو جاتا ہے۔ فرمایا میں نے کبھی نہیں سنا اور نہ کوئی کتاب گواہی دیتی ہے کہ کبھی کوئی نبی بھوکا مرا ہو یا اسکی اولاد دروازوں پر بھیک مانگتی پھری ہو ہاں دنیا کے ملوک اور امراء اور اغنیا کا یہ بُرا حال اکثر سنا گیا ہے کہ ان کی اولاد نے در بدر ٹکڑے مانگے ہیں خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ ہے کہ کبھی کوئی کامل مومن بستر نرم سے خاکستر گرم پر نہیں بٹھایا اور نہ کبھی اسکی اولاد کو روز بد نصیب ہوا اگر لوگ ان باتوں پر پختہ ایمان لے آئیں اور سچا اور پاک بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کر لیں تو ہر قسم کی روحانی خود کشی اور دلی جلن سے رہائی پا جائیں۔ فرمایا اکثر لوگوں کو اولاد کی آرزو بھی اسی خیال سے لگی رہتی ہے کہ کوئی ان کی مردار دنیا کا وارث پیدا ہو جائے۔ نہیں جانتے کہ اگر وہ بد کار و نا ہنجار نکلے تو ان کا کمایا ہوا روپیہ اور اندوختہ فسق و فجور میں ان کا معاون ہوگا اور ان کی سیہ کاریوں کا ثواب ان کے نامۂ اعمال میں ثبت ہوتا رہے گا۔ فرمایا۔ اولاد کی آرزو کیلئے حضرت زکریا علیہ السلام کا سا دل درکار ہے۔ اس کا ذکر اس لئے ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا ولد صالح کے لئے مومنوں کے لئے اسوہ ٹھہر جائے۔

فرمایا:

زندگی ناپائیدار اور ناقابل اعتبار ہے۔ فرصت بہت کم ہے۔ ہر ایک کو چاہیئے۔ کہ دین کی فکر میں لگ جائے۔ اس سے بہتر نسخہ عمر بڑھانے اور برکت کا نہیں۔"

(مجدد اعظم ۱۰۱۹-۱۰۲۱)

حضرت امیر دامت برکاتہ کا پیغام

جماعت کے احباب و خواتین کے نام

حضرت امیر جماعت دامت برکاتہ نے احباب و خواتین کے نام ایک مراسلہ جاری فرمایا ہے۔ جس کا متن درج ذیل ہے۔ (ادارہ)

میرے عزیز بھائی بہنو! سلام مسنون اور دعائیں۔

ایک عرصے سے ہمارے وطن عزیز پاکستان کے اندر جو امن و امان کے مایوس کن حالات اور دہشت گردی و تشدد کے افسوسناک واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ اور پاکستان کے باہر اس ملک کے لئے دشمن عناصر سرگرم عمل ہیں اور پھر کرہ ارض کے بیشتر خطوں بالخصوص ان خطوں میں جن سے کئی لحاظ سے ہماری دلی اور جذباتی وابستگی ہے جو بنی نوع انسان کی بے سکونی اور بے چینی کے سامان پیدا ہو گئے ہیں ان کے بارے میں ملکی اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے حوالہ سے آپ کو دل آزار خبریں ملتی رہتی ہیں۔ دوسرے محب وطن طبقات اور ملکی انتظامیہ کی طرح ہمارے اپنے دل بھی اس بدحالی پر نہایت مضطرب و پریشان ہیں اور فکرمندی کے ساتھ اصلاح احوال کے آرزومند ہیں۔

یہ صورت حال اس مادی نظریہ حیات کی پیداوار ہے کہ فرد اور معاشرے نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے حرص و ہوا کی حد سے کہیں بڑھ کر دنیا کی آلائشوں کو مرغوب و مطلوب بنا لیا ہے۔ اور اس حقیقی نظریہ حیات کو ـــ کہ اس فانی دنیا میں بسر اوقات کرتے ہوئے اپنی ایک اور حقیقی اور ابدی دنیا کی طرف کوچ کر جانا ہے ـ فراموش کر دیا ہے۔ اسی سبب سے ملک و معاشرے میں ہمہ قسم جرائم اور فساد فی الارض کا بازار گرم ہے لہٰذا اصلاح احوال کے لئے مادی ذرائع اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ بحیثیت القوم نظریہ حیات میں روحانی انقلاب کی اشد ضرورت ہے۔ ایسا انقلاب جو دنیوی آلائشوں سے پاک ہو اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہو۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے خالق و مالک کی مہربانیوں کی قدر کریں اور اس کے غضب سے بچنے کے لئے اس کی طرف دوڑ بھاگ کر جائیں۔ اور اس کے آستانے پر اپنے آپ کو ڈال دیں اور اپنے دن اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہوئے گذاریں اور اندھیری راتوں میں اس کے آگے سجدوں میں گر کر آہ و زاری اور گریہ و بکا کریں۔ اللہ تعالےٰ کے غضب کی آگ کو صرف آنکھوں کا پانی ہی ٹھنڈا کر سکتا ہے بقول حضرت بانی سلسلہ:

ع آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج

ہم لوگ بحیثیت جماعت کسی دنیوی طاقت و قوت کے مالک نہیں کہ ان ذرائع کے ساتھ اپنے آپ کو ملک و معاشرے کی صلاح و فلاح کے لئے بطور دوا پیش کریں۔ بلکہ ہمارے پاس انفرادی اور اجتماعی مشکلات کے حل کے لئے ایک ہی کارآزمودہ علاج ہے اور وہ ہے **دُعا**۔ اسی کے ذریعہ سے اپنے خالق و مالک کے رحم و کرم کو جذب کیا جا سکتا اور اس سے خیر و برکت کی بھیک مانگی جا سکتی ہے اور اس کے فضل کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

لہٰذا میں اپنی جماعت کے ایک ایک بھائی بہن اور خورد و کلاں سے خواہ وہ دنیا کے کسی مقام پر ہوں تاکیدی استدعا کرتا ہوں کہ وہ پاکستان کی بالخصوص اور دیگر ممالک کی بالعموم مشکلات و مصائب کے ازالہ کے لئے درد دل کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں آہ و زاری کریں تاکہ باری تعالیٰ بنی نوع انسان کے قلب و نظر کے لئے سکون و سلامتی کے دروازے کھول دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور اپنی رضا کی راہوں پر صبر و استقامت کے ساتھ گامزن رکھے۔ والسلام

آپ کا خیر اندیش

(سعید احمد)

دستخط حضرت امیر دامت برکاتہ

دارالسلام ـ لاہور

یاد رفتگان

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مرحوم و مغفور

حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان دامت برکاتہ کے قلم سے

عزیزم محمد انور امام لندن مشن نے مورخہ ۲۷ جولائی ۸۵ء بروز ہفتہ بوقت شام یہ نہایت ہی المناک خبر ٹیلی فون پر سنائی کہ آج دوپہر محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ خبر سن کر میرے دل و دماغ پر جو گذری اور جو مجھے صدمہ ہوا ہے اسے الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ میں اس کی برداشت اور صبر کی توفیق اپنے رب سے ہی مانگتا ہوں اور اپنے جدا ہونیوالے بھائی کے لئے یہی دعا مانگ سکتا ہوں کہ "رب اغفرہ وارحمہ وادخلہ فی عبادک الصالحین الذین لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون۔

اس وقت ہماری جماعت جن مشکلات اور مصائب میں سے گذر رہی ہے ان کو سامنے رکھتے ہوئے جب میں سوچتا ہوں کہ گذشتہ چند ہی سالوں میں ہم سے ہمارے بڑے قیمتی اور صاحب علم بزرگ یکے بعد دیگرے جدا ہونے چلے گئے ہیں تو ڈاکٹر صاحب کی جدائی کا غم اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ مگر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے راضی اور خوش ہیں۔

ع چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

میں جناب ڈاکٹر اللہ بخش مرحوم کو ۱۹۱۸ء سے جانتا ہوں۔ جب میں لاہور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں داخلہ کے لئے لاہور آیا۔ دو سال بعد وہ بھی میرے کالج فیلو بن گئے۔ اور جماعت کے معمولات میں ہماری شانہ بشانہ شرکت اور ہوسٹل میں صبح و شام کی عبادتوں میں ملاقاتیں ہماری زندگی کا معمول بن گئیں۔ ڈاکٹر صاحب گوناگوں صفات کے مالک تھے لیکن انکی سب سے بڑی صفت ان کی دینداری اور احمدیت کے لئے بے پناہ جوش تھا جو انہیں ورثہ میں ملا تھا کیونکہ انہوں نے بڑے پاکیزہ ماحول اور ٹھیٹھ مذہبی اقدار کے گہوارے میں آنکھ کھولی تھی۔ احمدیت کی صحیح روح ان کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی تھی۔ عمر کے ساتھ ساتھ ان کا یہ جوش اور جوان ہوتا گیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ڈاکٹر صاحب سراپا احمدیت تھے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ وہ بڑے نڈر، بے خوف جرأت مند، حق گو، منفی اور دیانتدار احمدی تھے۔

ڈاکٹر صاحب اپنے جس نقطہ نظر اور موقف کو اپنے خیال کے مطابق درست سمجھتے تھے اس پر وہ کوئی سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے لیکن اپنے خیال کے خلاف جب کبھی حق بات انکی سمجھ میں آجاتی تو اسکی تائید میں چٹان کی طرح ڈٹ جاتے اور اسکی مخالفت کرنیوالے کا ناطقہ بند کر دیتے تھے۔

۱۹۷۴ء کے ابتلاء میں آپ نے بڑی جرأتِ مردانہ کا مظاہرہ کیا حکومت کے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے جماعتِ احمدیہ کے دونوں فرقوں کو ازروئے دستور اور قانون غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کے بعد ۲۷ ستمبر کو لاہور میں جو مجلس مشاورت جماعت کے مستقبل کے لئے لائحہ عمل تجویز کرنے کی خاطر بلائی گئی تھی اس میں شامل ہونے والے بعض سرکردہ حضرات کی یہ رائے تھی کہ انجمن کے نام سے "احمدیہ" کا لفظ ہٹا دیا جائے۔ تو ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ان بزرگوں میں سے تھے جنہوں نے اس کی سخت مخالفت کی تھی مجلس مشاورت سے قبل آپ نے ہر آنے والے سے کہا کہ یہ نام ہماری انجمن کا تشخص اور پہچان ہے۔ دنیا میں اسی نام سے یہ تحریک متعارف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس دن ہم نے یہ نام ہٹایا ہم ختم ہو جائیں گے اور مر جائینگے۔ جسمانی لحاظ سے اس نحیف و نزار دبلے پتلے اور کمزور انسان کی قوتِ ارادی میں اس قدر مضبوطی تھی کہ اس پر حیرت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کیمیکل اور چیف کیمیکل اگزامنر کے حساس عہدوں پر سال ہا سال فائز رہے۔ اگر وہ دنیا کا مال و دولت جمع کرنا چاہتے تو ایک امیر کبیر انسان اور بڑی جائیداد کے مالک ہوتے۔ ہزاروں روپے کی رشوتیں آپ کو پیش کی گئیں لیکن آپ نے بڑی نفرت کے ساتھ ٹھکرا دیں اور حق کا ساتھ دیا۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد آپ نے اپنی زندگی کا ملاً دین کے لئے وقف کر دی اور مختلف حیثیتوں میں انجمن کی خدمات انجام دیں۔ آپ نے ملازمت کے دوران میں ہی ایک میگزین نکالا جس کے ذریعہ وہ نوجوانوں میں دین کی روح پھونکنا چاہتے تھے۔

آپ سال ہا سال تک انجمن کی ہر دو مجالس معتمدین اور مجلس منتظمہ کے رکن کی حیثیت سے انجمن کی خدمت کرتے رہے کچھ عرصہ آپ نے بطور جنرل سیکرٹری بھی فرائض انجام دیئے۔ آپ افسر اخبارات اور چیف ایڈیٹر پیغام صلح اور ایڈیٹر "لائٹ" بھی رہے۔ آپ کے مضامین بڑے مدلل اور دل کو لگنے والے ہوتے تھے۔ آپ ایک صاحب علم انسان تھے آپ کو حضرت صاحب کی تعلیمات پر بڑا عبور تھا۔ آپ کا طرز استدلال سہل اور عام فہم ہوتا تھا۔ اپنی تقریر کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے آپ اکثر تصاویر، اشکال اور چارٹوں کی مدد لیا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے بحیثیت مقرر وہ ایک منفرد انسان تھے۔

جناب ڈاکٹر صاحب ستمبر ۱۹۸۲ء میں ہمارے مرکز دارالسلام ویمبلے کی افتتاحی تقریب میں شرکت کرنے کے لئے انجمن کے وفد کے ہمراہ لندن تشریف لے گئے تھے لیکن اپنے بیٹے عزیز احمد اور دوسرے اقربا کے اصرار پر جو انگلستان میں مقیم ہیں وہیں رہ گئے اور اب وفات کے بعد گرین فورڈ کے قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے ہیں یہ مقام مرکز دارالسلام ویمبلے سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

اے خدا بر تربت او ابر رحمتہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

اپنے اس محترم بھائی کی جدائی سے جو غم اور دکھ مجھے ہوا ہے اسے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ میرے لئے وہ خاص کر تقویت کا باعث تھے کیونکہ وہ با اصول انسان ہونے کی وجہ سے انجمن کی اکثریت سے کئے گئے فیصلوں کے پابند تھے اور مرکز سے وفاداری کو وہ جزو ایمان سمجھتے تھے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ میرے مرحوم بھائی کی مغفرت فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے اور اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

احبابِ کرام !

پیغام صلح آپ کا اپنا جماعتی ترجمان ہے۔ موجودہ حالات میں اسکی ضخامت میں کمی مخصوص وجوہات کے تحت بامر مجبوری کی گئی ہے۔ احباب اسکی موجودہ صورتحال سے کبیدہ خاطر نہ ہوں اس کی سرپرستی جاری رکھیں اور اسکی مالی معاونت کے لئے نہ صرف سالانہ چندہ باقاعدگی سے بھجوائیں بلکہ خصوصی عطیات بھی دیں۔

(ادارہ)

جماعتی خبریں

- الحمدللہ حضرت امیر دامت برکاتہ بصحت ہیں حسب معمول دینی اور جماعتی رہنمائی فرما رہے ہیں۔ احباب ان کی درازیٔ عمر کے لئے خصوصی دُعا فرمادیں۔
- دارالسلام میں جاری رہنے والا شبان الاحمدیہ کا سالانہ تربیتی کورس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس کورس میں جماعت کے نوجوانوں نے شرکت کی اور پروگرام کے مطابق تعلیم و تدریس اور تربیت کا عمل جاری رہا۔ افتتاحی تقریر حضرت امیر نے فرمائی۔ اس کی تفصیلی رپورٹ آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔
- جرمنی کے دارالخلافہ برلن میں ہونے والا سالانہ احمدیہ کنونشن آمدہ اطلاعات کے مطابق بخیر وخوبی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ مختلف ممالک کے وفود نے اس کنونشن کو کامیاب کرنے کے لئے بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔

سہ روزہ کنونشن پروگرام کے مطابق جاری رہا۔ مقررین نے تقاریر کیں سیمینار منعقد ہوئے۔ کتب کی نمائش ہوئی۔ اور تاریخی مقامات کی سیر و تفریح کی گئی۔ اس کنونشن کے کامیاب انعقاد کے لئے وہ احباب مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے کنونشن کے لئے تیاری اور اس کے انتظام و انصرام کے لئے شبانہ روز محنت کی۔ کنونشن کی رپورٹ موصول ہونے پر ہدیہ قارئین کرام کی جائے گی۔

- جماعت کے نہایت قابل احترام بزرگ جناب این اے فاروقی صاحب ابھی علیل ہیں ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب کرام خصوصی دعا فرمادیں۔
- محترم چوہدری ریاض احمد صاحب کے بھائی چوہدری فیاض احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں چوہدری صاحب موصوف نے انجمن کو عطیہ دیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی کامیاب عمر دراز عطا فرمائے۔ اور والدین کے لئے باعث برکت و رحمت ہو۔
- محترم احمد حسن خان صاحب بعارضہ قلب ہسپتال میں زیر علاج رہے ہیں۔ اب وہ ہسپتال سے گھر آگئے ہیں۔ احباب سے کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے
- پیغام صلح کے گذشتہ شمارے کے صہ۴ کے دوسرے کالم میں "بلا تبصرہ" کے زیر عنوان متعلقہ مضمون کا تصویری عکس سہواً شائع نہیں ہوسکا۔ اس کے لئے ادارہ اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہے۔
- ہمارا پیارا ملک پاکستان کچھ عرصہ قبل سے کئی قسم کی ملک دشمن اور معاشرہ کش تخریب کاریوں کی زد میں ہے جس کی وجہ سے جان و مال کے تحفظ اور امن و امان کے مسائل پیدا ہو چکے ہیں بیرون ملک سے بھی سلامتی کے خطرات سر اٹھا رہے ہیں۔ ان پریشان کن اور افسوسناک حالات سے ملک و قوم کا ہر محب وطن طبقہ و جماعت فکرمند ہے اور حکومت وقت بھی ان مخدوش حالات پر کڑی نظر رکھتے ہوئے دہشت گردی، تخریب کاری اور بدامنی کے خاتمہ کیلئے اصلاحی اقدامات کرنے میں کوشاں ہے۔ حضرت امیر دامت برکاتہ نے احباب کے نام ایک پیغام جاری فرمایا ہے جو اسی اشاعت میں درج ہے۔ امید ہے کہ احباب نہ صرف اپنی خصوصی دعاؤں سے کام لیں گے بلکہ اپنے اپنے حلقہ میں اصلاحی کاموں میں بالفعل حصہ لیں گے۔

اخباری خبریں

- حکومت پنجاب کے ایک اعلانیہ مشتہرہ مؤرخہ ۱۸۔ جولائی در اخبار جنگ لاہور کے مطابق تمام مسالک کے علماء کرام کا باہمی مشاورت سے متعین کردہ ایک ضابطہ اخلاق مرتب ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بڑا خوش آئند ہے اور ملک و قوم کے لئے فلاح و برکت کا موجب ہوسکتا ہے۔ اس قسم کے ضابطہ کی بہت پہلے سے ضرورت تھی جس کے نہ ہونے کے باعث ملک و قوم کو ماضی میں مختلف اوقات میں بہت سے المیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس ضابطہ پر پُرخلوص اور بے لوث عمل سے ملک و قوم کے بیشتر مسائل خود بخود حل ہونے کا امکان ہے۔

ہماری دُعا ہے کہ ملک کو امن و امان، سکون و سلامتی اور تحفظ و استحکام نصیب ہو۔ ضابطہ اخلاق کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

- ☐ علما/پیروکار "اپنے مسلک کو چھوڑو نہ ہی کسی کے مسلک کو چھیڑو" پر عمل کریں
- ☐ تمام مکاتب فکر کے علما اپنے مواعظ میں میانہ روی اپنائیں
- ☐ علما اپنے خطبوں میں باہمی یگانگت کی تعلیم دیں
- ☐ باہمی فتویٰ بازی سے اجتناب کریں
- ☐ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کسی مسلمان کی دل آزاری نہ ہو
- ☐ خلفائے راشدینؓ صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہارؓ کے احترام کو ملحوظ رکھیں
- ☐ اسلامی تقریبات میں ہر مسلک کے علمار/پیروکار قانون کے دائرے میں رہیں
- ☐ ایک دوسرے پر اعتراض اور مداخلت سے احتراز کریں
- ☐ علما اور امن کمیٹیوں کے اراکین انتظامیہ سے تعاون کریں
- ☐ ایسے مقدمات جو فرقہ وارانہ کشیدگی کے باعث وجود میں آئے۔ باہم مشاورت اور انتظامیہ/حکومت کے تعاون سے اُن پر غور کیا جائے گا۔

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ

ان دنوں حضرت شیخ بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا سالانہ عرس ہو رہا ہے آپ کا حلقۂ عقیدت و ارادت بڑا وسیع ہے۔ آپ پنجابی کے پہلے صوفی بزرگ شاعر ہیں۔ آپ کی شاعری کا مقصد تبلیغی، اصلاحی اور تعمیری تھا۔ آپ نے لوگوں کو توہم اور شرک پرستی سے نجات دلاتے ہوئے حریت فکر، تدبیر منزل اور تکریم آدم سے متعارف کرایا۔ آپ نے سنت انبیاءؑ کی پیروی کرتے ہوئے طویل مجاہدہ اور سلوک کی کٹھن منزلیں طے کیں۔ آپ کے پیغام میں عبادتوں اور ریاضتوں کی بے ثمری کا ماتم ہے آپ حق گو اور حق پرست ولی اللہ تھے آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہم عصر تھے اور آپ کی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ خط و کتابت رہی جس کا حضرت صاحب کی تحریرات میں کثرت سے ذکر ہے۔ جو نہایت ایمان افروز ہے۔ اور احباب جماعت اس سے بخوبی واقف ہونگے۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رنیدرو ڈ سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح۔ دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

جماعتی

* حضرت امیر (خدا تعالیٰ ان کا مؤید ہو۔) خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور دینی کاموں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ احباب اس نافع وجود کی صحت و سلامتی والی لمبی عمر کے لئے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔
* جناب این۔ اے فاروقی صاحب ابھی علیل ہیں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب دعا فرماویں۔
* جرمن کے شہر برلن میں

سہ روزہ احمدیہ کنونشن نہایت کامیابی کے ساتھ اور بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس کی کامیابی کے بارے میں آمدہ تین خطوط میں سے اقتباسات ہدیہ قارئین ہیں :-

* جناب فتح محمد عزیز صاحب ایڈووکیٹ کوپن ہیگن سے حضرت امیر کے نام لکھتے ہیں برلن میں احمدیہ انٹرنیشنل کانفرنس بخیر و خوبی سرانجام پائی اور کامیاب رہی تقاریر کا معیار بھی اچھا رہا۔ ساری کارروائی کی ویڈیو فلم بھی تیار کی گئی ہے جو آپ کے پاس ملاحظہ کے لئے بھیجی جائے گی۔ بیرونی ممالک کے احباب کے قیام کا بہت اچھا انتظام تھا۔ اور ان کو بہت عزت و احترام سے الوداع کہا گیا جملہ شرکاء بہت اچھا تاثر لے کر گئے ہیں آخری اجلاس کے اختتام پر میں نے مختصر طور پر اس کانفرنس کے ذاتی مشاہدات اور تاثرات اجلاس کے روبرو پیش کیے تھے وہ بھی ریکارڈ ہوئے۔ بیرونی جماعت کے افراد آپ سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ میں نام بھول جاتا ہوں بہت سے مرد و خواتین نے مجھ سے ذکر کیا اور سلام بھیجا ہے جو میں نے کیسٹ کئے ہوئے ہیں۔ چندہ بھی معقول حد تک جمع ہوا جس کی اطلاع صحیح اعداد میں مسز ثمینہ دے چکی ہوں گی۔ کانفرنس کے لئے مسز ثمینہ ساہو خان صاحبہ، ڈاکٹر ملک نعمان الٰہی صاحب اور بیگم محمد احمد صاحبہ نے بہت محنت کی۔ جامع توقع سے زیادہ فراخ اور خوبصورت نکلی۔ چوہدری سعید احمد صاحب انچارج جامع نہایت ہی مخلص اور نیک شخص ہیں۔
* جناب عبدالوحید صاحب بونا ٹل جرمنی سے امام صاحب برلن کے نام اپنے تاثرات لکھتے ہیں۔

عالمی احمدیہ کنونشن برلن کو گذرے ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہوا ہے لیکن اس کے روح پرور نظارے اور تقریبات ہمیشہ یاد رہیں گی۔ گو کہ اس کنونشن میں حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کی کمی محسوس ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت والی زندگی عطا کرے تاکہ آئندہ کنونشن میں وہ شمولیت کر سکیں اور اس روحانی وجود سے ہم فیض یاب ہو سکیں۔ محترمہ ثمینہ ساہو خان صاحبہ کی جماعت سے والہانہ محبت دیکھ کر رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بہن کو ہمیشہ خوش اور سکھی رکھے اور ہم سب احمدی بھائیوں اور بہنوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے آمین

مجھے اس کنونشن میں شامل ہونے سے معلوم ہوا ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت میں کیسے کیسے خدا نے ہیرے چھپائے ہوئے ہیں۔ جن کی والہانہ محنت اور تقویٰ سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا پیغام ساری دنیا تک پہنچ رہا ہے۔ خداوند کریم ان سب کو صحت دے۔

* جناب ... لکھتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کنونشن بہت اچھے ماحول میں ہو گئی دس روز پہلے سے محترمہ ثمینہ ساہو خان صاحبہ محترمہ زبیدہ احمد صاحبہ اور محترمہ زکیہ شیخ صاحبہ کی آمد سے بہت حوصلہ افزائی ہوتی ان کے بغیر مہمانوں کی دیکھ بھال اور تواضع ہمارے لئے ناممکن تھی۔ انتظامات تسلی بخش تھے۔ مہمانوں کی آمد اور روانگی تسلی بخش رہی۔ برلن کی سیر بھی خوب رہی۔ تصویروں کا ریکارڈ ویڈیو ٹیپ کی صورت میں اور آڈیو ٹیپ کی صورت میں امریکہ سے آپ کو بھیجا جائیگا۔ سب ٹیپ محترمہ ثمینہ ساہو خان صاحبہ لے گئی ہیں۔ زیادہ بھاگ دوڑ تو انہوں نے ہی کی۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مدد بھی نظر آتی ہے۔ میں نے تو صرف پلیٹ فارم مہیا کیا تھا اللہ کا شکر ہے کہ موسم اچھا رہا۔ صرف ایک اجلاس کے دوران طوفان اور ژالہ باری ہوئی جس سے موسم خوشگوار ہو گیا۔ قبل ازیں موسم گرم تھا۔

جماعت کے تمام بیماروں کے لئے صحت یابی کی دعائیں کی گئیں اور مہمانوں کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا گیا۔ انڈونیشیا سے آفندی صاحب کا ذاتی طور سے میں نے خود خیال رکھا تاکہ کوئی پریشانی نہ ہو، بہت خوش گئے ہیں الحمد للہ۔

امریکہ سے جناب محمد احمد صاحب اور ان کی اہلیہ کا مجاہدہ قابل تعریف رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ تمام احباب جماعت کو السلام علیکم۔

ایک غلط خبر کی تردید

جناب ظفر اقبال صاحب کا پیغام کہ برلن کی اخباری خبر کے مطابق احمدیہ جماعت لاہور کا ایک جج ہائی کورٹ کی سطح سے ترقی کر کے سپریم کورٹ آف پاکستان کا جج مقرر کیا گیا ہے ظفر اقبال صاحب نے پوچھا ہے کہ اگر یہ خبر درست نہ ہو تو اسکی تردید پیغام صلح میں شائع ہو جائے۔ چنانچہ ادارہ اس بے بنیاد خبر کی تردید کرتا ہے۔ احمدیہ جماعت لاہور کا کوئی شخص پاکستان کی کسی ہائی کورٹ کا جج نہیں ہے۔ لہٰذا ترقی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اعتذار :

پیغام صلح کے یکم اگست ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں صہ ۴ پر حضرت بابا فرید گنج شکر رح کے عرس کے بارے میں ادارتی نوٹ شائع ہوا ہے اس کے آخر میں یہ لکھا گیا ہے کہ :

"آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہم عصر تھے اور آپکی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ خط و کتابت رہی"۔ یہ بات درست نہیں ہے جو صوفی اور ولی اللہ بزرگ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہم عصر تھے اور جن کے ساتھ آپ کی خط و کتابت رہی وہ چاچڑاں شریف کے حضرت بابا غلام فرید صاحب تھے نہ کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رح، ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

گناہ کی فلاسفی

ایک شخص نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ دنیا میں لوگ بہت گنہگار ہوں گے مگر میرے جیسا گنہگار تو کوئی نہ ہوگا۔ میں نے بڑے بڑے سخت گناہ کئے ہیں میری بخشش کس طرح ہوگی؟ حضرت صاحب نے فرمایا:

دیکھو خدا تعالیٰ جیسا غفور اور رحیم کوئی نہیں اللہ تعالیٰ پر یقین کامل رکھو کہ وہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے اور بخش دیتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی گنہگار نہ رہے تو میں ایک اور امت پیدا کروں گا جو گناہ کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم۔ یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے .... اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں خدا تعالیٰ نے ہر ایک شئے میں ایک حکمت رکھی ہے۔ اگر آدم گناہ کر کے توبہ نہ کرتا اور خدا تعالیٰ کی طرف نہ جھکتا تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا؟ اگر کوئی انسان ایسا اپنے آپ کو دیکھتا کہ جیسا ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے فخر کیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے اور اپنے عجز کو یقین کر کے خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے جس طرح مکھی کے دو پر ہیں کہ ایک میں زہر ہے اور دوسرے میں تریاق ہے حدیث شریف میں ہے کہ اگر تمہارے کھانے پینے میں مکھی پڑ جائے تو وہ اپنا صرف ایک پر اس کے اندر ڈبوتی ہے جس میں زہر ہے پر تم اس کو نکالنے سے پہلے اس کا دوسرا پر بھی ڈبو لو کہ وہ اس کے بالمقابل تریاق ہے۔ یہ مثال انسان کے گناہ اور توبہ کی ہے۔ اگر گناہ صادر ہو جاوے تو توبہ کرو کہ وہ اس کے واسطے تریاق ہے اور گناہ کے زہر کو دور کر دیتی ہے عاجزی اور تضرع سے خدا تعالیٰ کے حضور میں جھکو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے اگر گناہ نہ ہوتا تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے کہ میں نے گناہ کیا ہے اور اپنے آپ کو ملزم دیکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تب اس پر رحم کیا جاتا ہے اور وہ ترقی کرتا ہے۔ لکھا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہیئے اور نیت صادق کے ساتھ چاہیئے کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا گو بعد میں بہ سبب کمزوری کے ہو جاوے لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے یہ پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئندہ یہ گناہ نہ کرے گا نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو بلکہ پختہ ارادہ ہو کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئیگا تب وہ توبہ قبول ہو جاتی ہے لیکن خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان میں ڈالتا ہے تاکہ ان کو انعام دیوے انعام حاصل کرنے کے واسطے امتحان پاس کرنا ضروری ہے۔

جماعتی خبریں

* حضرت امیر (خدا تعالیٰ ان کا مؤید ہو۔) خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور دینی کاموں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ احباب اس نافع وجود کی صحت و سلامتی والی لمبی عمر کے لئے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔
* جناب این۔ اے فاروقی صاحب ابھی علیل ہیں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب دعا فرمادیں۔
* جرمن کے شہر برلن میں

سہ روزہ احمدیہ کنونشن نہایت کامیابی کے ساتھ اور بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس کی کامیابی کے بارے میں آمدہ تین خطوط میں سے اقتباسات ہدیہ قارئین ہیں :-

* جناب فتح محمد عزیز صاحب ایڈووکیٹ کوپن ہیگن سے حضرت امیر کے نام لکھتے ہیں برلن میں احمدیہ انٹرنیشنل کانفرنس بخیر و خوبی سر انجام پائی اور کامیاب رہی تقاریر کا معیار بھی اچھا رہا۔ ساری کارروائی کی ویڈیو فلم بھی تیار کی گئی ہے جو آپ کے پاس ملاحظہ کے لئے بھیجی جائے گی۔ بیرونی ممالک کے احباب کے قیام کا بہت اچھا انتظام تھا۔ اور ان کو بہت عزت و احترام سے الوداع کہا گیا جملہ شرکا بہت اچھا تاثر لے کر گئے ہیں آخری اجلاس کے اختتام پر میں نے مختصر طور پر اس کانفرنس کے ذاتی مشاہدات اور تاثرات اجلاس کے روبرو پیش کیے تھے وہ بھی ریکارڈ ہوئے۔ بیرونی جماعت کے افراد آپ سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ میں نام بھول جاتا ہوں بہت سے مرد و خواتین نے مجھ سے ذکر کیا اور سلام بھیجا ہے جو میں نے کیسٹ کئے ہوئے ہیں۔ چندہ بھی معقول حد تک جمع ہوا جس کی اطلاع صحیح اعداد میں مسز ثمینہ دے چکی ہوں گی۔ کانفرنس کے لئے مسز ثمینہ ساہو خان صاحبہ، ڈاکٹر ملک نعمان الٰہی صاحب اور بیگم محمد احمد صاحبہ نے بہت محنت کی۔ جامع توقع سے زیادہ فراخ اور خوبصورت نکلی۔ چوہدری سعید احمد صاحب انچارج جامع نہایت ہی مخلص اور نیک شخص ہیں۔
* جناب عبدالوحید صاحب بونا ٹل جرمنی سے امام صاحب برلن کے نام اپنے تاثرات لکھتے ہیں۔

عالمی احمدیہ کنونشن برلن کو گذرے ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہوا ہے لیکن اس کے رُوح پرور نظارے اور تقریبات ہمیشہ یاد رہیں گی۔ گو کہ اس کنونشن میں حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کی کمی محسوس ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت والی زندگی عطا کرے تاکہ آئندہ کنونشن میں وہ شمولیت کر سکیں اور اس روحانی وجود سے ہم فیض یاب ہو سکیں۔ محترمہ ثمینہ ساہو خان صاحبہ کی جماعت سے والہانہ محبت دیکھ کر رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بہن کو ہمیشہ خوش اور سکھی رکھے اور ہم سب احمدی بھائیوں اور بہنوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے آمین

مجھے اس کنونشن میں شامل ہونے سے معلوم ہوا ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت میں کیسے کیسے خدا نے ہیرے چھپائے ہوئے ہیں۔ جن کی والہانہ محنت اور تقویٰ سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا پیغام ساری دنیا تک پہنچ رہا ہے۔ خداوند کریم ان سب کو صحت والی لمبی زندگی عطا کرے اور ہم گنہگاروں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

* جناب سعید احمد چوہدری صاحب انچارج مشن برلن حضرت امیر کے نام تحریر کرتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کنونشن بہت اچھے ماحول میں ہو گئی دس روز پہلے سے محترمہ ثمینہ ساہو خان صاحبہ محترمہ زبیدہ احمد صاحبہ اور محترمہ زکیہ شیخ صاحبہ کی آمد سے بہت حوصلہ افزائی ہوئی ان کے بغیر مہمانوں کی دیکھ بھال اور تواضع ہمارے لئے ناممکن تھی۔ انتظامات تسلی بخش تھے۔ مہمانوں کی آمد اور روانگی تسلی بخش رہی۔ برلن کی سیر بھی خوب رہی۔ تصویروں کا ریکارڈ ویڈیو ٹیپ کی صورت میں اور آڈیو ٹیپ کی صورت میں امریکہ سے آپ کو بھیجا جائیگا۔ سب ٹیپ محترمہ ثمینہ ساہو خان صاحبہ لے گئی ہیں۔ زیادہ بھاگ دوڑ تو انہوں نے ہی کی۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مدد بھی نظر آتی ہے۔ میں نے تو صرف پلیٹ فارم مہیا کیا تھا اللہ کا شکر ہے کہ موسم اچھا رہا۔ صرف ایک اجلاس کے دوران طوفان اور ژالہ باری ہوئی جس سے موسم خوشگوار ہو گیا۔ قبل ازیں موسم گرم تھا۔

جماعت کے تمام بیماروں کے لئے صحت یابی کی دعائیں کی گئیں اور مہمانوں کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا گیا۔ انڈونیشیا سے آفندی صاحب کا ذاتی طور سے میں نے خود خیال رکھا تاکہ کوئی پریشانی نہ ہو، بہت خوش گئے ہیں الحمدللہ،

امریکہ سے جناب محمد احمد صاحب اور ان کی اہلیہ کا مجاہدہ قابل تعریف رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ تمام احباب جماعت کو السلام علیکم۔

ایک غلط خبر کی تردید

جناب ظفر اقبال صاحب کا پیغام کہ برلن کی اخباری خبر کے مطابق احمدیہ جماعت لاہور کا ایک جج ہائی کورٹ کی سطح سے ترقی کر کے سپریم کورٹ آف پاکستان کا جج مقرر کیا گیا ہے ظفر اقبال صاحب نے پوچھا ہے کہ اگر یہ خبر درست نہ ہو تو اس کی تردید پیغام صلح میں شائع ہو جائے۔ چنانچہ ادارہ اس بے بنیاد خبر کی تردید کرتا ہے۔ احمدیہ جماعت لاہور کا کوئی شخص پاکستان کی کسی ہائی کورٹ کا جج نہیں ہے۔ لہٰذا ترقی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

~~~+~~~

اعتذار :

پیغام صلح کے یکم اگست ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں صفحہ ۴ پر حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے عرس کے بارے میں ادارتی نوٹ شائع ہوا ہے اس کے آخر میں یہ لکھا گیا ہے کہ :

"آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہم عصر تھے اور آپ کی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ خط و کتابت رہی"۔ یہ بات درست نہیں ہے جو صوفی اور ولی اللہ بزرگ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہم عصر تھے اور جن کے ساتھ آپ کی خط و کتابت رہی وہ چاچڑاں شریف کے حضرت بابا غلام فریدؒ صاحب تھے نہ کہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ، ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔
~~~

احمدیہ تربیتی کورس۔ جولائی ۱۹۹۱ء

ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی سالانہ احمدیہ تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کورس ۱۵ سے ۲۵ جولائی تک منعقد ہوا۔ اس دس روزہ تربیتی کورس کا افتتاح حضرت امیر (اللہ تعالٰی کی تائید انہیں حاصل رہے۔) نے ۱۵ جولائی کو جامع دارالسلام نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں فرمایا۔

آپ نے دینی تعلیم کے حصول اور کردار کی پاکیزگی کی اہمیت پر زور دیا۔ اس کورس میں ۳۵ طلباء نے حصہ لیا۔ درس و تدریس کے فرائض حسب ذیل اساتذہ کرام نے سرانجام دیئے۔

۱۔ محترم مولوی محمد علی صاحب چک ۸۱ سرگودہا، محترم ڈاکٹر اصغر حمید صاحب لاہور
محترم قاضی عبدالاحد صاحب لاہور، محترم عبدالعزیز صاحب لاہور
محترم مولانا چوہدری عبدالحمید صاحب راولپنڈی

شرکاء کو تین گروپوں میں بانٹ دیا گیا تھا۔ میٹرک اور میٹرک سے اوپر والوں کا سینیئر گروپ، اور میٹرک سے کم تعلیمی معیار والے بچے اور بچیوں کے الگ الگ گروپ بنائے گئے تھے۔

سینیئر گروپ والوں کا تحریری امتحان لیا گیا لیکن جونیئر گروپ کے بچے اور بچیوں کے زبانی امتحانات ہوئے نتائج حسب ذیل ہیں۔

سینیئر گروپ:

اول انعام: ناصر احمد صاحب شیخ محمدی پشاور
دوسرا ": سلمٰی انوار صاحبہ لاہور
تیسرا ": عثمان نذیر صاحب لاہور
خصوصی انعام: مجاہد احمد سعید صاحب ایبٹ آباد

جونیئر گروپ I:

اول انعام: طیب انوار احمد صاحب لاہور
دوسرا ": خرم جمیل صاحب لاہور
تیسرا انعام: عتیق احمد صاحب چک ۸۱ جنوبی سرگودہا۔
خصوصی انعام: سجاد احمد صاحب سرائے نورنگ بنوں۔

جونیئر گروپ II:

اول انعام: سعیدہ ضیاء صاحبہ لاہور
دوسرا ": طیبہ انوار احمد صاحبہ لاہور
تیسرا ": فصیحہ جمیل صاحبہ لاہور
خصوصی انعام: انیفہ رحمان صاحبہ لاہور

۲۴ جولائی کو بعد سہ پہر ساڑھے پانچ بجے حضرت امیر (خدا تعالٰی کی تائید انہیں حاصل رہے) نے تربیتی کورس کے اساتذہ اور بیرونی جماعتوں سے آئے ہوئے طلباء کو اپنی رہائش گاہ پر چائے پر مدعو فرمایا اور کورس میں شرکت پر خوشی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں۔

۲۵ جولائی کو شبان الاحمدیہ مرکزیہ نے انعامی تقاریر کا مقابلہ اور ذہنی آزمائش کے پروگرام کا اہتمام کیا تھا۔ اس میں بھی ایک سینیئر گروپ اور دو جونیئر گروپ بنائے گئے تھے۔ کمپیئرنگ کے فرائض عزیز احمد صاحب، اسد حیات صاحب نے ادا کئے۔ انعامی تقاریر کے مقابلہ کے لئے جج صاحبان محترم مرزا ٹیپو سلطان بیگ صاحب فیصل آباد، ناصر احمد صاحب شیخ محمدی پشاور اور محترم عبدالعزیز صاحب لاہور تھے۔

انعام پانے والوں کی تفصیل: تقاریر کا انعامی مقابلہ اطفال

اول: طیبہ انوار احمد صاحبہ دوم: طیب انوار احمد صاحب
سوم: عتیق احمد چک ۸۱ جنوبی سرگودہا

ذہنی آزمائش کا پروگرام: شبان

اول: نورالرحمٰن صاحب راولپنڈی
دوم: شیر افگن صاحب فیصل آباد
سوم: حمادالرحمان صاحب لاہور

اطفال:

اول: طیب انوار احمد دوم: سعیدہ ضیاء صاحبہ لاہور
سوم: سعدیہ رحمان صاحبہ

۲۶ جولائی بروز جمعۃ المبارک ۱ بجے بعد دوپہر حضرت امیر (اللہ تعالٰی کی تائید آپ کو حاصل ہو) نے ایک مختصر تقریب میں تربیتی کورس اور شبان الاحمدیہ کے پروگرام میں انعام پانے والے طلباء و طالبات کو اپنے دست مبارک سے انعامی شیلڈز اور دیگر انعامات دیئے۔ آخر پر حضرت ممدوح نے تربیتی کورس میں شریک طلباء و طالبات کو تلقین فرمائی کہ وہ علم کے حصول میں خصوصی دلچسپی لیں اور نیکی اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔

ـــــ ++ ـــــ

وفات حسرت آیات

جناب کیپٹن عبدالسلام خان صاحب اور جناب یوسف خان صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ زاہدہ بیگم قضائے الٰہی سے وفات پاگئی ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی نماز جنازہ حضرت امیر نے جامع دارالسلام میں پڑھائی۔ بیرونی جماعتوں سے نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی استدعا کی جاتی ہے۔

ادارہ پیغام صلح ہر دو صاحبان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

+++

حمد باری تعالیٰ

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تُو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقانِ زار کا

کیا عجب تُو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دارالسلام عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

ملفوظات حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ

سزا و جزا کی حقیقت

مسٹر ڈکسن: کیا خدا اس جہان میں سزا دیتا ہے یا دوسرے جہان میں۔

فرمایا: "میں نے آپ کے سوال کو سمجھ لیا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی معرفت ہمیں بتایا ہے اور واقعات صحیحہ نے جس کی شہادت دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سزا و جزا کا قانون خدا تعالیٰ نے ایسا مقرر کیا ہے کہ اس کا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور جو شوخیاں اور شرارتیں انسان کرتا ہے وہ بجائے خود انہیں محسوس کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ ان کی سزا اور پاداش جو یہاں ملتی ہے اس کی غرض تنبیہہ ہوتی ہے تاکہ توبہ اور رجوع سے انسان اپنی حالت میں نمایاں تبدیلی پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا جو رشتہ ہے اس کو قائم کرنے میں جو غفلت اس نے کی ہے اس پر اطلاع پا کر اسے مستحکم کرنا چاہیے اس وقت یا تو انسان اس تنبیہہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی کمزوری کا علاج اللہ تعالیٰ کی مدد سے چاہتا ہے اور یا اپنی شقاوت سے اس میں دلیر ہو جاتا ہے اور اپنی سرکشی اور شرارت میں ترقی کر کے جہنم کا وارث ٹھہر جاتا ہے اس دنیا میں جو سزائیں بطور تنبیہہ دی جاتی ہیں ان کی مثال مکتب کی سی ہے جیسے مکتب میں کچھ خفیف سی سزائیں بچوں کو ان کی غفلت اور سستی کی دی جاتی ہیں اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ علوم سے انہیں محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ انہیں اپنی غرض پر اطلاع دیکر آئندہ کے لیے زیادہ محتاط اور ہوشیار بنائے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ جو شرارتوں اور شوخیوں پر کچھ سزا دیتا ہے تو اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ نادان اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے اپنی شرارت اور اس کے نتائج پر مطلع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت سے ڈر جاوے اور اس کی طرف رجوع کرے میں نے اپنی جماعت کے سامنے بارہا اس امر کو بیان کیا ہے اور اب آپ کو بھی بتاتا ہوں کہ جب انسان ایک کام کرتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ایک فعل اس پر نتیجہ کے طور پر مترتب ہوتا ہے مثلاً جب ہم کافی مقدار زہر کی کھا جائیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے اس میں زہر کھانا ہمارا اپنا فعل تھا۔ اور خدا کا فعل اس پر یہ ظاہر ہوا کہ اس سے ہلاک کر دیا۔ یا مثلاً یہ کہ اگر ہم اپنے گھر کی کوٹھڑی کی کھڑکیاں بند کر لیں تو یہ ہمارا فعل ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فعل ہوگا کہ کوٹھڑی میں اندھیرا ہو جائے گا۔ اس طرح پر انسان کے افعال اور اس پر بطور نتائج اللہ تعالیٰ کے افعال کے صدور کا قانون دنیا میں جاری ہے

اور یہ انتظام جیسا کہ ظاہر سے متعلق ہے اور جسمانی نظام میں اس کی نظیریں ہم روز دیکھتے ہیں اسی طرح پر باطن کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے یہی ایک اصول ہے جو قانون سزا کے سمجھنے کے واسطے ضروری ہے اور وہ یہی ہے کہ ہمارا ہر ایک فعل نیک ہو یا بد۔ اپنے فعل کے ساتھ ایک اثر رکھتا ہے جو ہمارے فعل کے بعد ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اب عذاب اور راحت کو جو گناہوں کی پاداش یا نیکیوں کی جزا میں دی جاتی ہے ہم بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور میں پوری بصیرت اور دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس فلاسفی کے بیان کرنے سے دوسرے تمام مذہب بالکل عاری اور تہی ہیں اس بات کو ہر شخص جو خدا کو مانتا ہے اقرار کرتا ہے کہ انسان خدا ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اس کی ساری خوشیوں کی انتہا ساری راحتوں کی غایت اسی میں ہو سکتی ہے کہ وہ سارے کا سارا خدا ہی کا ہو جاوے اور جو تعلق الوہیت اور عبودیت میں ہونا چاہیے یا یوں کہو کہ ہے جب تک انسان مستحکم نہیں کرتا اور اسے حیز فعل میں نہیں لاتا وہ سچی خوشحالی کو پا نہیں سکتا انبیاءؑ کے آنے کی یہی غرض ہوتی ہے اور وہ اسی اہم مقصد کو لے کر آتے ہیں کہ وہ انسان کو یہ گمشدہ متاع واپس دینا چاہتے ہیں جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان رشتہ کی ہوتی ہے مگر جب انسان خدا سے دور ہٹ جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس محبت کی زنجیر سے الگ کر لیتا ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان ہونی چاہیئے اور یہ فعل انسان کا ہوتا ہے کہ وہ بھی اس سے دور ہٹتا ہے اور اسی بعد کے لحاظ سے انسانی قلب پر تاریکی کا ظہور ہوتا ہے اور جس طرح آفتاب کی طرف سے دروازہ بند کرنے پر ظلمت اور تاریکی سے کمرہ بھر جاتا ہے اسی طرح پر خدا سے منہ پھیرنے سے اندرونہ انسانی ظلمت سے بھرنے لگتا ہے اور جوں جوں وہ دور ہوتا جاتا ہے ظلمت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی ظلمت ہے جو جہنم کہلاتی ہے کیونکہ اس سے ایک عذاب پیدا ہوتا ہے۔ اب اس عذاب سے اگر بچنے کے لئے وہ یہ سعی کرتا ہے کہ ان اسباب کو جو خدا تعالیٰ سے بعد اور دوری کا موجب ہوئے ہیں چھوڑ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے رجوع کرتا ہے اور جیسے کھڑکیوں کے کھول دینے سے گئی ہوئی روشنی واپس آ کر تاریکی کو دور کر دیتی ہے اسی طرح پر سعادت کا نور جو جاتا رہا تھا وہ اس انسان کو جو رجوع کرتا ہے پھر دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس سے پورا مستفید ہونے لگتا ہے۔"

جماعتی خبریں

* حضرت امیر بخیریت و بصحت ہیں اور دینی کاموں میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں احباب اس نادر وجود کی صحت و زندگی کے لیے دعا فرماویں۔

* محترم بزرگ جناب این اے فاروقی صاحب ابھی علیل ہیں۔ محترمہ ذکیہ شیخ صاحبہ کا آپریشن ہوا ہے ملک سعید احمد صاحب کی اہلیہ کی آنکھ کا آپریشن ہوا ہے۔ لاہور سے ماسٹر عبداللہ صاحب بہت بیمار رہنے اب و بصحت ہیں۔ صاحبزادہ محمد احمد صاحب آف سرائے نورنگ ایک شدید عارضہ میں مبتلا ہیں اور اسلام آباد میں زیر علاج ہیں احباب ان سب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیئے دعائیں فرماویں۔

* **سانحات ارتحال :**

سرینگر سے جناب نورالدین زاہد صاحب پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ہندواڑہ اطلاع دیتے ہیں کہ پروفیسر غلام علی صاحب کے فرزند ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے ہیں اور جماعت کے ایک بزرگ منشی غلام رسول صاحب بھی وفات پا گئے ہیں جناب میاں عمر فاروق صاحب آف ملتان کی ہمشیرہ صاحبہ مسعودہ بی بی وفات پا گئی ہیں احباب ان سب کی مغفرت کے لیے جنازہ غائبانہ پڑھیں ادارہ پیغام صلح ان کے غم میں برابر کا شریک ہے خداتعالیٰ ان سب کو غریق رحمت کرے

* **احمدیہ انجمن امریکہ کی سرگرمیاں**

محترم رفیع شریف صاحب کی شادی خانہ آبادی۔

۱ جناب رفیع شریف صاحب کیلیفورنیا جماعت کے سرگرم رکن اور علم دوست بھائی ہیں ماہوار لائٹ میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ جماعت امریکہ کے نیوز لیٹر میں بھی ان کے مضامین تسلسل وار شائع ہوتے رہے ہیں ۵ جون ۱۹۹۱ء کو ان کی شادی بالٹی مور میں انجام پائی۔ اس تقریب میں سکاؤٹس کی شرکت نے دلچسپ سماں پیدا کر دیا تھا محترم رفیع شریف صاحب اپنے علاقہ کے سکاؤٹ تنظیم کی معروف شخصیت ہیں شادی کی اس تقریب میں دیگر مذاہب کے دوستوں نے بھی شرکت کی۔ اس لحاظ سے یہ تقریب نہایت دلچسپ اور منفرد تھی۔ امام فخرالدین صاحب نے دین حنفہ کے حوالے سے نکاح کی اہمیت بیان کی آخر میں مہمانوں کی پر تکلف کھانوں سے تواضع کی گئی۔ جو ان کے مقامی رواج کے مطابق دلہن نے خود تیار کیے تھے

* **رچمنڈ ورجینیا کی بلالی جامع میں احمدی وفد کی آمد :**

رچمنڈ ورجینیا کی بلالی جماعت نے خواہش ظاہر کی تھی کہ جماعت احمدیہ کا ایک وفد اُن کے پاس آئے چنانچہ اس غرض سے ۱۶ جون ۱۹۹۱ء کو چار افراد پر مشتمل ایک وفد رچمنڈ گیا اس وفد میں بیگم زبیدہ محمد احمد صاحبہ، شاہد احمد صاحب، طارق احمد صاحب اور حامد رحمان صاحب شامل تھے۔ اجلاس میں تقاریر اور دیگر معاملات پر گفتگو کے علاوہ کتابوں کا ایک سیٹ بھی پیش کیا گیا۔

* **واشنگٹن جماعت میں درس کا اہتمام :**

۲۶ مئی ۱۹۹۱ء کو واشنگٹن ڈی سی کے علاقہ کے احباب میری لینڈ میں اسماعیل علی صاحب کے گھر پر اکٹھے ہوئے رفیع شریف صاحب نے پُر معارف درس دیا۔ چونکہ اس دن بانی سلسلہ احمدیہ کا یوم وصال بھی تھا اس مناسبت سے کرنل ریٹائرڈ محمود شوکت صاحب انچارج لندن مشن نے جو ان دنوں امریکہ میں تھے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی اور مشن کے بارے میں تقریر فرمائی۔

* **دارالسلام سپرنگ فیلڈ میں درس**

گذشتہ عید پر سپرنگ فیلڈ میں احمدیہ مرکز دارالسلام کا افتتاح ہوا تھا۔ علاقہ کے متعدد بلالی احباب بھی مرکز میں تشریف لائے محترم ڈاکٹر نعمان الہٰی ملک صاحب باقاعدہ یہاں درس دیتے ہیں۔

* احمدیہ انجمن امریکہ کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا اجلاس ہوا جس میں آئندہ کے لئے حسب ذیل عہدیداران کا انتخاب کیا گیا۔

ڈاکٹر محمد احمد صاحب صدر ، ڈاکٹر عبداللہ جان صاحب نائب صدر
ڈاکٹر نعمان الہٰی ملک صاحب خازن ، حامد رحمان صاحب سیکرٹری

* **فرینکفرٹ کے بین الاقوامی میلہ میں کتب کی نمائش :**

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں کتابوں کی عظیم الشان بین الاقوامی نمائش منعقد ہو رہی ہے احمدیہ انجمن امریکہ نے اس نمائش میں ایک سٹال بک کر دیا ہے جس پر انگریزی اور دیگر زبانوں میں شائع شدہ کتب نمائش کے لئے رکھی جائیں گی۔

* **نیویارک میں احمدیہ مرکز کے لئے عمارت :**

احمدیہ انجمن نیویارک مرکز کے لئے ایک عمارت خریدنے کے لئے کوشاں ہے اس سلسلے میں ہمارے محترم بھائی عبدالرشید خاں صاحب خاص دلچسپی لے رہے ہیں تمام احباب متعدد بار عطیہ جات دے رہے ہیں لیکن مناسب عمارت خریدنے کے لئے جتنی رقم کی ضرورت ہے اتنی ابھی تک اکٹھی نہیں ہو سکی۔ اس مشکل مرحلہ پر ہمارے محترم اور مخیر بھائی ڈاکٹر عبداللہ جان صاحب پھر مدد کو آئے ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ نیویارک جماعت جو بھی عمارت منتخب کرے اس کی قیمت کا ۲۵ فیصد رقم وہ ادا کریں گے۔

احمدی طلباء وطالبات کیلئے اعلان

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسے احمدی طلباء وطالبات کو جو پیشہ وارانہ تعلیم حاصل کرنا چاہیں یا کر رہے ہوں ماہوار وظیفہ بطور قرض حسنہ دیئے جائیں جو کہ طالب علم کو بعد از ملازمت ماہوار وظیفہ کا کم از کم نصف انجمن کو واپس کرنا ہوگا تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ بی کام کے طالب علم کو ۲۵۰/- روپے ماہوار قرض حسنہ برائے تعلیم

۲۔ ایم بی اے انجینئرنگ اور ایم بی بی ایس ۵۰۰/- روپے ماہوار قرض حسنہ برائے تعلیم

جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان پہلی فرصت میں ایسے خواہشمند طلباء وطالبات کے کوائف روانہ فرماویں۔

المشتہر:
جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن

کیپٹن عبدالسلام خان صاحب کے قلم سے

زاہدہ آپا کی یاد میں.....

زاہدہ بیگم دختر مولانا محمد یعقوب خاں صاحب سابق ایڈیٹر "لائٹ" ہم چھ بھائیوں کی اکلوتی بہن تقریباً پچاس سال شیزوفرینیا کے دماغی عارضہ میں مبتلا رہ کر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے آٹھ اگست ۱۹۹۱ء ایک بجے دن شیخ زید ہسپتال ایمرجنسی وارڈ میں وفات پاگئیں۔ میں یہ مضمون نہ لکھتا کہ ایک دماغی مریضہ جو نصف صدی سے اس عارضہ میں مبتلا تھی بھلا قارئین کے لئے کیا اہمیت رکھتی ہے مگر جب غور کیا تو مندرجہ ذیل تین وجوہ اس مضمون کے لکھنے کے حق میں نظر آئیں،

اول تو یہ کہ احباب جماعت خصوصاً نئی پود کو نصف صدی پر محیط مصیبتوں اور غم کی ایک جھلک دکھلا کر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ان پروانوں کی تصویر کشی کروں جو کہ مصائب و آلام کی صلیب کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس لئے اسے خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں کہ "خدا کی نہاں در نہاں حکمتوں میں سے یہ بھی ایک حکمت ہے کہ اندرونی تطہیر اور مقاصد اعلیٰ کا حصول صرف اسی طریق سے ممکن ہے۔ بقول حضرت صاحب "کون خود دل اپنے جسم پر تازیانے مارتا ہے"۔ یہ تو مصائب کا کوڑا ہی ہے جو انسان کو سفلی زندگی سے نکال کر اعلیٰ روحانی مدارج پر پہنچاتا ہے"۔

دوم یہ کہ دماغی عارضہ جو آجکل کی مادی تہذیب کے طفیل گھر گھر پیدا ہوا ہے اسکے مریض کو کسطرح گھر پر رکھ کر احسن طریقے سے بہتر زندگی مہیا کی جا سکتی ہے۔ سوم: بطور تحدیث نعمت!!

مرحومہ زاہدہ آپا لاہور میں لگ بھگ ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئیں والد صاحب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب اسوقت ووکنگ مشن انگلستان میں تھے وہاں ایک انگریز خاتون نے دین حق قبول کیا اُن کا نام زاہدہ پرل تجویز کیا گیا۔ اسی خوشی میں نومولود بچی کا نام بھی زاہدہ رکھا گیا اس زمانے میں ہمارا کنبہ ایک ہنستا بستا خوشیوں سے معمور گھرانہ تھا تا وقتیکہ تقدیر نے اپنا پہلا وار کیا اور ۱۹۲۹ء میں برادرم ہمایوں اختر کی پیدائش کے موقع پر والدہ صاحبہ مفلوج ہو کر معذور ہو گئیں اور اگلے سینتالیس سال یعنی قریب نصف صدی بستر پر گذاری مگر کیا مجال کہ حرف شکایت زبان پر آیا ہو۔ والد صاحب عین عنفوان شباب میں ایک نارمل ازدواجی زندگی سے محروم ہو گئے مگر انہوں نے تجرد کی زندگی اختیار کر کے ہم بچوں کی پرورش و نگہداشت کو اپنا مقصد اولیٰ بنا لیا۔ زاہدہ بیگم ایک نہایت فرمانبردار نیک اور سگھڑ بیٹی محبت کرنیوالی بہن اور اپنے حلقہ میں نہایت ہر دلعزیز تھی مرحومہ نے میٹرک کوئین میری کالج سے فرسٹ ڈویژن میں کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا پھر لاہور کالج فار ویمن میں ایف اے میں داخلہ لیا۔ ہمارا گھرانہ دوسرے المیہ سے ۱۹۴۱ء میں دوچار ہوا جبکہ مجھ سے بڑا بھائی عین جوانی میں بعمر سولہ سال ٹائیفائیڈ کے عارضہ سے راہی عدم ہوا۔ اور والد صاحب کا وہ رویا جس میں انہیں "باعث رحمت" لکھا ہوا دکھایا گیا تھا اور جو انہوں نے سلیم کی پیدائش میں دیکھا تھا سچا ثابت ہوا۔ والد صاحب نے "لائٹ" میں جو ایڈیٹوریل "سلیم" کے عنوان سے لکھا وہ ایک شاہکار ہے اور ان کے اندرونی جذبات کا آئینہ!

تیسرا المیہ اسوقت آپڑا جبکہ سلیم کی وفات کے صدمہ کی وجہ سے ۱۹۴۱ء میں ہی زاہدہ بیگم دماغی مرض میں مبتلا ہو گئیں جو کہ رفتہ رفتہ شیزوفرینیا کی شکل اختیار کر گیا۔ ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ ڈاکٹر صدیقی نے مرحومہ کے دماغ کا آپریشن کر کے فرنٹل لوبز کاٹ دیئے اور اس آپریشن کے نتیجہ میں مرحومہ کی حالت بہت بہتر ہو گئی اس خیال سے کہ مرحومہ کی شادی کر دینے سے مزید افاقہ ہو گا۔ ۱۹۵۱ء میں مرحومہ کی شادی کر دی گئی اور اگلے دو سال کے دوران اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کو دو بیٹوں زبیر احمد اور سجاد احمد سے نوازا مگر بعد ۱۹۵۵ء کے لگ بھگ مرض نے جب دوبارہ تسلط جما لیا تو خاوند نے چھوڑ دیا اور مرحومہ اور دونوں بچوں کا بوجھ پورے طور پر والد صاحب کے کندھوں پر آپڑا۔

چوتھا المیہ اسوقت ہوا جبکہ ۱۹۵۵ء میں برادرم ہمایوں اختر سول انجینئر جو کہ کینیڈا میں زیر تعلیم تھے بھی شیزوفرینیا کے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے۔ ان تمام مصائب و آلام کے دوران والد صاحب کا صبر و شکر قابل تعریف تھا کرم ماموں جان نصیر احمد فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے صبر ایوبی تو سنا تھا مگر خان صاحب کا صبر یعقوبی جو اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ کیا کچھ کم نہ تھا۔

والد صاحب نے اپنے نواسوں کو کس شدت سے پالا کسطرح وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر آگ جلا کر دودھ گرم کر کے بچوں کو تشفی بنا کر دیتے کسطرح عالم پیری میں زبیر احمد جو کہ پولیو کا مریض تھا کی ٹانگ اور بازو کی مالش کرتے یہ سب حالات پیغام صلح کے کالموں میں ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی اس الوداعی تقریر کے ذریعہ محفوظ ہیں جو کہ انہوں نے ۱۹۵۹ء میں والد صاحب کی دوبارہ انگلستان روانگی کے موقع پر الوداعی تقریب میں کی تھی۔ والد صاحب نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ حالی اور قالی مطابقت رکھتے ہیں جو کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پروانوں کا طرہ امتیاز تھا۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آج (۱۰ اگست ۱۹۹۱ء) جبکہ مرحومہ کی وفات کا تیسرا دن ہے دل اگرچہ غم سے نڈھال ہے مگر میری روح اور میرا جسم جناب الٰہی میں احساس شکر سے لبریز سجدہ ریز ہے کہ اس پاک ذات نے اس عاجز کو سرخرو کیا اور جو ذمہ داری والد صاحب نے، والدہ صاحبہ مرحومہ، ہمایوں اختر، زاہدہ آپا اور ان کے دونوں بچوں کے بارہ میں میرے کندھوں پر ڈالی تھی وہ آج پوری ہو گئی۔

یہ گذشتہ ربع صدی جو کہ والد صاحب کی ۱۹۶۸ء میں فانی زندگی سے آج کی تاریخ پر محیط ہے میرے لئے ایک آزمائش کا زمانہ تھا اور میرا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو مجھے توفیق خدمت عطا کی وہ والد صاحب کے ان دعائیہ الفاظ کا نتیجہ تھی۔

"میں دعا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ خدا کیپٹن عبدالسلام خان کو اتنے وسائل سے نوازے کہ وہ تن تنہا اس امر کو یقینی بنا سکیں یہ دونوں ایک آرام دہ شائستہ و محفوظ زندگی بسر کریں"۔

---- یہ گرد آلود ہستیاں جب جناب الٰہی میں عاجزی آمیز التجا کیلئے حاضر ہوتی ہیں تو اسکی رحمت و غیرت گوارا نہیں کرتی کہ اپنے دوست کی بات کو رد کر دے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے اتنی استطاعت عطا فرمائی کہ ۱۹۶۸ء سے آجتک میں یہ بوجھ والد صاحب کی خواہش کے مطابق اٹھا سکا اور مرحومہ و ہمایوں اختر (متوفی ۱۹۸۸ء) کو گھر کے نارمل افراد کی طرح ایک باعزت شائستہ و آرام دہ زندگی بسر کرنے کے اسباب مہیا کر سکا۔

برادران کرنل محمد اسلم خان صاحب و محمد یوسف خان صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی گاہے بگاہے اس بوجھ کے اٹھانے میں میرا ہاتھ بٹایا اور والد صاحب کی وصیت کا پاس کیا۔ آج میں جب گذشتہ نصف صدی پر محیط مصائب و آلام کے دور پر نظر ڈالتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ "تقدیر الٰہی یوں ہی تھی کہ اس کنبہ کی تطہیر اس طور پر کی جائے اور اسبارہ میں والد صاحب کی وصیت کے مندرجہ ذیل آخری الفاظ گونجتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

"میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان طولانی مصائب اٹھانے کی طاقت عطا فرمائے جن سے ہم گذر رہے ہیں۔ اور میں ان مصائب کی صلیب کو اس لئے خوشدلی سے اٹھاتا ہوں کہ "خدا تعالیٰ کی نہاں در نہاں حکمتوں میں سے یہ بھی ایک حکمت ہے کہ اندرونی تطہیر و تزکیہ نفس اور وقف نفس برائے مقاصد اعلیٰ صرف اسی طریق سے ممکن ہے"

حضرت بانی سلسلہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

صادق آں باشد کہ ایّام بلا ... میگذارد با محبت باوفا

والد صاحب اور ان کے ساتھی یہ وہ صادق لوگ تھے جنہوں نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھایا۔ احباب سے درخواست ہے کہ جہاں وہ والد صاحب و زاہدہ آپا کی مغفرت کے لئے دعا کریں وہاں خاکسار کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں: خدا انجام بخیر کرے!

بچوں کا صفحہ

شاہ سلجوقی اور بڑھیا!

انصاف کا سبق آموز واقعہ

ملک شاہ سلجوقی خاندان سلاجقہ کا ایک نامور اور پُرشکوہ فرمانروا تھا اس کے عہد میں سلطنت کو وہ وسعت حاصل ہوئی اور بڑے بڑے تاجداروں کے سر اس کے آگے خم ہوتے۔

رومیوں کو اس نے پیہم شکستیں دیں اور اس طرح کمزور کر دیا کہ وہ مدت تک سر اٹھانے اور کوئی سرکشی کے قابل نہیں رہے۔ علم و فضل اور حقائق و معارف کے اعتبار سے بھی اس کا دربار اس عہد میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا ہر علم و فن کے ماہر دور دراز سے آ کر اس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے فلکیات و نجوم پر بھی خوب داد تحقیق دی جاتی تھی۔ غرض فرمانروا ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے دنیا کے مشہور جلیل القدر اور عظیم الشان فرمانرواؤں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے کارنامے آجتک زبان زد خلائق ہیں۔

اس شکوہ و شان اور عظمت و اقتدار کا سرمایہ دار ہونے کے باوجود اس میں ایک خاص جوہر یہ تھا کہ نشۂ حکومت نے اسے سرشار نہ بنایا اور انتہائی بلندیوں پر پہنچ کر اسے اپنے انسانی عجز و انکسار کا خیال ہمہ وقت رہتا تھا اس کی پوری زندگی پوری عظمت و جلال اور فرمانروایانہ شان و اہتمام کے ساتھ خداترسی، خالق پرستی، غربا پروری، نصفت پژوہی اور رعایا نوازی کا ایک جیتا جاگتا مرقع ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا آفتاب اقبال مدت تک خط استوا پر چمکتا رہا اور ملک میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی رہیں اور در و دیوار سے علم و فضل کی آوازیں بلند ہوتی رہیں اور رعایا کا ہر فرد اور ہر مرد و زن اس کا جان نثار اور سودائی بنا رہا۔

ایک دفعہ یہی خداد دست اور رعایا نواز فرمانروا دار الحکومت سے سیر و شکار سے نکلا تمام لاؤ لشکر ساتھ خدم و حشم جلوس میں تھے آخر ایک سرسبز و شاداب وادی میں ملک شاہ نے فروکش ہونے اور خیمے لگانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ساعتوں میں جنگل میں منگل ہو گیا اور اس ویرانے میں دور دور تک آبادیاں اور خیمہ و خرگاہ کی قطاریں نظر آنے لگیں۔ ایک روز ملک شاہ کے چند لشکر والوں نے لب دریا ایک فربہ گائے پھرتی دیکھی اور انہوں نے اپنے زعم اقتدار میں اسے پکڑ کر ذبح کیا اور کباب بنا کر خوب مزے سے کھائے۔ یہ تو گائے ذبح کر کے اور کباب کھانے سے فارغ ہو گئے اس کی مالک ضعیف العمر اور کہن سال بڑھیا کے بھی کئی بچے تھے غریب کے نان و نمک کا کوئی سہارا نہ تھا۔ کھانے اور کھلانے والے مر چکے تھے لے دے کر اسی گائے کے دودھ پر اس کا اور اس کے بچوں کا گذارا تھا۔ گائے بڑھیا کے رکھ رکھاؤ اور نگہداشت سے اس درجہ مانوس ہو گئی تھی کہ وادی سے چر کر خود ہی گھر آ جاتی تھی جب شام ہونے لگی اور گائے گھر واپس نہ آئی تو بڑھیا کو تشویش ہوئی کچھ دیر اور انتظار کیا اس کے بعد دیہاتیوں سے معلوم ہوا کہ اس وادی میں قریب ہی اس ملک کا مقتدر رہنما ملک شاہ سلجوقی قیام پذیر ہے اور ایک بڑا لشکر بھی اس کے ساتھ ہے۔ اس لشکر کے چند جوان گائے پکڑ کر لے گئے اور اس کے گوشت کے کباب بنا کر کھا گئے۔ انہیں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ لشکر والوں سے کچھ کہتے یا ان کے کام میں مداخلت کرتے۔ اتنا سننا اور معلوم ہونا تھا کہ بڑھیا کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہو گئی۔ بچوں کے رزق کا سہارا بھی جاتا رہا۔ غصہ سے پیچ و تاب کھا رہی تھی اور کچھ نہ کر سکتی تھی۔

آخر اٹھی اور لشکر میں پہنچی اور معلوم کیا کہ ملک شاہ کا لشکر کب روانہ ہو گا اور اس کی سواری کس راہ سے گذرے گی۔ سب کچھ پوچھ کر واپس آ گئی اور دوسرے دن اس پل پر جا بیٹھی جس طرف سے ملک شاہ کی سواری گذرنے والی تھی۔ جس وقت ملک شاہ گھوڑے پر سوار پل پر پہنچا تو بڑھیا نے جھپٹ کر ملک شاہ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ایماندارانہ جرأت سے کڑک کر کہا "ملک شاہ میرا انصاف اس پل پر کرے گا یا پل صراط پر۔

پل صراط کا نام سنتے ہی ملک شاہ کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ فوراً گھوڑے سے اتر پڑا اور آب دیدہ ہو کر کہا پل صراط کی مجھ میں طاقت نہیں اسی پل پر تیرا انصاف کروں گا بول اور بتا کہ تجھ پر کس نے ظلم کیا کس نے ستایا اور کیا اُفتاد پڑی۔

بڑھیا نے سارا ماجرا سنا کر کہا اگر تیری حکومت میں اس طرح کے مظالم ہوتے رہے غریبوں کو یوں ہی ستایا جاتا رہا تو یہ حکومت کتنے دن رہ سکے گی اور تو خداوند ذوالجلال کے سامنے کیا منہ لے کر جائے گا۔ اگر تو رعیت اور افراد رعیت کی تکالیف اور مصائب کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ تو اتنی وسیع اور عظیم الشان سلطنت کا بار کیوں اپنے دوش پر لے رکھا ہے۔ ملک شاہ نے جواب دیا۔ مائی سچ کہتی ہو میں ابھی معاملے کا فیصلہ کرتا ہوں۔ ملک شاہ نے اسی جگہ پل پر کھڑے ہو کر احکام نافذ کیے۔ ملزموں کو تلاش کرا کر ان کو کوڑے لگوائے اور بڑھیا کو ایک گائے کے عوض ایک ہزار گائیں عطا کیں۔ اور اس کے بعد جب تک بڑھیا سے قصور معاف کروا کر وہیں سجدۂ شکر ادا نہ کر لیا اس وقت تک پل سے روانہ نہ ہوا۔

* * *

رشوت خور

ایک شخص کو رشوت کھانے کی بڑی عادت تھی اس کے پڑوس میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔ ایک روز اس کی ایک مرغی مر گئی اس بڑھیا نے اس مردہ مرغی کو صاف کر کے اس کا گوشت بنایا اور اس رشوت خور آدمی کے گھر جا کر اس کی بیوی کو وہ گوشت دے دیا۔ اور کہا کہ یہ مرغی کا گوشت ہے آج میرے بیٹے کو پکا کر کھلانا۔ بیوی نے وہ گوشت پکایا جب اس کا خاوند گھر آیا تو اسے کھلایا اور سفارش کی کہ پڑوسن بڑھیا نے یہ گوشت دیا تھا غالباً اسے کوئی کام ہے اس کے گھر جا کر معلوم کیجیئے کہ اسے کیا کام ہے چنانچہ وہ شخص کھانا کھا کر بڑھیا کے ہاں گیا اور سلام کرنے کے بعد پوچھا کہ اماں تمہارا کوئی کام ہے تو بتاؤ میں خوشی سے کر دوں گا۔ بڑھیا بولی بیٹا میرا کوئی کام نہیں۔ وہ بولا۔ تو اماں یہ مرغی کا گوشت تم نے میرے گھر کیوں بھیجا۔ وہ بولی بیٹا! وہ تو مرغی مر گئی تھی میں نے سوچا کہ ضائع ہو جائے گی چلو میرا بیٹا کھا لے گا وہ بولا ارے توبہ تو وہ گوشت مردار مرغی کا تھا۔ بڑھیا بولی۔ تو کیا ہوا اگر مردہ مرغی کا گوشت تھا تو اس میں کیا حرج ہے۔ وہ بولا۔ اماں وہ تو حرام ہے۔ بڑھیا بولی۔ بیٹا میں جانتی ہوں کہ تم رشوت بڑی خوشی سے لے لیتے ہو اور کھا جاتے ہو۔ میں نے تو اسی خیال سے مردہ مرغی کا گوشت تمہارے گھر دیا تھا کہ جس دین نے رشوت کا مال حرام قرار دیا ہے اسی دین نے مردہ مرغی کا گوشت بھی حرام کیا ہے تو میرا بیٹا جب وہ حرام کھا جاتا ہے تو یہ بھی کھا لے گا اب اسے ہوش آیا اور کہنے لگا بڑی اماں خوب سمجھایا آپ نے۔ لو میں آج سچے دل سے توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ رشوت سے بھی اسی طرح پرہیز کروں گا جیسے مردار گوشت سے۔

شگوفہ: ۔ ایک بوڑھا آدمی چھوٹے بچے کو گود میں لئے سڑک کے کنارے ٹہل رہا تھا دور سے بس آ رہی تھی بوڑھے نے ہاتھ دیا بس رک گئی ڈرائیور نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر پوچھا بابا کہاں جانا ہے۔ بابا نے جواب دیا۔ جانا تو کہیں نہیں یہ بچہ رو رہا تھا ذرا پوں پوں کر دو۔

ماہنامہ پاکستان پرنٹنگ پریس کمار شدرو ڈ سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

ملفوظات حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ

توبہ کی حقیقت

توبہ کی یہ حقیقت ہے جس کی نظیر ہم قانون قدرت میں صاف مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نبیوں کے زمانہ میں جو قوموں پر عذاب آتے ہیں جیسے لوطؑ کی قوم پر یا یہودیوں کو بخت نصر یا طیطس رومی کے ذریعے تباہ کیا گیا تو ان عذابوں کا موجب محض اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے عذابوں اور دکھوں کا موجب وہ شرارتیں اور شوخیاں اور تکلیفیں ہوتی ہیں جو وہ نبیوں سے کرتے اور انہیں پہنچاتے ہیں۔ آخر ان کی شرارتیں اُن پر ہی لوٹ پڑتی ہیں اور انہیں تباہ اور ہلاک کر دیتی ہیں۔

جس طرح پر سیاست اور ملک داری کے اصولوں کی تہ میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ امن میں خلل انداز ہونے والوں کو وہ چور ہوں یا ڈاکو، باغی ہوں یا کسی اور جرم کے مجرم محض اس لیئے سزا دی جاتی ہے تا آئیندہ کے لئے امن ہو اور دوسروں کو اس سے عبرت،

اسی طرح خدا تعالےٰ نے یہ قانون رکھا ہوا ہے کہ وہ شریروں اور سرکشوں کو جو اس کے حدود اور اوامر کی پرواہ نہیں کرتے سزا دیتا ہے تاکہ حد سے نہ بڑھ جائیں۔ جنہوں نے حد سے بڑھنا چاہا خدا نے وہیں انہیں تنبیہہ کی۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سزا اور تنبیہہ اس شخص کے لیئے بھی جسے دی جاتی ہے اور دوسروں کے واسطے بھی جو عبرت کی نگاہ سے اسے دیکھتے ہیں بطور رحمت ہے۔ کیونکہ اگر سزا نہ دی جائے تو امن اٹھ جاتا اور انجام کار نتیجہ بہت ہی بُرا ہوتا ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرت انسانی میں یہ بات رکھی ہوئی ہے اور اسی فطرتی نقش ہی کی بنا پر ۔۔۔۔۔۔ نے یہ فرمایا ہے۔ ۔۔۔

کہ تمہارے تمدن کے قیام کے لئے قصاص کا ہونا ضروری ہے۔ اگر افعال کے کچھ نتائج ہی نہیں ہوتے تو وہ افعال ہی کیا ہوئے اور ان سے کیا غرض مقصود ہوتی ہے۔

غرض ضروری اور واقعی طور پر یہ سزائیں نہیں ہوتیں جو یہاں دی جاتی ہیں بلکہ یہ ایک ظل ہے اصل سزاؤں کا اور ان کی غرض ہے عبرت۔

دوسرے عالم کے مقاصد اور ہیں اور وہ بالاتر ہیں۔ وہاں تو (اور جو ذرّہ بھر بُرائی کرے گا اُسے دیکھ لے گا۔) کا انعکاسی نمونہ لوگ دیکھ لیں گے۔ اور انسان کو اپنے مخفی در مخفی گناہوں اور عزیمتوں کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ دنیا اور آخرت کی سزاؤں میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ دنیا کی سزائیں امن قائم کرنے کے لئے اور عبرت کے لیئے ہیں اور آخرت کی سزائیں افعال انسانی کے آخری اور انتہائی نتائج ہیں۔ وہاں اسے سزا ملنی ٹھہری کیونکہ اس نے زہر کھائی ہوئی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ بدوں تریاق وہ اس زہر کے اثر سے محفوظ رہ سکے۔

* * *

"جو سب کچھ اللہ کی رضا کی خاطر لٹا دیتے ہیں وہی لوگ ہیں جو اس سے پیار کرتے ہیں۔ وہ اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ وہ (اللہ) کس طرح راضی ہوتا ہے۔ وہ اپنا مال خرچ کر کے اور اس کی عبادت کر کے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی ہم سے بندگی کا حق ادا نہیں ہوا۔ اور جو لوگ اللہ سے ایسا پیار کرتے ہیں وہ اس دنیا سے بامراد جاتے ہیں۔"

* * *

پندرہ روزہ پیغام صلح لاہور ——— مورخہ ۱۵۔ ستمبر ۱۹۹۱ء

قائدِ اعظم محمد علی جناح

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی ۱۱ستمبر کو برسی منائی گئی ہے آج سے تینتالیس سال پہلے ان کی وفات کے موقعہ پر پیغام صلح نے حصول پاکستان کے سلسلہ میں اُن کی جد وجہد اور اس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھنے کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا تھا :

"قائداعظم نے اپنی زندگی میں جو عظیم الشان کیرکٹر ہمارے سامنے رکھا خلوص و ایثار کا جو بے نظیر نمونہ پیش کیا وہ ہر ایک کے لئے ایک درس عبرت رکھتا ہے اس زمانہ میں جب ایک طرف انگریز اپنی غلامی سے کسی طرح آزاد کرنے کے لئے تیار نہ تھا اور طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے پاکستان کی تحریک کو ختم کرکے انہیں ہندؤں کی غلامی میں دینے کے لئے آمادہ تھا اور دوسری طرف ہندو قوم اپنی مکارانہ چالوں اور سیم وزر سے بھری ہوئی ہمیانیوں کے ذریعہ بعض بڑے بڑے مسلمانوں اور خود انگریزوں کو بھی خریدنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ قائداعظم ہی تھے جن کے سامنے نہ جواہر لال نہرو اور گاندھی کی فریب بھری تدابیر کامیاب ہوئیں نہ زر وجواہر کے انبار اس مستقل مزاج اور مخلص انسان کی گردن کو ذرہ بھر جھکانے میں کامیاب ہوئے۔ لوگ ان کی مستقل مزاجی کو ضد اور ہٹ خیال کرتے اور انہیں ایک ضدی انسان سمجھتے رہے لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ آپ کی یہ مستقل مزاجی ہی آخر کار ساڑھے چار کروڑ لوگوں کو ہندو اور انگریز دونوں کی غلامی سے بیک وقت چھڑانے اور ایک عظیم الشان مملکت کا مالک بنانے کا موجب ہوئی۔ اگر آپ ذرہ بھر بھی جھک جاتے یا ہندوؤں کی باریک ترین چالوں اور تدابیر کو جو ہمیشہ کے لئے ان کی غلامی میں لے جانے کا موجب ہو سکتی تھیں۔ اپنی بالغ نظری سے بھانپ نہ لیتے اور اپنی خداداد قابلیت سے ان کا تار وپود نہ بکھیر دیتے یا کوئی طمع و لالچ آپ کے جذبہ خلوص کو ایک ذرہ بھر بھی جنبش دے سکتا تو آج ملت پاکستان، آزادی تو ایک طرف پرلے درجے کی ذلت ونکبت کے اندر دبی ہوئی ہوتی یہ خدا کا اپنا کام تھا جو اس نے حضرت قائداعظم سے لیا اور اس کی وجہ سے نہ صرف موجودہ مسلمان بلکہ آئندہ نسلیں بھی ان کی روح پر فتوح پر سلام بھیجتی رہیں گی۔"

پھر پاکستان بننے کے بعد قائداعظم نے اپنی تقاریر میں قوم کو جو سبق مختلف موقعوں پر پڑھایا اس کے جستہ جستہ اقتباسات سن لیجئے۔

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو افسران حکومت سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا :

"جس پاکستان کے حصول کے لئے ہم نے گذشتہ دس برس جدوجہد کی ہے آج بفضل خدا ایک مسلمہ حقیقت بن چکا ہے مگر قومی ریاست کو معرض وجود میں لانا مقصود بالذات نہیں ہو سکتا بلکہ کسی مقصد کے حصول کے ذریعہ کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف کے اسلامی تصور کو

پوری طرح پنپنے کا موقع ملے۔"

۱۳۔ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا :

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔"

اسی کالج میں ۱۲۔ اپریل ۱۹۴۸ء کو تقریر کرتے ہوئے فرمایا :

"یاد رکھیے ہم ایک ایسی مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں جو پوری اسلامی دنیا کی تقدیر بدل دینے میں اہم رول ادا کرنے والی ہے۔ ہمیں وسیع تر اور بلند تر بصیرت کی ضرورت ہے۔ ایسی بصیرت جو صوبائیت، قوم پرستی اور نسل پرستی کی حدود سے ماورا ہو ——— ہم سب میں حب الوطنی کا ایک شدید جذبہ پیدا ہو جانا چاہیئے جو ہم سب کو ایک متحد اور مضبوط قوم کے رشتے میں پرو دے۔"

۲۵۔ مارچ ۱۹۴۸ء کو چٹاگانگ میں سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :

"آپ عوام کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ محبت، شفقت اور ملنساری سے ان کے معاملات کو سلجھائیے۔ کبھی کبھی کسی ضدی اور بانونی شخص سے مل کر آپ کو تکلیف ہوگی جو بار بار ایک ہی بات کی رٹ لگائے گا لیکن برداشت کیجیئے صبر و تحمل سے کام لیجیئے۔ اور اسے احساس دلایئے کہ اس کے ساتھ انصاف ہوگا ضرور ہوگا۔"

۱۴۔ فروری ۱۹۴۸ء کو سبی میں افسران حکومت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے ضمیر سے بڑی کوئی قوت روئے زمین پر نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب آپ خدا کے روبرو پیش ہوں تو آپ پورے اعتماد سے کہہ سکیں کہ آپ نے اپنا فرض انتہائی ایمانداری وفاداری اور صمیم قلب سے انجام دیا ہے۔"

پاکستانی قوم کو حضرت قائداعظم کے فرمودات پر عمل کرنے کی جتنی ضرورت آج ہے شائد اس سے پہلے نہ تھی اہل پاکستان اگر تحریک پاکستان کے مقاصد کو پیش نظر رکھ کر بانی پاکستان کے فرمودات پر عمل پیرا ہوں تو اس وطن کو بہت سی خیر و برکات سے متمتع کیا جا سکتا ہے۔

٭٭٭

جماعتی خبریں

* حضرت امیر دامت برکاتہٗ بفضلِ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بصحت ہیں اور دینی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ احباب اس نادر وجود کے لئے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔

* **بیماروں کی شفایابی کے لئے دعائیں:**

محترم بزرگ جناب فاروقی صاحب تاحال بعارضہ درد کمر صاحب فراش ہیں۔
محترمہ ذکیہ شیخ صاحبہ اور عبدالقیوم صاحب آفس سپرنٹنڈنٹ کی اہلیہ صاحبہ کے آپریشن ہوئے ہیں۔ شیخ یونس صاحب اور صاحبزادہ محمد احمد صاحب، ماسٹر عبداللہ صاحب، خواجہ نصیر اللہ صاحب آف راولپنڈی کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ بشارت عبداللہ صاحب کی آنکھ کا آپریشن ہونا ہے۔ احباب ان تمام حضرات کی جلد صحت یابی و شفاء کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

* **وفات حسرت آیات:**

ماسٹر عبدالسلام صاحب آف بدوملہی کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ مرکزی جامع میں حضرت امیر نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور قبرستان دارالسلام میں انہیں دفن کیا گیا احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے ؛ ادارہ پیغام صلح ماسٹر عبدالسلام صاحب اور عبدالقیوم صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

* **ٹورنٹو کنونشن**

کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں دو روزہ نارتھ امریکن کنونشن ۳۱ راگست اور یکم ستمبر کو منعقد ہوئی۔ بڑی تعداد میں مندوبین نے شرکت کی اور یہ کنونشن ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

* **فیجی:** احمدیہ انجمن فیجی کے سابق صدر جناب غلام نبی دین صاحب (خدا ان پر رحمت کرے) کی خدمات دینیہ کے بارے میں مولانا شفقت رسول صاحب حضرت امیر کی خدمت میں رقمطراز ہیں کہ جناب غلام نبی دین صاحب نہ صرف انگریزی بلکہ اُردو اور عربی کے بھی عالم تھے۔ ان کے کتب خانہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس پایہ کے عالم تھے ان کی بیگم محترمہ پرل تاہرہ صاحبہ نے ان کی تمام کتب لائبریری کو ہدیتہً دیدی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے۔ اس ذخیرہ کتب میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ، حضرت مولٰنا محمد علی اور دیگر مصنفین کا پیدا کردہ لٹریچر موجود ہے۔ غرض وہ بہت سی خوبیوں کے مالک انسان تھے۔ ان کی بیگم صاحبہ نے حضرت امیر کے تعزیتی پیغام کے جواب میں حضور کو جو چٹھی ارسال کی ہے اس میں وہ ان کی بیماری اور وفات کی تفصیلات یوں لکھتی ہیں کہ ان کی بڑی آرزو تھی کہ ان کا آخری سفر خداوند تعالیٰ آسان کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مختصر سی علالت کے بعد نہایت سکون کے ساتھ ابدی نیند سو گئے۔ انہوں نے کچھ عرصہ قبل یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ فیجی سے آسٹریلیا منتقل ہو جائیں گے اور سفر کی تیاری میں تھے۔ مگر ان کے آسٹریلیا کے سفر کی بجائے آخری سفر کا پیغام آگیا۔ خدا ان کی مغفرت کرے اور جنت میں جگہ عطا فرمائے ؛ محترمہ پرل تاہرہ صاحبہ کا فیصلہ کر لیا ہے خدا تعالیٰ ان کو صبر دے اور نئی جگہ کو دینی و دنیو آمین !

* **جامع مسلم ٹاؤن پر ناجائز قبضہ خصوصی دعاؤں کی ضرورت**

ایک خصوصی خبر نامہ کے ذریعہ احباب کو گذشتہ سال مخالفین کے جابرانہ قبضہ آگاہ کیا گیا تھا۔ اس وقت دن رات انتھک کوشش کی گئی اور بعد میں بھی مسٹر فتح محمد عزیز صاحب ایڈووکیٹ اور جنرل سیکرٹری صاحب نے ہر طرح کوشش کے دروازے کھٹکھٹائے لیکن تاحال خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوئی ! اور ہی بگڑے ہیں۔ معاملہ ایک ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کے سپرد کیا گیا۔ تاکہ دعو دائر کریں۔ اور ساتھ ہی حکم امتناعی بھی حاصل کریں۔ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں چوہدری فتح صاحب نے دعویٰ کی تیاری جماعت کے فاضل وکیل قاضی عبدالرشید صاحب کے کر دی : تاکہ کوئی خامی نہ رہے۔ امید کی جا رہی ہے کہ عنقریب یہ دعویٰ حاصل ہو جائے تاکہ دائر کیا جا سکے۔ یہ سب رعایت اسباب کے لئے کیا جا رہا ہے لیکن زیادہ ضرورت حقیقی عدالت کے دروازہ کو کھٹکھٹانے کی ہے۔ کہ وہاں انصاف ملے گا۔ احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ دردِ دل سے دعا فرماویں کہ یہ ابتلا ٹل جائے۔ آمین !

* **خانۂ خدا کے لئے خرچ کرنے کی تڑپ:**

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ایک تمثیلی رنگ میں خانہ خدا کے لئے خرچ کرنے کی تڑپ یوں بیان فرماتے ہیں۔

شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ میں خانہ خدا کو آگ لگ گئی تو لوگ دوڑے دوڑے بادشاہ سلامت کے پاس پہنچے اور عرض کی خانہ خدا کو آگ لگ گئی۔ اس خبر کو سن کر وہ فوراً سجدہ میں گرا۔ اور شکر ادا کیا۔ حاشیہ نشینوں نے تعجب سے پوچھا کہ حضرت یہ کون سا وقت شکر گذاری کا ہے کہ خانہ خدا کو آگ لگ گئی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں مدت سے سوچتا تھا اور سرد آہ بھرتا تھا کہ یہ عظیم الشان خانہ خدا جو تعمیر ہوا ہے اور اس کے ذریعہ سے ہزارہا مخلوقات کو فائدہ پہنچتا ہے کاش کوئی ایسی تجویز ہوتی کہ اس کار خیر میں کوئی میرا بھی حصہ ہوتا۔ لیکن چاروں طرف سے میں اسکو ایسا مکمل اور بے نقص دیکھتا تھا کہ مجھے کچھ سوجھ نہ سکتا تھا کہ اس میں میرا ثواب کس طرح ہو سو آج خدا تعالیٰ نے میرے واسطے حصول ثواب کی ایک راہ نکال دی۔ ملفوظات جلد اوّل ص ۳۸۷

پیارے قارئین آپکے حصول ثواب کی راہ یوں نکل آئی ہے کہ مرکزی جامع دارالسلام سالانہ دعائیہ کے موقع پر ناکافی ہوتی ہے جس سے زائرین کو باہر بیٹھنا پڑتا ہے۔ لہٰذا حضرت امیر کی خواہش کے مطابق جامع کو وسیع کرنے کے لئے جو تخمینہ اندازہ لگایا گیا ہے وہ تین لاکھ روپیہ ہے یہ رقم انفاق فی سبیل اللہ کرنیوالی قوم کے لئے کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں کی ایک دنیا معترف ہے۔ اور ان قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ پورے عالم میں دین حقہ کے بارے میں لوگوں کے خیالات اب بدل چکے ہیں۔ حال ہی میں برلن جرمنی میں بین الاقوامی کنونشن جس جامع میں ہوا وہ آپکے بزرگوں کی یادگار ہے اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنیوالوں پر رحمتیں نازل فرماتا ہوگا آپ بھی ایسی یادگار قائم کرنے کے لئے عزم کرلیں جو صدقہ جاریہ کا موجب ہو۔ اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ آپ پر اور آپ کی اولادوں پر رحمت اور تسکین نازل فرمائے گا۔ امید ہے کہ آپ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ عطیہ جات بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن لاہور ارسال فرماویں۔

جنرل سیکرٹری

* * *

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی راست بازی کا اعتراف

ایک غیر از جماعت وکیل کی زبان سے

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ شیخ یعقوب علی تراب صاحب ایڈیٹر الحکم لاہور میں لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر اخبار ہندوستان دولتش سے ملے۔ دوران ملاقات میں لالہ دینا ناتھ صاحب نے شیخ یعقوب علی تراب صاحب سے کہا،

"میں جناب مرزا صاحب کو ایک مہاپرش اور روحانی آدمی کے لحاظ سے بہت بڑے مرتبہ کا انسان مانتا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور میرا یہ عقیدہ ان کے متعلق ایک واقعہ سے ہوا۔ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء کے مکان پر اکثر دوستوں کا اجتماع شام کو ہوا کرتا تھا۔ میں بھی وہاں چلا جاتا تھا۔ ایک روز وہاں کچھ احباب جمع تھے اتفاق سے مرزا صاحب کا ذکر آ گیا۔ ایک شخص نے ان کی مخالفت شروع کی لیکن ایسے رنگ میں کہ وہ شرافت و اخلاق کے پہلو سے گری ہوئی تھی جناب فضل الدین صاحب ایڈووکیٹ کو یہ سن کر بہت جوش آ گیا۔ اور انہوں نے بڑے جذبہ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوں۔ ان کے دعاوی پر میرا یقین نہیں۔ اس کی وجہ خواہ کچھ ہو لیکن مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں۔ میں وکیل ہوں اور ہر قسم کے طبقہ کے لوگ مقدمات کے سلسلہ میں میرے پاس آتے ہیں اور ہزاروں کو میں نے اس سلسلہ میں دوسرے وکیلوں کے ذریعہ بھی دیکھا ہے۔ بڑے بڑے نیک نفس آدمی جن کے متعلق کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا تھا کہ وہ کسی قسم کی نمائش یا ریاکاری سے کام لیں گے۔ انہوں نے مقدمات کے سلسلہ میں اگر قانونی مشورہ کے ماتحت اپنے بیان کو بدلنے کی ضرورت سمجھی تو بلا تامل بدل دیا۔ لیکن میں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب کو ہی دیکھا ہے جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔ میں ان کے مقدمہ میں وکیل تھا۔ اس مقدمہ میں میں نے ان کے لیے ایک قانونی بیان تجویز کیا اور ان کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے اسے پڑھ کر کہا اس میں تو جھوٹ ہے میں نے کہا کہ ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا اور قانوناً اسے اجازت ہے کہ جو چاہے وہ بیان کرے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ قانون نے تو اسے یہ اجازت دے دی ہے کہ جو چاہے بیان کرے مگر خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ وہ جھوٹ بھی بولے اور نہ قانون ہی کا یہ منشا ہے۔ پس میں کبھی ایسے بیان کے لئے آمادہ نہیں ہوں جس میں واقعات کے خلاف ہو۔ میں صحیح صحیح امر پیش کروں گا۔

جناب فضل دین صاحب کہتے تھے کہ میں نے کہا کہ آپ جان بوجھ کر اپنے آپ کو بلا میں ڈالتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: جان بوجھ کر بلا میں ڈالنا یہ ہے کہ میں قانونی بیان دے کر ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے خدا کو ناراض کر لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا خواہ کچھ بھی ہو۔

جناب فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے ایسے جوش سے بیان کیں کہ ان کے چہرہ پر ایک خاص قسم کا جلال اور جوش تھا۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ پھر آپ کو میری وکالت سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ آپ کی وکالت سے فائدہ ہو گا یا کسی اور شخص کی کوشش سے فائدہ ہو گا۔ اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی مخالفت مجھے تباہ کر سکتی ہے۔ میرا بھروسہ تو خدا پر ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے۔ آپ کو وکیل اس لئے کیا ہے کہ رعایت اسباب ادب کا طریق ہے اور میں چونکہ جانتا ہوں کہ آپ اپنے کام میں دیانتدار ہیں اس لئے آپ کو مقرر کر لیا ہے۔

جناب فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ میں نے پھر کہا کہ میں تو یہی بیان تجویز کرتا ہوں مرزا صاحب نے کہا کہ نہیں۔ جو بیان میں خود لکھتا ہوں نتیجہ اور انجام سے بے پرواہ ہو کر وہی داخل کر دو۔ اس میں ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا جاوے۔ اور میں پورے یقین سے آپ کو کہتا ہوں کہ آپ کے قانونی بیان سے وہ زیادہ موثر ہو گا۔ اور جس نتیجہ کا آپ کو خوف ہے وہ ظاہر نہیں ہو گا۔ بلکہ انجام انشاء اللہ بخیر ہو گا۔ اور اگر فرض کر لیا جاوے کہ دنیا کی نظر میں اچھا نہ ہو یعنی مجھے سزا ہو جاوے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ میں اس وقت اس لئے خوش ہوں گا کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

غرضیکہ جناب فضل دین صاحب نے بڑے جوش اور اخلاص سے اس طرح پر مرزا صاحب کا ڈیفنس پیش کیا اور کہا کہ مرزا صاحب نے پھر قلم برداشتہ اپنا بیان لکھ دیا اور خدا کی عجیب قدرت ہے کہ جیسا کہ وہ کہتے تھے اسی بیان پر وہ بری ہو گئے۔

جناب فضل دین صاحب نے ان کی راست بازی اور راست بازی کے لئے ہر قسم کی مصیبت کو قبول کر لینے کی جرأت اور بہادری کا ذکر کر کے حاضرین مجلس پر ایک کیف اور حالت پیدا کر دی۔ اس پر بعض نے پوچھا کہ آپ پھر مرید کیوں نہیں ہو جاتے تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا ذاتی فعل ہے اور تمہیں یہ حق نہیں کہ سوال کرو۔ میں انہیں ایک کامل راست باز یقین کرتا ہوں اور میرے دل میں ان کی بہت بڑی عظمت ہے۔"

* * *

وفات حسرت آیات: ۔ مولوی عبدالرحمان صاحب کے چھوٹے بھائی الف خان صاحب کچھی ہزارہ میں مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کو رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار ۔۔۔ جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب ۔۔۔ کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جاں بار بار ۔۔۔ ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے ۔۔۔ وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچار شیڈ روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ کے کشفی اور روحانی تاثرات

جناب محمد علی صاحب کو رؤیا میں دیکھا آپ بھی جوان صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔ (مطبوعہ بدر جلد ۳ ص ۲۹)

پھر مداس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جسکی نسبت یہ بتایا گیا کہ یہ تفسیر۔۔ ہے جسکو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۵۰۳)

"ہماری جماعت میں اول درجہ کے مخلص دوستوں میں سے جناب محمد علی صاحب ایم اے ہیں جنہوں نے علاوہ اپنی لیاقتوں کے ابھی وکالت میں بھی امتحان پاس کیا ہے اور بہت سا اپنا حرج اٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی میری بعض تالیفات کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان میں مقیم ہیں۔۔۔ اور میں اس مدت میں یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہیں ظاہری نظر سے اور پوشیدہ طور پر ان کے حالات کا، اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسس کرتا رہا ہوں۔ سو خدا کا شکر ہے کہ میں نے ان کو دینداری میں، اور شرافت کے ہر پہلو میں نہایت عمدہ انسان پایا ہے۔ غریب طبع۔ باحیا، نیک اندرون، پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے۔۔۔۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو بہمہ صفت موصوف ہوں۔ اور ہر طرح سے لائق اور معزز درجہ کے آدمی تلاش کرنے سے نہیں ملتے۔"

(مجموعہ اشتہارات ۹ راگست ۹۹ء جلد ہشتم ص ۴۷)

"اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خدا کے فضل کو پاکر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی جناب محمد علی صاحب ایم۔ اے پلیڈر ہیں۔ میں اُن کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں اور وہ ایک مدت سے دنیاوی کاروبار کا حرج کر کے خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم ہیں۔ اور حکیم نورالدین صاحب سے حقائق و معارف۔۔۔۔ سن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالےٰ کی راہ میں ترقی کرے گا۔ اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تقوٰے اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے

حضرت امیر جناب محمد علی (خدا اُن پر رحمتیں نازل کرے)

دکھلائے گا۔ جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر آمین۔ ثم آمین۔"

مجموعہ اشتہارات ۴ راکتوبر ۹۹ء جلد ہشتم ص ۶۸

اشتہار الانصار میں تحریر فرماتے ہیں۔

"وہ تمام کتابیں جو انگریزی میں ترجمہ ہو کر ہماری طرف سے نکلتی ہیں اُن کا ترجمہ جناب محمد علی صاحب ہی کرتے ہیں۔"

"یہ امر ہمیشہ میرے لئے موجب غم اور پریشانی کا تھا کہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین حقہ کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی روح کو ہمیشہ اطمینان دینے والی باتیں جو مجھ سے ظاہر ہوئیں اور ہو رہی ہیں ان سے ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالب علموں کو اب تک کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اور یہ درد اس قدر تھا کہ آئندہ اس کی

برداشت مشکل تھی۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائیدار گھر سے گذر جائیں ہمارے تمام مقاصد پورے کر دے اور ہمارے لئے آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو اس لئے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جو ہماری زندگی کا اصل مقصود ہے ایک تدبیر پیدا ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ۔۔۔ ایک رسالہ بزبان انگریزی مقاصد مذکورہ بالا کے اظہار کے لئے نکالا جائے۔"

میر ناصر نواب کی تائید پر حضرت صاحب نے فرمایا:

"جناب محمد علی صاحب کا ایسی عمدہ انگریزی لکھنا ایک خوارق عادت امر ہے چنانچہ انگریزوں نے بھی خیال کیا ہے کہ ہم نے کوئی یورپین رکھا ہوا ہے جو کہ انگریزی رسالہ لکھتا ہے۔ جناب محمد علی صاحب نے بیان کیا ہے کہ خدا کا فضل ہی ہے ورنہ اس سے پہلے میرا ایک حرف تک شائع نہیں ہوا۔"

"ریویو آف ریلیجنز کا ذکر تھا ایک صاحب نے تعریف کی کہ اس کے مضامین نہایت اعلیٰ ہوتے ہیں۔ فرمایا اس کے ایڈیٹر جناب محمد علی صاحب ایک لائق و فاضل آدمی ہیں۔ ایم اے پاس ہیں اور اس کے ساتھ دینی مناسبت رکھتے ہیں ہمیشہ اول درجہ پر پاس ہوتے رہے ہیں۔ اور ای۔ اے سی میں ان کا نام درج تھا مگر سب باتوں کو چھوڑ کر یہاں بیٹھ گئے ہیں یہی سبب ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی تحریر میں برکت ڈالی ہے۔"

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے۔۔۔۔ سے یہی ہے کہ جو جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں ان کو دور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو دین حنفہ کی طرف مائل کیا جائے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں۔۔۔۔ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا ہے پورا کیا جائے اس لئے انہی اغراض کو پورا کرنے کے لئے رسالہ انگریزی جاری کیا گیا جس کا شائع ہونا امریکہ اور یورپ کے اکثر حصوں میں بخوبی مفید ثابت ہو چکا ہے اور بہت سی دلوں پر اثر ہونا شروع ہو گیا ہے۔"

اس کے بعد رسالہ کے لئے تحریک کرتے ہوئے فرمایا،

"جو کوئی میری موجودگی میں اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دیگا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔"

ازالہ اوہام میں اپنی آرزو ان الفاظ میں بیان کی:

"سو میری صلاح ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں اور اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۷۷۳)

ایک اور مقام پر تحریر فرمایا:

"میں چاہتا ہوں کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں اور جناب محمد علی صاحب ترجمہ کریں اس کتاب کے تین حصے ہوں گے ایک یہ کہ اللہ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ بنی نوع انسان کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔"

(منظور الٰہی ص ۱۵۸)

ایک اور موقع پر حضرت مرزا صاحب کی ڈائری مطبوعہ بدر مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۰۷ء میں درج ہے:-

"۱۳ر فروری ۱۹۰۷ء کو جناب محمد علی صاحب کو حضرت بانی سلسلہ نے بلا کر فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یورپ و امریکہ کے لوگوں پر۔۔۔۔ کا حق ادا کرنے کے لئے ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جائے اور یہ آپ کا کام ہے۔ آجکل ان ملکوں میں جو دین حنفہ نہیں پھیلتا۔۔۔ اس کا سبب یہی ہے کہ وہ لوگ اس کی حقیقت سے واقف نہیں۔۔۔ ان لوگوں کا حق ہے کہ ان کو حقیقی چہرہ دکھایا جائے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے۔ اور وہ امتیازی باتیں جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں۔۔۔۔ ان سب باتوں کو جمع کیا جائے جن کے ساتھ دین حنفہ کی عزت اس زمانے میں وابستہ ہے۔۔۔۔"

"ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے صرف یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے مروجہ تعلیم کو اس واسطے رکھا گیا ہے کہ یہ علم خادم دین ہوں۔ ہماری غرض یہ نہیں کہ ایف اے یا بی اے کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں۔ ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے کام آئے۔ مشکل یہ ہے کہ جس کو ذرا بھی استعداد ہو جائے وہ دنیا کی طرف جھک جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے جناب محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور وہ اکیلے ہیں ان کا ہاتھ بٹانے والا یا قائمقام نظر نہیں آتا۔"

(ڈائری الحکم مورخہ ۳۰/۵/۱۱)

\+ + +

جنابِ مُحمّد علی

ملا تھا ہم کو قسمت سے یہ میرِ کارواں ایسا

ہوئی خاموش محفل میں جو تھی اک شمع نورانی
نمایاں جس کے دم سے تھا جہاں میں نورِ ایمانی

محمد اور علی کے نام کا وہ متقی انساں — ہوئی جسکی بدولت علم و عرفاں کی فراوانی
۔۔۔ وقت کے لطف و کرم کا فیض تھا یہ بھی — کہ اسکے جذبۂ ایثار میں تھا جوشِ ایمانی
چنا تھا حق نے اس کو خدمتِ ۔۔۔ کی خاطر — قیامت تک گواہی دیگی یہ تحریک حقانی
رہ انی فیضِ سلطانِ قلم سے وہ قلم میں بھی — کہ دنیا کر سکی پیدا نہ اس کا آج تک ثانی
جہاد۔۔۔۔ میں تھا منہمک ایسا — نہ تھا رنجِ گرانجانی نہ فکرِ تن آسانی
ملا تھا ہم کو قسمت سے یہ میرِ کارواں ایسا — کہ جسکی رہنمائی سے ہوئی منزل کی آسانی
جماعت کو بفضلِ حق ہدایت تیری از بر ہے — کریگی علم۔۔۔۔ کی قیامت تک نگہبانی
درخشاں جسکے دم سے تھی وہ دینِ حق تدبیر سے — حقیقت کور چشموں نے مگر اسکی نہ پہچانی

الٰہی پھول برسیں قبر پر روزِ قیامت تک
رہے سایہ فگن تا حشر اس پہ فضلِ ربانی

(برقی اکبر آبادی)

پیغام صلح لاہور ـــــ مورخہ یکم اکتوبر تا ۱۵ ـ اکتوبر ۱۹۹۱ء

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ایک عرب شاعر نے فنا اور بقاء کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

النّاس صنفان موتیٰ فی حیاتھم واٰخرون ببطن الارض احیاءٗ

دنیا کے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو دنیا میں زندہ رہتے ہوئے مردہ ہیں اور دُوسرے وہ جو کہ زمین میں دفن ہیں لیکن زندہ ہیں۔

زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھا جائے تو زندگی چلنے پھرنے کھانے پینے اور کام کاج کرنے کا نام ہے اور موت ان سب چیزوں سے محروم ہونے کو کہتے ہیں۔ جب انسان سانس تک نہیں لے سکتا۔ کام کاج کرنا تو درکنار اسے موت کہتے ہیں جب انسان اس دنیا کے دروازے سے نکل جاتا ہے۔ اور پھر کبھی واپس نہیں آسکتا۔ تو اسے مرا ہوا یا وفات یافتہ کہتے ہیں۔

لیکن باطنی آنکھوں سے دیکھا جائے تو مفہوم بدل جاتا ہے کچھ لوگ زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہوتے ہیں۔ اُن کی زندگی نہ اُن کے کسی کام کی ہوتی ہے نہ کسی اور کے کام آتی ہے اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دنیا سے چلے بھی جائیں تو گویا زندہ ہی ہوتے ہیں۔ لوگ ان کے کارناموں سے انہیں یاد کرتے ہیں۔ اُن سے پیار کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے کاموں کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی نیکیوں کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ مر کر بھی زندہ ہوتے ہیں۔

آج ایسے ہی زندہ شخص کے زندہ کارناموں کا ذکر ہے جو اس کی بقاء کا موجب بھی ہے اور ہماری بقاء کا بھی۔

۱۳ اکتوبر کو ہمارے پیارے امیر جناب محمد علی (خدا ان پر رحمتیں نازل کرے) ہم سے جُدا ہوئے تھے۔ ان کی وفات پر اپنوں اور غیروں نے جو گل ہائے عقیدت نچھاور کئے تھے اس گلدستے میں کچھ نذر قارئین ہیں۔

بھلا سکے گی نہ دُنیا اسے قیامت تک
دلوں پہ چھوڑے ہیں اُس نے نقوش لافانی

جماعتی خبریں

* حضرت امیر (اللہ تعالیٰ کی تائید انہیں حاصل رہے۔) بفضل تعالیٰ بصحت اور خیریت سے ہیں اور آجکل اپنے فرزند ارجمند جناب بریگیڈیئر محمد سعید صاحب کے پاس راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ اس دوران آپ وہاں پر طبی معائنہ بھی کرائیں گے۔ احباب ان کی صحت و سلامتی کی دعائیں جاری رکھیں۔

* وفات حسرت آیات:

جناب شیخ محمد یونس صاحب ایک لمبی بیماری کے بعد ۱۲ ستمبر کو دارالسلام میں انتقال فرما گئے ہیں۔ انہیں دارالسلام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

۱۲ ربیع الاوّل بمطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء کو جماعت احمدیہ سفید ڈھیری پشاور جلسہ منعقد کیا احباب کی کافی تعداد پشاور شہر، شیخ محمدی اور بازید خیل سے حاضر ہوئی ناصر احمد صاحب شیخ محمدی اور کیپٹن عبدالواحد صاحب نے اس دن کی اہمیت کے مطابق تقاریر کیں اور جناب شیخ شریف احمد صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور جلسے کے اختتام پر جماعت سفید ڈھیری نے ایک پُر تکلف عصرانہ دیا۔

اسی روز مرکزی جامع دارالسلام لاہور میں شبان الاحمدیہ نے جلسہ منعقد کیا۔ بچوں نے منظوم کلام اور تقاریر پیش کیں۔ آخر پر جناب قاضی عبدالاحد صاحب نے تقریر کی اور جناب عبدالعزیز صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ جلسہ کے بعد حاضری کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔

گذشتہ شمارہ میں ہم نے کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں احمدیہ کنونشن کی مختصر خبر دی تھی اب چوہدری ریاض احمد صاحب کے خط سے تفصیلات موصول ہوئی ہیں۔ اس کنونشن میں وینکوور دیگر مقامات کے علاوہ امریکہ سے ڈاکٹر نعمان الٰہی ملک صاحب، ڈاکٹر عبداللہ جان صاحب چوہدری ریاض احمد صاحب اور ٹرینیڈاڈ سے جناب کمال ہائیڈل صاحب نے بھی شرکت کی۔ کنونشن ایک سکول کی خوبصورت عمارت میں منعقد کیا گیا۔ اس کنونشن کو کامیاب بنانے میں ہمارے سرگرم نوجوان وزیر شریف صاحب اور ان کی بیگم صفورہ شریف صاحبہ نے قابل تحسین کوشش کی۔

سالانہ دُعائیہ

آپ نے گوشت کاٹتے وقت تھوڑی دیر کے بعد قصاب کو ایک چُھری دُوسری چُھری سے رگڑتے دیکھا ہوگا۔ وہ ایسا اس لئے کرتا ہے تاکہ چھریوں پر لگی ہوئی چربی اتر جائے ہم بھی دلوں کی چربی اتارنے کے لئے ہر سال ۲۴ تا ۲۷ دسمبر کو دارالسلام لاہور میں اکٹھے ہوتے ہیں تاکہ سال بھر میں دلوں پر جو زنگ لگ جاتا ہے جو چربی چڑھ جاتی ہے وہ ایک دوسرے سے روحانی رگڑ کھا کر کچھ کم ہو جائے کچھ ختم ہو جائے۔

یہ دُعائیہ اجتماع حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مبارک ہاتھوں سے

(بقیہ کالم ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ سالانہ دُعائیہ:

جاری ہوا اور آج تک خدا کے فضل سے جاری ہے اور اسی کے فضل سے جاری رہے گا۔

ابھی سے اپنے آپ کو اس روحانی اجتماع کے لئے تیار کرلیں۔ خواتین اور بچیاں ہر ایک دستکاری کی کوئی نہ کوئی چیز ضرور تیار کریں خواہ چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو اور قبل از وقت سیکرٹری تنظیم خواتین الاحمدیہ ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور کو آگاہ کر دیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے حضرت امیر کا نامہ و پیام

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضور نے کل ظہر کے وقت جو ارشاد فرمایا تھا کہ اس خاکسار کو بھی چاہیئے کہ مستقل طور پر اب یہاں ہی رہائش اختیار کرے اس کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں ۔

جب مئی گذشتہ میں اس لمبے قیام کی اجازت لے کر حاضر خدمت ہوا تھا تو اس وقت میرے دل میں سوائے اس کے اور کوئی ارادہ نہ تھا اور اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے کہ شاید اس لمبے قیام کے اثنا میں کوئی ایسی سبیل نکل آئے کہ دنیا کے سب دھندوں سے الگ ہو کر ہر وقت حضور کے قدموں میں رہنا نصیب ہو جائے اور یہی سب سے بڑی آرزو اس وقت تک دل میں موجود ہے وطن میں جو ایک دو دفعہ جانے کا اتفاق ہوا ہے تو سوائے خوشنودی والدین کے اور کوئی امر مدنظر نہ تھا اور یہ تو میرے دل میں کبھی وہم تک بھی نہیں گذرا کہ اب اس آبائی گھر میں جا کر کبھی رہائش اختیار کردں آپ کے قدموں میں ہوں اور آپ کا غلام ہوں ۔ اور آپ سے ہی درخواست کرتا ہوں کہ میرے ۔ لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ تا دم زیست اس وعدے پر قائم رہنے کی توفیق دے اور اسی ایمان پر اٹھا دے ۔

جب اور جس طرح حضور حکم دیں میں رہنے اور کام کرنے کو تیار ہوں اگرچہ اس دعوے کو پیش کرنے کے وقت بہت ڈرتا ہوں کیونکہ سب ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہی ہاتھ میں ہے مگر چونکہ حضور خود بھی یہ وعدہ بیعت کے وقت لیتے ہیں اس لئے میں نے بھی عرض کر دینے کی جرأت کی ہے یعنی ان الفاظ کے کہ " میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا " یہی معنے ہیں کہ بیعت کنندہ اپنے آپ کو مع اپنے تمام قوای کے حضور کے حوالے کر دے ۔

رہائش کے متعلق صرف یہ آرزو ہے کہ کوئی ایسا مکان ہو جس میں حضور کا قرب جسمانی طور پر بھی رہے جیسے یہ جگہ ہے جہاں حضور نے اب اس عاجز کو ٹھہرنے کی اجازت دی ہے کام کالج کرنے کی صورت میں مستقل ارادہ ہے کہ ہر ہفتہ حاضر خدمت ہوا کروں اور اسی وجہ سے دور جانا بھی نہیں چاہتا کیونکہ بُعد سے دل پر بہت سے زنگ بیٹھ جاتے ہیں ۔ اس لئے جہاں حضور حکم دیں مکان بنوا لوں ۔ میں اس وقت گھر سے کچھ روپیہ اسی کام کے لئے منگوا لوں گا ۔

(خاکسار محمد علی ۲۴ مارچ ۱۹۰۰ء)

اس رقعہ کی پشت پر حضرت صاحب نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا :

" مجھ کو اس وقت آپ کے اس خط کے پانے سے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اندازہ سے باہر ہے خدا تعالیٰ آپ کو مرادات دارین تک پہنچا ئے ۔ میں مکان کی تجویز میں ہر وقت لگا ہوں امید ہے خاطر خواہ مکانات بہت قریب مل جائیں گے مگر بالفعل آپ کے لئے یہ مکان آپ کے لئے کافی ہوگا اور میں نے محض آپ کی نیت سے اس مکان کو بنوایا تھا اور کوئی غرض نہ تھی مگر چونکہ زنانہ مکان کے لئے کچھ وسعت کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ تمام لوازم پورے ہو سکیں ۔ سو اس کی میں فکر میں ہوں ۔ امید ہے اللہ تعالیٰ تمام افکار ہائے رفع کر کے مرادات تک پہنچا دے گا کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ "

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۴ مارچ ۱۹۰۰ء

حضرت امیر کی ذوالجلال رب کے حضور دعائیں

" اے خدا کفر دنیا پر غالب ہے دنیا اور مال کی محبت انسانی دلوں کو اپنے قبضہ میں لے چکی ہے جسمانی طاقت اور مادی سامانوں اور ظاہری زیب و زینت سے انسانوں کو گمراہی کی طرف لے جایا جا رہا ہے مگر اے خدا تیرا وعدہ ہے کہ تو دین حنفہ کو دنیا پر غالب کریگا تیرا وعدہ ہے کہ ایک عظیم الشان ضلالت اور گمراہی کے بعد لوگ پھر تیری طرف جھکیں گے سو تو آج اپنے وعدے کو پورا فرما اور حق کو باطل پر، دین حنفہ کو کفر پر غالب فرما "

" اے خدا کفر اور ضلالت کی فوجیں بہت زور سے حملہ آور ہو رہی ہیں تیری طاقت پہلے بھی کمزور انسانوں کے ذریعے سے ظاہر ہوتی رہی ہے آج اس چھوٹی سی جماعت کے ذریعے اسے ظاہر فرما ۔ ہم کمزور گنہگار اور عاجز ہیں مگر دل میں یہ تڑپ ہے کہ دین حنفہ کفر پر غالب آئے تو ہماری خطاؤں کو معاف فرما ۔ ہمیں ٹھوکروں سے بچا تو ہمارا مددگار بن اور دین حنفہ کی کمزور جماعت کو کفر کی بے پناہ طاقتوں پر غالب فرما ۔ اے خدا تو اپنے کلام کو دنیا میں غالب فرما ۔ ۔ ۔ کو غالب فرما ۔ دین حنفہ کو غالب فرما اور کفر اور ضلالت کی فوجوں کو مٹا دے "

" اے خدا ہم اپنی طاقت کے مطابق یہی کوشش کرتے ہیں کہ تیری ہی فرمانبرداری کریں اور تیرے نام کو اور تیرے کلام کو دنیا میں پہنچائیں مگر ہم کمزور ہیں اور تیری فرمانبرداری کا حق ہم سے ادا نہیں ہوتا ۔ سو تو ہماری مدد فرما اور اپنی فرمانبرداری کی زبردست قوت ہمارے اندر پیدا کر دے "

" اے خدا تیرے نام کو دنیا میں پہنچانا وہ بلند کام ہے جس کے لئے تو اپنے خاص بندوں کو کھڑا کرتا رہا اور تیری ہی مدد سے وہ اس عظیم الشان مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ۔ ایک ایسے ہی تیرے بندے نے ہمیں بھی اس کام پر لگایا ہے مگر ہم تھوڑے ہیں کمزور ہیں سامان پاس نہیں ۔ بیگانے تو ایک طرف اپنے بھی ہماری مخالفت کرتے ہیں ۔ اور اس راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں تو محض اپنے کرم سے ہماری دستگیری فرما اور اپنی وہ قوت ہمارے اندر بھر دے جو تو اپنے پاک بندوں کے اندر بھرتا رہا ہے اور وہ نور ہمارے دلوں میں پیدا کر دے جس سے تو اپنے پاک بندوں کے سینوں کو منور کرتا رہا ہے "

" اے خدا تیرے نام کو دنیا میں پہنچانا سب کاموں سے مشکل ہے اور جب بھی دنیا میں یہ انقلاب پیدا ہوا ہے کسی انسان یا کسی فوج کی قوت سے پیدا نہیں ہوا بلکہ تیری نصرت اور تیری تائید سے پیدا ہوا ہے ۔ اس لئے ہم تجھ سے اس مدد اور نصرت کے طالب ہیں جو تو اپنے پاک بندوں کو عطا فرماتا رہا ہے "

ایک خط میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جناب محمد علی صاحب کے بارے میں فرمایا :

" مجھے آپ پر بہت ہی نیک ظن ہے اسی وجہ سے میں آپ کے ساتھ خاص محبت رکھتا ہوں اگر آپ کی خدا تعالیٰ کے نزدیک نیک فطرت نہ ہوتی تو میرا اس قدر نیک ظن ہو نہیں سکتا ۔ ہرگز نہ ہوتا مگر میں دل سے اور دلی جوش سے آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کے لئے اکثر پنج وقت غائبانہ دعا کرتا ہوں "

ان کی باتیں یاد آتی ہیں

حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ

(حضرت ڈاکٹر صاحب مضمون کی تیاری کے وقت سٹاک ہالم میں تھے اور یہ مضمون وہیں سے لکھ کر بھیجا گیا)

میں ایک زمانہ دراز سے جانتا تھا کہ مجھے ان سے گہری محبت اور غیر معمولی عقیدت ہے لیکن اس کی شدت کا صحیح اندازہ اسوقت ہوا جب میرے اس محسن عظیم کی رحلت کی خبر مجھے سٹاک ہالم میں ملی۔ مجھ پر اس وحشتناک خبر سے کیا گذری میں محسوس کرتا ہوں لیکن بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت امیر محمد علی کی وفات سے ہماری جماعت تو یتیم ہو چکی ہے لیکن اس نقصان کا عظیم اثر صرف ہم تک محدود نہیں بلکہ اس کا اثر عالمگیر نوعیت رکھتا ہے اور اسکی تلافی کی بظاہر کوئی صورت موجود نہیں۔ میں نے اپنی جماعت کے متعلق یتیم کا لفظ استعمال کرتے وقت ان تمام باتوں پر اپنی نظر کو دوڑایا ہے اور ان تمام نتائج کو اپنی آنکھوں میں پھرتے دیکھا ہے جو یتیمی کا لازمہ ہوتے ہیں اور اس حالت کے ساتھ انہیں ایک ضروری نسبت ہوتی ہے۔ افسوس وہ شخص دنیا سے اٹھ گیا جس کا وجود دنیا بھر میں ہمارے لئے باعث صد افتخار تھا۔

ایسے انسان زمانوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں ان کے چلے جانے کے بعد ان کی جگہ خالی کی خالی رہ جاتی ہے اور ان کی موت کا صدمہ دور دور تک محسوس کیا جاتا ہے مجھے اس کا اندازہ ایک چھوٹے سے واقعہ سے ہوا۔ سٹاک ہالم میں ایک نہایت قابل اور علم دوست سویڈ کرنیل ہیں انہوں نے حضرت امیر کی دو کتابیں پڑھی تھیں اور انگریزی تفسیر بھی ان کے پاس ہے۔ ان سے جب میں نے آپ کی وفات کا ذکر کیا تو ان کے ہاتھ میں کھانے کی کچھ چیز تھی ایسا نظر آیا کہ گویا وہ ان کے ہاتھ سے گر پڑی ہے۔ اور ان پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔ ان کے چہرے سے ان کے دلی جذبات کا اندازہ ہو رہا تھا پھر وہ شخص اٹھا اور جلدی سے۔۔۔ ریویو کا پرچہ لے آیا جس میں حضرت امیر کی تصویر تھی۔ اور ان کے متعلق باتیں کرتا رہا۔ اور بہت متاسف ہوا۔ ایسے ہزاروں لوگ اور بھی دنیا میں ہیں جو اس صدمہ میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ اپنی بلند پایہ تصنیفات کیوجہ سے حضرت محمد علی کا نام اکناف عالم میں متعارف ہے۔ اور ان پاکیزہ کارناموں کیوجہ سے بھی یہ نام دن بدن زیادہ شہرت حاصل کرتا رہے گا۔ اگرچہ ان کا جسم خاکی سپرد خاک ہو چکا ہے۔

(حضرت امیر کے روحانی مقام دینی تفقہ میں ان کی تاریخی حیثیت یا ان کے علمی کارناموں کے متعلق کچھ لکھنے کا میں اسوقت ارادہ نہیں رکھتا۔ شیخ عبدالرحمان مصری نے کچھ عرصہ پہلے اخبار پیغام صلح میں ایک قیمتی سلسلہ مضامین اس موضوع پر شائع فرمایا تھا۔ اور حضرت بانی سلسلہ کی تحریرات کے حوالے پیش کئے تھے جو ہمارے لیے گہری دلچسپی کا موجب ہوئے تھے۔ اور ممکن ہے اب کتابی شکل میں ان مضامین کا یکجا جمع کر دینا مناسب خیال کیا جائے۔)

میں یہاں صرف چند چھوٹے چھوٹے متفرق واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں جو ذاتی طور پر میرے مشاہدہ اور تجربہ میں آئے کیونکہ ان میں اس رجل عظیم کی زندگی کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ میں قادیان سکول میں پڑھتا تھا میری عمر ۱۳-۱۴ سال کی تھی مجھے اسقدر یاد ہے کہ ایک شخص مجسمۂ انکسار خاموشی سے اوقات عبادت میں جامع نور میں آتا۔ نہایت توجہ اور خشوع و خضوع سے عبادت کرتا اور چپ چاپ واپس چلا جاتا۔ جلسہ سالانہ آیا تو اس خاموش شخص کو میں نے تقریر کرتے اور قوم سے چندہ کی اپیل کرتے ہوئے سنا کس قدر قوت و شوکت اس کے الفاظ میں تھی اور کس حکیمانہ انداز میں اس نے لوگوں کو خطاب کیا اور اس وقت بھرے مجمع نے کس محبت اور عاجزی سے اس آواز کو سنا اور اپنی جھکی ہوئی گردنوں کے ساتھ اس پر لبیک کہا ایسے نظارے بعد میں کئی بار دیکھنے نصیب ہوئے لیکن اس زمانہ کے اس پہلے واقعہ کا ایک خاص اثر میرے دل پر رہ گیا۔

جناب نور الدین کی وفات کے موقعہ پر بھی مجھے اس شخص کی قوت ایمانی کو بچشم خود دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اپنے مٹھی بھر صاحب ایمان ساتھیوں کے ساتھ اس کا اس وقت کا اقدام تاریخ عالم میں ایک اہم علم منزل کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۹۱۵ء تا ۱۹۱۷ء موسم گرما میں آپ ایبٹ آباد جاتے رہے اس زمانہ میں بہت قریب سے انہیں دیکھنے کا مجھے کافی موقعہ ملتا رہا جس کے نتیجہ میں میری عقیدت بتدریج ایک محبت میں بدل گئی جو بڑھتی رہی اور کبھی کم نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ خونی رشتوں کی محبت سے بھی بڑھ گئی۔ بخدا میں نے اس دنیا میں حضرت امیر سے بڑھ کر کسی کو باوفا دوست نہیں پایا۔

میں جب لاہور میں تعلیم پاتا تھا تو اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا لیکن مجھے بہت جلدی یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اور اس کے ضائع ہونے سے نہ صرف آپکو کسی قدر ذہنی کوفت ہو سکتی ہے بلکہ یہ ایک ہماری قومی نقصان بھی ہے۔ اس لئے میں احتیاط کو ملحوظ رکھتا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ میری اس احتیاط سے آپ بہت خوش تھے اور اس کی قدر فرماتے تھے۔

اللہ تعالےٰ نے کام کرنے کی آپ کو بڑی استعداد بخشی تھی اور کام بھی آپ اس قدر محنت سے کرتے تھے کہ اپنی صحت تک کا خیال نہ رکھتے تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بجز ایسے انہماک اور محنت شاقہ کے وہ عظیم الشان کام جو آپ نے دنیا اور ہمارے لئے بطور ترکہ چھوڑا ہے ہرگز ممکن نہ ہو سکتا تھا ایک دفعہ موسم گرما میں کہ دن بہت لمبے ہوتے ہیں ایبٹ آباد میں۔۔۔ فجر کے بعد جو میز پر بیٹھے تو ظہر ہو گئی اور جب۔۔۔ کے لئے باہر آنے لگے تو دروازہ میں غش کھا کر گر گئے۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی وہیں تھے۔ سب دوستوں نے آپ سے کہا کہ اس قدر کام آپ نہ کریں جس سے زندگی خطرہ میں پڑ جائے لیکن آپ نے ایسے مشورہ پر کبھی بھی خاص توجہ نہ دی اور اپنی مصروفیت میں کچھ بھی کمی نہ فرمائی۔

سوائے شدید معذوری کے آپ نے بیماری کی حالت میں بھی کام بند نہ کیا اور بہت سے جواہر ریزے جو آپ کی قلم نے صفحہ قرطاس پر بکھیرے وہ ایسی ہی بیماری اور کمزور صحت کے ایام کی یادگار ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے کشف کے متعلق آپ میں سے اکثر جانتے ہیں۔ حضرت محمد علی

صاحب کے ہاتھ میں وہی قلم تھا جو ایک آسمانی فرشتہ نے ان کے مرشد سلطان القلم کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو نہیں منگوایا محمد علی نے منگوایا ہوگا۔ اور یہی وہ قلم تھا جس کی بدولت حضرت بانی سلسلہ کا یورپ و امریکہ میں دین حقہ اور انگریزی میں عمدہ عمدہ تالیفات کے متعلق خواب پورا ہوتا ہوا ہم نے اپنے سامنے دیکھا جس سے ایک طرف حضرت بانی سلسلہ کی صداقت پر ایک زندہ نشان قائم ہوا تو دوسری طرف حضرت امیر کے حضرت صاحب کے حقیقی جانشین اور آپ کی شاخ اور آپ میں داخل ہونے کے متعلق ایک ایسی دلیل قائم ہو گئی جس کا انکار ممکن نہیں۔ افسوس کہ صاحب قلم کے ساتھ وہ قلم بھی دنیا سے اٹھ گیا اور یہی ہماری یتیمی اور محرومی کا سب سے زیادہ ناگوار پہلو ہے۔

میں زمانہ طالب علمی میں بیمار ہونے کی وجہ سے لمبی رخصت پر تھا اور اپنے وطن میں ایک پہاڑ پر رہتا تھا۔ مجھے حضرت امیر باقاعدہ خط لکھتے رہتے اور ان کے مشورہ اور دعاؤں سے مجھے بہت تسلی ملتی تھی۔ ایک مرتبہ مجھے لکھا کہ فلاں قسم کے ٹیکوں سے جوڑ لمبوزی کے سول سرجن نے ایک اور عزیز کو لگائے ہیں انہیں بڑا فائدہ پہنچا ہے تم بھی وہ ضرور ٹیکے لگواؤ۔ ابھی چند روز ہی گذرے تھے کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان ٹیکوں کا ایک بکس مجھے بذریعہ ڈاک لاہور سے بھیجا۔ میں نے مرزا صاحب کو شکریہ کا خط لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ حضرت امیر کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ انہوں نے ٹیکے بھیجنے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے اس کی قیمت بھی ادا کر دی ہے۔ قدرتی طور پر ایسی باتوں کا اثر دل سے کبھی مٹا نہیں کرتا۔

٢٣-١٩٢٢ء کا واقعہ ہے کہ میڈیکل کالج ہوسٹل میں... کے مسئلہ پر جو ایک غیر از جماعت طالب علم دیا کرتے تھے ہندو طلباء کے ساتھ کچھ جھگڑا پیش آگیا۔ انگریز پرنسپل نے.... بند کرنے کا حکم دیدیا۔ جو لوگ — دیا کرتے تھے انہوں نے کچھ کمزوری دکھانا چاہی میں نے مشورہ دیا کہ حضرت امیر سے اس کے متعلق مشورہ کر لینا چاہیئے تاکہ مسئلے کا مذہبی اور دینی پہلو واضح ہو جائے۔ چنانچہ ہم چند طالب علم... مغرب کے بعد حضرت ممدوح کو جامع میں ملے اور آپکی خدمت میں مدعا پیش کیا آپ نے بڑے زور سے فرمایا کہ... کیسے بند ہو سکتی ہے۔ اور.... کے خلاف مسلمان کسی کا حکم کیسے مان سکتا ہے۔ اگر آپ لوگوں نے ایسی معمولی سی بات پر کمزوری دکھائی تو پھر دین حقہ کے لئے آپ سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ دراصل ایسی ہی باتوں سے انسان کا کیرکٹر بنتا ہے اور پھر تسلی دی اور ہر طرح کی امداد کا وعدہ فرمایا۔ اس واقعہ کا ان طلباء پر بڑا اثر ہوا۔ جب ہم نے مضبوطی دکھائی تو ہمیں فتح بھی حاصل ہو گئی اور باقاعدہ..... ہوسٹل میں جاری ہو گئی۔

ڈاکٹری کے آخری امتحان کے پرچہ میں میرا ایک ساتھی اور میں چند منٹ دیر سے پہنچے جس کی وجہ سے یونیورسٹی کے قواعد کے ماتحت ہمیں کچھ پریشانی پیش آگئی۔ ہم حضرت امیر کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ایک خط مرزا یعقوب بیگ صاحب کے لئے دیا جو ان الفاظ سے شروع ہوتا تھا۔ "تم بھی احسان کرو جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا" حضرت مرزا صاحب پر اس کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ کام چھوڑ کر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور ہمیں موٹر میں بٹھا کر ہمیں متعدد اشخاص کے پاس لے گئے اور ہماری مشکل آسان ہو گئی۔

حضرت امیر حاجت مندوں اور دوستوں کی سفارش کرنے میں ذرہ بھر بھی کمی نہ کرتے تھے ان کی شخصیت کے اثر کے علاوہ ان کے سفارشی خطوط میں اس قدر سچی ہمدردی گہری دلچسپی اور تاکید کا رنگ ہوتا تھا کہ صاحب غرض کا کام اکثر بن ہی جایا کرتا تھا۔ مجھے بھی آپ کے چند ایسے خطوط دیکھنے کا فخر حاصل ہوتا رہا۔

چند مرتبہ مجھے حضرت امیر کے ہاں بطور مہمان ٹھہرنے کا بھی موقعہ ملا۔ پہلی مرتبہ تو آپ کی خاص تاکید کی وجہ سے میں آپ کے ہاں ٹھہرا تھا لیکن جب میں نے دیکھا کہ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا اس طرح ایک غیر معمولی موقعہ نصیب ہو جاتا ہے تو میں نے اپنے آپ کو مجبور پایا اور اپنے آپ کو اس دولت نایاب سے محروم رکھنا مجھے گوارا نہ رہا۔ پھر میں نے ان سے ایک مرتبہ خود عرض کر دیا کہ اب لاہور میں آکر آپ سے دور رہنا میں برداشت نہیں کر سکتا تو وہ بہت خوش ہوئے میزبان کی زندگی کا مطالعہ مہمان کے لئے ایک اچھا موقعہ ہوتا ہے اس مطالعہ میں بھی حضرت ممدوح کو ایک بے نظیر انسان پایا۔

گھر میں بھی ان کی زندگی بے تکلف لیکن نہایت منظم تھی ایسا نظر آتا تھا کہ اس زندگی کا ہر لمحہ ایک خاص معیار پر نپا اور تُلا ہوا ہے ہر کام کے لئے آپ کا وقت مقرر تھا اور آپ کا ہر وقت ایک کام کے لئے معین تھا۔ کھانے کی میز پر اور نماز کے لئے جامع میں آتے جاتے وقت آپ کے ساتھ گفتگو کا موقعہ مل جاتا تھا۔ آپ کی طبیعت کی شگفتگی اور آپ کے سنجیدہ اور پُر لطف مذاق کا ایسے اوقات میں اندازہ ہوتا تھا۔ دوستوں کی مجلس میں بے تکلفی سے بیٹھتے اور بعض پاکیزہ ظرافت کی باتیں بھی کرتے تھے۔ جامع میں کرنل بشیر حسین صاحب سے ایسی پُر لطف باتیں کرتے میں نے انہیں سنا تو پرانے دوستوں کی اولاد سے آپ کی محبت کی گہرائی کا کچھ اندازہ ہوا۔

ایک مرتبہ — فجر میں مجھے اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ اور ہر چند انکار کیا لیکن آپ کے حکم کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ عبادت کے بعد کان پہچانتے ہوئے کچھ اور دوست بھی ساتھ تھے.... کے متعلق بات چل پڑی تو فرمانے لگے حضرت عبدالکریم صاحب بہت اچھا... پڑھتے تھے۔ قادیان میں جب صبح کو نماز پڑھانے تو ایک بوڑھی عورت جس کا گھر جامع کے قریب تھا اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر ان کی قرأت سنا کرتی تھی جب وہ فوت ہو گئے تو حضرت حکیم نور الدین صاحب... پڑھانے لگے۔ تو اس عورت نے کسی سے شکایت کی کہ اب کون... پڑھ سناتا ہے ایہہ تے غلطیاں ماردا اے! یہ واقعہ سنا کر خوب ہنسے اور اپنے متعلق فرمانے لگے کہ ہم بھی تو غلطیاں مارتے ہیں۔ دوستوں سے بھی جب ظرافت کی بات سنتے تو کھل کھلا کر ہنستے تھے لیکن میں نے آپ کے منہ سے کسی کی بدگوئی، غیبت، عیب جوئی اور کوئی بناوٹ یا سازباز کی کوئی بات کبھی نہیں سنی۔ مخالفین کا ذکر بھی کبھی آتا تو ہمیشہ عزت اور احترام سے نام لیتے جیسے ایک بلند پایہ متقی کی شان ہونی چاہیئے۔

آپ کی زندگی ہر قسم کے تصنع اور تملق سے پاک تھی۔ اسی لیے بعض سطحی خیال رکھنے والے لوگوں یا تھوڑی واقفیت رکھنے والوں کو اور خصوصاً ایسے لوگوں کو جو تکلف کو پسند کرتے اور تملق کی باتوں سے خوش ہونے کے عادی ہوتے ہیں آپ کی طبیعت کا صحیح اندازہ کرنے... میں غلطی لگ جانے کا امکان ہوتا تھا۔

رات کے آخری حصہ میں جو غالباً دو بجے کے قریب وقت ہوتا ہوگا آپ کے کمرہ سے ایک دھیمی پُر ترنم اور پُر سوز سی آواز آنی شروع ہوتی تھی جس کے اثر سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سب فضا پُر کیف اور پُر نور ہو گئی ہے۔ طویل قرأت میں وقفہ وقفہ سے کچھ درد بھری آوازیں بھی آنے لگتیں جن سے دعاہائے مستجاب کا پتہ چلتا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ کیا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ

(بقیہ ۹ کالم ۲ و ۳)

جناب نصیر احمد فاروقی صاحب

یادگار محبوب میں چند آنسو

ہاں دکھا اے تصوّر پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایّام تو

جمال یار:

جب حضرت امیر کا جنازہ ۱۴ اکتوبر کی شام کو لاہور پہنچا اور احمدیہ بلڈنگس لاہور کی جامع مسجد میں ایک جم غفیر نے ہاں اتنی بڑی جماعت نے جو شاید جلسہ سالانہ پر بھی جمع نہ ہوتی ہو آپ کی نماز جنازہ پڑھی---آخری---پڑھی تو بعض عقیدت مندوں نے فرط محبت سے بیتاب ہو کر زیارت کے لئے اصرار کیا حالانکہ وفات پر عرصہ گزر جانے کیوجہ سے ان کی اس تڑپ کو پورا کرنا ممکن نہ تھا۔ میں ان عاشقان محمد علی کی خواہش کی قدر کرتے ہوئے سب سے پہلے اس آخری دیدار کا ہی ذکر کرتا ہوں جو مجھے نصیب ہوا۔ حضور بیمار تو عرصہ سے تھے مگر آخری ۵ ایام میں تکلیف بہت بڑھ گئی تھی حضرت کی عادت بڑی سے بڑی تکلیف کو اپنے پر سہہ لینے کی تھی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اتنی بڑی تکلیف کو سہنے کیوجہ سے اور وہ صبر اور خاموشی سے حضور کے چہرہ پہ آخری ایام میں تکان اور کمزوری کے آثار نمایاں تھے مگر وفات کے بعد جب غسل کرا کر آخری دیدار کرایا گیا تو چہرہ پر آرام اور تسکین اور جوانی کے آثار نظر آتے تھے اور حضور ایک ایسی گہری نیند میں آرام کر رہے تھے جس سے جگانے کی کوشش بیکار تھی۔

مگر میری آنکھوں کے آگے وہ سکھی اور جوانی کی طرف مائل چہرہ کم آتا ہے میری آنکھوں کے آگے وہ نقشے پھرتے ہیں کہ میں کمرہ میں داخل ہوا اور وہ حسین اور گورا چہرہ خوشی اور مسکراہٹ سے پھول کی طرح کھل گیا یا خطبہ جمعہ یا جلسہ سالانہ پر مقدس چہرہ جس کے ہونٹوں سے علم، معرفت اور ہدایت کے چشمے نکلتے تھے اور اس تصور میں میرے ساتھ میری قوم بھی شامل ہے ہاں ایک اور نظارہ بھی بھول نہیں سکتا ممکن ہے اور دوستوں کو بھی نصیب ہوا ہو۔ کراچی میں ایک دفعہ اس سال یا گئے سال دوپہر کے کھانے کے بعد حضرت امیر ظہر کی... کے لئے وضو کرنے لگے میں اور گھر کے لوگ ابھی میز پر بیٹھے تھے۔ وضو کر کے کمرہ سے نکلے تو کھانے کے کمرہ کی پہلی کھڑکی سے مجھے حضور کا چہرہ نظر آیا۔ اس وقت نہ صرف بیماری یا کمزوری کا کوئی نشان چہرہ پر نہ تھا بلکہ تر و تازگی کے علاوہ باطنی نور پھوٹ کر چہرہ پر ایک عجیب سماں پیدا کر رہا تھا۔ چونکہ میرا ہی منہ اس طرف تھا اس لئے شاید میرے سوا کسی نے وہ نظارہ نہیں دیکھا یا دیکھا تو ان کی باطن کی آنکھ اس وقت کھل نہ تھی۔ خدا جانے کیوں میری آنکھوں کے آگے وہ ہمیشہ اور زندہ اور جیتے جاگتے نقشے پھرتے ہیں۔ دراصل محمد علی مرا ہی نہیں وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ نہ صرف ہمارے دلوں میں اور ہماری آنکھوں کے آگے بلکہ اپنے کام اور اپنی تصانیف کے ذریعہ جو قیامت تک اسے آسمان پر ایک درخشندہ ستارے کی طرح منور رکھیں گی

حسن باطن:

حضرت امیر کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ظاہری حسن و جمال عطا فرمایا تھا بلکہ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر باطنی حسن و جمال سے مزین و آراستہ کیا تھا۔ شاید اسے کوئی مبالغہ سمجھے میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں میری ظاہری اور باطنی آنکھ نے جو کچھ دیکھا میں تو وہی لکھوں گا۔ میں نے کیا دیکھا اور کیا لکھنا ہے حضرت بانی سلسلہ جن کی ظاہری آنکھ کی طاقت کے بارہ میں بھی وعدہ الٰہی تھا کہ کبھی کمزور نہ ہوگی اور جن کی باطنی آنکھ کی طاقت کا ہم کمزور سیاہ باطن لوگوں نے کیا اندازہ لگانا ہے وہ بھی لکھ کر چھوڑ گئے کہ انہوں نے ظاہری اور باطنی آنکھ دونوں سے اپنے اس شاگرد کو دیکھا اور اس میں ہر لحاظ سے خوبیاں پائیں بلکہ بعض باتوں میں شک کے نشان پایا۔ اور پیشگوئی کی کہ جوان موصوف اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت ترقی کرے گا۔ اور اس کا وقت آنے اپنی فراست مومنانہ کو ٹھہرایا۔ کیا حضرت بانی سلسلہ نے بھی مبالغہ سے کام لیا یا آپ کی فراست نے غلطی کھائی "مومن کی فراست سے ڈرو وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے"

دیدار کے مرتبے:

مجھے حضرت امیر کو نزدیک یا اندر سے دیکھنے کے جو مواقع میسر آئے وہ کم لوگوں کو ملے ہوں گے۔ اکثر لوگوں نے انہیں باہر سے اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے دیکھا ہوگا ۱۹۲۲ء سے لے کر ۱۹۲۸ء تک چند سال متواتر میں نے گرمیاں حضور کے قدموں میں ڈلہوزی پہاڑ پر گذاریں ان دنوں میں سردیوں میں بھی متواتر لاہور آپ کے پاس رہا میری نوجوانی کے دن تھے زندگی اور دنیا اپنی پوری کشش اور رنگ دھاکر لینے والی چمک سے مجھے اپنی طرف مائل کئے ہوئے تھیں مجھے مذہب سے کوئی شغف یا دلچسپی نہ تھی۔ اس لئے اہل مذہب کی طرف کوئی کشش نہ تھی اس وجہ سے میں نے حضرت امیر کو بڑی آزادی رائے اور تنقیدی طرز سے دیکھا۔

بعد میں ایک لمبا عرصہ مجھے حضور کے ساتھ گذارنے کا تب ملا کہ حضور بمبئی اور کراچی تشریف لاتے رہے ۱۹۴۸ء کے بعد تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے زیارت تو اکثر ہوتی رہتی خدا کے پاس سب نے جانا ہے اپنا اپنا حساب دینا ہے۔ جھوٹ اور مبالغہ اس دنیا میں چل جاتا ہے آخرت میں عذاب الٰہی بن کر گلے کا طوق ہو جائے گا۔ اسی احساس کے ساتھ میں لکھتا ہوں کہ میں نے محمد علی کو اندر اور باہر سے اتنا لمبا عرصہ دیکھا اور خدا گواہ ہے کہ کوئی عیب نہیں پایا۔ ممکن ہے کہ میری آنکھ کمزور ہو یا کوئی پہلو ایسا ہو جو نظر نہ آیا ہو۔ مگر اس لمبے عرصے میں اُن کو اندر اور باہر سے دیکھا مگر خدا گواہ ہے کہ ہیرا ہی موتی پایا۔

عشق و محبت

میں نے جناب محمد علی کو نہ صرف ایک پاک انسان پایا بلکہ حضرت بانی سلسلہ کی طرح انہیں ہر لحاظ سے باطنی حسن و جمال سے آراستہ اور مزین دیکھا اور سیرت اور اخلاق وہ چیزیں ہیں جو دل کو کھا جاتی ہیں۔ میری نوجوانی کے دنوں میں ہی حضور کے اخلاق اور خوبیوں نے میرے دل پر گہرا اثر ڈالا اور میرے دل میں آپ کی عزت اور قدر پیدا کی اور آہستہ آہستہ آپ کے باطنی حسن و جمال نے میرے دل کو اپنا شیدائی بنا لیا عجیب بات ہے کہ جوں جوں مجھے حضور کو زیادہ دیکھنے کا موقع ملا۔ توں توں میرے دل پر اثر بڑھتا گیا۔ نزدیک سے دیکھنا بڑی خطرناک چیز ہے بہت سے بزرگوں کے پول ذرا واسطہ پڑنے اور نزدیک رہنے سے کھل جاتے ہیں۔ میں آپ کے جتنا نزدیک رہا اتنا ہی دل گرویدہ ہوتا گیا۔ ممکن ہے کچھ لوگ سمجھیں کہ چونکہ حضرت امیر سے میرا خاندانی تعلق بھی تھا اس لئے میں ایسا لکھ رہا ہوں بے شک رشتہ داروں کی محبت بھی ہوتی ہے مگر میرے اور رشتہ دار بھی ہیں ان میں سے بہت سے حضرت امیر سے زیادہ نزدیک ہیں میں سب کی قدر اور عزت کرتا ہوں اور اکثر کو بہت خوبیوں سے متصف پاتا ہوں۔ مگر مجھے

ان میں سے بعض کی کمزوریوں اور نقائص کا بھی احساس ہے اس لئے رشتہ داری نے میری آنکھ کو اندھا نہیں کیا۔ ہاں محمد علی کے بے مثل باطنی حسن نے جہاں نے ضرور گرویدہ کر لیا۔ اگر یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے یا کوئی بدظنی کرنا چاہے تو یہ اس کا اختیار ہے۔

بیماری میں صبر و تحمل

اکثر لوگ جو صحت اور خوشی میں اعلیٰ اخلاق پر ہوتے ہیں بیماری اور غم میں تقاضائے فطرت چڑچڑے اور بدمزاج ہو جاتے اور ان کی بعض مخفی کمزوریاں باہر نکل آتی ہیں۔ حضرت امیر نے اپنے مرض الموت کے دن میرے غریب خانہ پر گذارے۔ کاش دنیا میں سات بیمار ایسے ہوں میں رشتہ دار بھی اور جانبدار بھی۔ اس تجربہ کار نرس کی گواہی لیجئے جسے ڈاکٹر صاحبان نے پھر آخری ایام میں حکماً رکھوایا تھا۔ کہنے لگی میں نے ایسا مریض اپنی عمر میں نہیں دیکھا جو اس قدر صبر اور تحمل سے تکلیف کو سہتا ہو اور جو کبھی بدمزاجی نہ کرتا ہو۔ حضور تقریباً سارا عرصہ اس دفعہ بیمار رہے پہلے تنفس کی تکلیف زیادہ تھی۔ اور درد شکم کی کم۔ بعد میں ٹیکوں کی وجہ سے تنفس کی تکلیف کچھ تابو میں آ گئی مگر درد شکم بڑھ گیا تھا جس کی وجہ کسی کو سمجھ نہ آئی۔ کمزوری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی اور نہ صرف گرتی ہوئی صحت کو دیکھ کر بلکہ کچھ اطلاعات آسمانی سے بھی حضرت امیر کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کی وفات نزدیک ہے مگر کیا مایوسی و حزن تھا؟ کیا کوئی جزع و فزع یا اس کا شائبہ بھی کبھی نظر آیا؟ اس کا جواب صرف وہی دے سکتے ہیں جو حضور کو دیکھ رہے تھے۔ دنیا کو چھوڑنے یا بیوی بچوں سے جدا ہونے کا غم ہم نے نہ دیکھا نہ سنا۔

روحانی تعلقات کی فکر اور جسمانی تعلقات سے انقطاع

ہاں جماعت کے انتظامات کا فکر حضور کو ہمیشہ تھا اور غم تھا تو یہ کہ اس کے پیچھے کیا ہوگا اس بارہ میں کئی دفعہ مجھ سے مشورہ بھی کیا اور آخری دم تک خط و کتابت بھی اس بارہ میں کرتے رہے آپ کا عزیز بچہ حامد ناردن ولایت میں کئی سال سے تھا کسی صاحب نے تجویز پیش کی کہ وہ آ کر مل جائے مگر حضور نے منظور نہ کی۔ آخری ایام میں تو حالت اتنی کمزور تھی کہ متعدد بار حضور کے الفاظ یا اشاروں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ۱۵۔ اکتوبر تک جس دن کے لئے میں نے ریلوے کی سیٹیں مخصوص کی تھیں حضور کو زندہ رہنے کی امید نہ تھی مگر پھر بھی کبھی یہ نہ کہا کہ میری لڑکیوں کو لاہور یا لائلپور سے بلالو۔ انقطاع الی اللہ اور دنیا کے تمام تعلقات منقطع ہو جانے کا نظارہ ہماری آنکھوں نے دیکھا۔ آخری چوبیس گھنٹے میں تو یہ انقطاع بالکل مکمل ہو چکا تھا۔

آخری گھڑی اور نفس مطمئنہ کا نظارہ

یوم وفات کو صبح کے وقت ڈاکٹر صاحب دیکھنے آئے اور ٹیکہ لگانے لگے تو حضرت نے فرمایا ڈاکٹر صاحب مجھے اب آرام سے مرنے دیجئے۔ مگر نہ کوئی جزع و فزع نہ رونا نہ آہ و بکا تھا۔ اے خدا تو یہ نفس مطمئنہ ہم کو بھی دے اور جب ہم پر وہ جانکاہ گھڑی آئے کہ اس دنیا اور اس کے عمر بھر کے بنے ہوئے رشتے اور تعلقات ٹوٹتے نظر آئیں اور آگے آخرت کی غیر معلوم دنیا اور اعمال کے نتائج اور محاسبہ کی گھڑی سامنے نظر آئے تو ہمارے دل کو بھی یہی اطمینان اور تسکین ہو مگر ہم کہاں اور محمد علی کہاں

اطلاعات آسمانی

میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ کچھ اطلاعات آسمانی سے بھی وفات کا وقت نزدیک آنے کا یقین حضرت کو ہو چکا تھا۔ یہ حضرت کی ساری عمر کی عادت تھی کہ کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے یا رؤیا و کشوف ہوتے ہیں یہ کسر نفسی کی انتہا تھی۔ سالہا سال تک میں حضور کے قدموں میں رہا اور ان کے اللہ کا دوست ہونے کا دل سے معترف تھا۔ مگر پتہ نہ تھا کہ الہام یا کشف حضور کو ہوتا ہے یا نہیں آخر ۱۹۴۳ء میں بمبئی میں میں نے جرأت کر کے پوچھا تو حضور مسکرائے اور صرف سر ہلا کر قبول کیا۔ میں نے پوچھا کہ اس وقت کیا کیفیت ہوتی ہے تو فرمانے لگے کہ میں اس وقت محسوس کرتا ہوں کہ ایک بڑی زبردست طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اور بے اختیار میری زبان پر کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔

وفات سے دو تین دن پہلے فرمانے لگے (لاہور روانہ ہونے کا ذکر تھا۔) اگرچہ میں نے تو یقیناً یہ دیکھا ہے کہ میں ایک ہوائی جہاز میں آسمانوں میں اڑتا چلا جا رہا ہوں! وفات سے دو روز قبل مجھے بلایا اور فرمایا "آپ جماعت سے میرے لئے دعا کی تحریک کریں۔ اگر میرا آخری وقت آ گیا ہے تو میں ابدی راحت میں جا رہا ہوں مگر اگر ابھی کچھ مہلت اور باقی ہے تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری تکلیف کو کم کر دے" میں نے اسی وقت دعا کی تحریک اور حضرت امیر کی حالت کے خراب ہو جانے کی اطلاع کا تار لاہور انجمن میں دے دیا۔

خدا کی گود میں

صرف ایک موقعہ تھا کہ مجبوری یا ضرورت کے بغیر حضور نے اپنے ایک کشف کا ذکر کیا۔ کرسمس ۱۹۵۰ء میں سالانہ جلسہ کے دو تین دن بعد میں سہ پہر کو حاضر ہوا تو حضرت امیر نہایت خوش نظر آئے فرمانے لگے ابھی دوپہر کو میں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا جس سے میرے دل میں بہت انبساط اور لذت ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس کشف یا رؤیا کو سن کر خود میرے دل پر بھی بہت خوشی اور روحانی لذت کا اثر ہوا اسی وقت ایک صاحب تشریف لے آئے اور میں ان سے ذکر کرنے لگا مگر حضرت امیر نے روک دیا۔

ذکر حبیب

حضرت امیر کے فضائل بیان کرنے کے لئے کتابیں چاہئیں میں صرف چند باتوں کا ذکر کروں گا۔ ایک خصوصیت جس نے میرے دل پر خاص اثر کیا یہ تھی کہ رات کے ۲ یا ۳ بجے سے لیکر جب آپ تہجد کے لئے اٹھتے تھے اگلی رات کے ۱۰ بجے تک کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جس کو حضرت ضائع کرتے ہوں یا کسی مفید کام میں نہ لگاتے ہوں۔ پہلے تو تہجد پڑھتے تھے اور یہ امر واقعہ ہے کہ یا تو ڈلہوزی کی خاموش راتوں میں کبھی میری آنکھ کھلتی تو میں نے کسی بے چین کو گریہ و زاری کرتے سنا یا پھر کراچی میں گرمیوں کے دنوں میں باہر چبوترہ پر میں نے کسی کو ایسی حالت میں دیکھا جسے بیان کرنا مشکل ہے میں اوپر کی منزل پر ہوتا تھا کبھی پچھلی رات آنکھ کھلی تو عجیب آواز کان میں آتی تھی۔ اب گریہ و زاری صرف آہ و بکا نہ رہی تھی بلکہ اس کے ساتھ تسبیح و تحمید و تقدیس مل کر اور خدا جانے اس وقت وہ اس عالم میں ہوتے تھے یا کسی اور میں مگر آواز ایسے انسان کی ہوتی تھی جو دنیا و ما فیہا سے منقطع ہو کر کسی اور عالم میں خدا کی ہستی میں کھو کر اس کے آگے مناجات میں رطب اللسان ہو۔ رمضان کے دنوں میں ۔ ۔ ۔ کے وقت ہم بھی اٹھتے تھے تو سحری کے وقت حضرت جب تشریف لاتے تو اگرچہ آنکھیں رو رو کر لال ہوتی تھیں مگر مجال ہے کہ طبیعت میں علیحدگی یا خشکی ہو۔ اسی طرح ہماری باتوں میں چاہے وہ کتنی گھٹیا ہوں دلچسپی لیتے اور خود بھی بات چیت کرتے۔ یہ دوسرا کمال ہے جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ علیحدہ کچھ کرتے آتے ہوں تکلیف وہ سے تکلیف دہ بات سن کر یا پڑھ کر آئے ہوں مگر دوسروں کے سامنے حضرت اس طرح ہو جاتے کہ گویا کوئی تکلیف یا دکھ انہیں ہے ہی نہیں۔ ہنسنا بولنا اور مستورات اگر خرید و فروخت یا بچوں یا کپڑوں کی باتیں کر رہی ہیں تو اس میں اس طرح دلچسپی لینا کہ گویا ان سے بڑھ کر عمدہ بات کوئی نہیں ہو سکتی۔ دوسروں کا دل اس طرح رکھنا یہ وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جن پر ساری عمر قائم رہنا بذات خود ۔ ۔ ۔ ۔ ہے۔

باوجود عبادت و ریاضت اور دن رات کے جہاد کے اور باوجود طبیعت پر بڑے بڑے بوجھوں اور تکالیف کے حضرت امیر طبیعت کے بہت شگفتہ اور خوش مزاج تھے۔ شروع میں تو بہت ہی پر مذاق تھے اور مہذب لطیفے کہنے اور پاکیزہ مذاق کرنے کی عادت تھی۔ بعد میں آن کر یہ رنگ کچھ کم ہو گیا تھا۔ مگر خوش مذاقی اور مہذب لطیفہ گوئی آخر تک رہی۔ زاہد خشک ہرگز نہ تھے۔ ۔ ۔ ۔ اور اس فرمان پر تو ہمیشہ عمل تھا کہ اگر تم اور کچھ نہیں کر سکتے تو لوگوں کو مسکرا کر ملو۔

ایک اور بڑی خصوصیت یہ تھی کہ تمام عرصہ میں جو تقریباً چالیس سال کا ہے میں نے حضرت امیر کی زبان سے آج تک کسی کی برائی یا غیبت نہیں سنی۔ ایسے بھی لوگ تھے جن سے مدتوں ان کو

سخت تکلیف اور ایذا پہنچی مگر آج تک کسی انسان کی برائی یا غیبت انہوں نے نہیں کی۔ بلکہ بعض دفعہ ایسے ایذا دینے والوں کی برائی میں نے کی تو بھی اس کے جواب میں حضور نے کچھ نہ فرمایا یہاں تک کہ کسی بھی رنگ میں میری بات کی تائید نہیں کی زیادہ سے زیادہ جو میں نے سنا وہ ایک دفعہ ایک صاحب نے ایک نہایت تکلیف دہ اور گستاخ خط لکھا تو مجھے پڑھنے کو دیا اور فرمایا تو یہ کہ "خدا جانے میری شامتِ اعمال کب ختم ہوگی"

یا ایک دفعہ ایک صاحب جنہوں نے ان کو بہت دکھ اور ایذا پہنچائی ان کی نسبت فرمایا " ان صاحب نے بھی عجیب طبیعت پائی ہے" ایک بزرگ کی نسبت ان کو بہت حسنِ ظن تھا اور جب بار بار انہوں نے ایسے خطوط لکھے جن سے حضرت کے دل کو تو خدا جانے کتنا دکھ پہنچا ہوگا مجھے خود از حد تکلیف ہوئی تو صرف اتنا فرمایا "خدا جانے یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں"

آپ کا وصال اور میری ذات پر اثر:

۱۳۔ اکتوبر ۱۹۵۱ء یعنے عین محرم کی دسویں تاریخ کو ہم سے رخصت ہو گئے۔ جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے ان کی وفات سے میری روحانی زندگی کو نقصان عظیم ہوا ہے۔ حضرت کی موجودگی ان کی روحانی طاقت، ان کا نمونہ، ان کی تحریکات ان کے خطبات، ان کے لیکچر بلکہ ان کی باتیں میری دنیاوی زندگی میں دینی رنگ پیدا کرتی تھیں۔ اب وہ آواز اور قلم خاموش ہے میں جو کہ دنیا کی حیوانی زندگی میں پڑا رہتا اسے حضرت نے ہنکا ہنکا کر کچھ نیکی اور خدمتِ دین کرالی۔ اب وہ رہنما نہ رہا۔ شاید میرا نفسِ امارہ تو خوش ہوگا کہ اب کوئی موثر تحریکات کر کے چندہ مانگنے والا نہیں رہا۔ یا میرے ساتھ رہ کر دینی خدمات پر لگانے والا چلا گیا۔ اب دنیا کی زندگی تو آرام کی ہوگی۔

؎ عاقبت کی خدا جانے ۔۔

میں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہیں دیکھا۔ حضرت نورالدین صاحب کا زمانہ نہیں پایا۔ وہ بزرگ تو خدا جانے کس شان کے ہوں گے۔ میں نے صرف حضرت امیر کو دیکھا اور خوب اندر باہر سے دیکھا۔ میرے لئے تو اب ایسا انسان پیدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ زمانہ ... آتے اور اس کو شاید میری نگاہیں نہ دیکھ سکیں۔ اللہ تعالےٰ کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے ایسے بے نظیر حسن و احسان سے متصف انسان کو مجھے دیکھنے اور اس کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے کا موقعہ دیا۔ لاکھوں کروڑوں انسان ہیں جو اس نعمت سے محروم رہے میں اس رنگ میں بہت خوش نصیب تھا!

بقیہ: اُن کی باتیں یاد آتی ہیں!

کے اس شعر کی تفسیر تھی۔ ؎

اندریں وقتِ مصیبت چارہ ہائے ما بیکساں
جز دعائے مامداد و گریۂ اسحار نیست

ہماری بدنصیبی کہ ہم ان دعاؤں سے بھی محروم ہو گئے۔

میں نے ایک مرتبہ اپنی ایک بیماری میں آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے مجھے لکھا کہ تمہاری صحت کے لئے دعا کرنا تو اب میرے لئے ایک ورد ہو گیا ہے۔ پھر ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ میں ۔۔۔ میں دعا کر رہا تھا تو بے ساختہ میرے منہ سے الفاظ یوں نکل گئے "یا اللہ میرے بیٹے سعید کو شفا بخش" میں نے عرض کیا میں تو اپنے آپ کو ہمیشہ آپ کا بچہ ہی سمجھتا تھا اچھا ہوا کہ اللہ میاں نے اپنے ۔۔۔ سے اس پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی میں اسے اپنی زندگی کی ایک بہت بڑی قیمتی دولت سمجھتا ہوں کہ آپ کو میرے ساتھ اس قدر محبت تھی!

میں گذشتہ سال وسط ستمبر میں پاکستان سے باہر جا رہا تھا جس روز مجھے جانا تھا کراچی کے ہوائی اڈہ پر پہنچا تو تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر بھی محترمی میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کو ہمراہ لئے ہوئے تشریف لائے۔ جہاز کی روانگی میں دیر تھی قریباً دو گھنٹے بیٹھے رہے اور بھی کئی لوگ وہاں پر تھے۔ کلام الہٰی اور دین حقہ کے متعلق ہی گفتگو فرماتے رہے ۔۔۔ میں سفر میں ہی تھا کہ ان کی شدید بیماری کی اطلاع ملی لیکن جب میں نومبر میں واپس آیا تو آپ روبصحت تھے۔

اس سال دوبارہ مجھے انہی ایام میں وطن سے باہر یورپ آنے کا اتفاق پیش آگیا۔ اور کراچی میں آپ سے ایسی حالت میں ملاقات ہوئی جب آپ بظاہر مرض کے دوسرے شدید حملے سے بھی اچھے ہو رہے تھے اور یہ خیال نہ تھا اور نہ ہی دل اس بات کو قبول کرتا تھا کہ میری آپ سے یہ آخری ملاقات ہوگی۔ ۱۳ ستمبر کو قبل از دوپہر جب میں آپ کی خدمت میں وداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو آپ کرسی پر تشریف رکھتے اور خط پڑھ رہے تھے مجھے کھانے کے لئے انگور دیئے اور کچھ گفتگو کے بعد مجھے ایک سیٹ کتابوں کا ہمراہ لے جانے اور کسی لائبریری میں پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اور موزوں لائبریریوں کے پتے اگر میں لکھوں گا تو اور سیٹ بھی بھجوا دیں گے اس ملاقات میں جو گفتگو ہوئی۔ وہ آپ کی اسی دلی تڑپ اور زندگی کے اسی مقصد وحید کے ساتھ تعلق رکھتی تھی کہ کسی طرح سے اکناف عالم میں کلام الہٰی کے تراجم اور دین حقہ کا پیغام جلد سے جلد پہنچ جائے۔

مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ صحت کی ایسی حالت میں بھی صرف ایک ہی غم ہے جو آن کے دل کو کھا رہا ہے کہ یہ کام کہیں ادھورا نہ رہ جائے۔ جب میں نے رخصت چاہی تو آپ کرسی سے اٹھنے لگے میں نے ہر چند روکا۔ مگر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ یہ شاید ہماری آخری ملاقات ہو بیٹھے بیٹھے میں آپ کو کیسے رخصت کر دوں۔ پھر مجھ سے بغلگیر ہوئے اور حقیقت میں یہ آخری ملاقات ہی ثابت ہوئی کیونکہ اس کے ایک ماہ بعد ہم سب سے ہی رخصت ہو گئے۔ آپ کا وجود خاکی تو ہم سب سے ہمیشہ کے لئے مستور ہو گیا ہے لیکن آپ کا کام زندہ رہے گا اور آپ کی بلند پایہ تصنیفات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک چشمۂ فیض کی حیثیت سے باقی رہیں گی جن سے ہزارہا بندگانِ خدا اور متلاشیانِ حق اپنی پیاس بجھاتے رہیں گے۔

اس مبارک انسان کے ہم پہ بہت کچھ احسانات ہیں لیکن میرے نزدیک اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس کی محنت اور عرق ریزی کی بدولت ہم نے ۔۔۔۔ کی تفسیر کو عملی صورت میں دیکھا اور علم دین جو صدیوں سے طبقۂ علماء کی حدود اور ملک میں محدود تھا اس کا حصول ہر لکھے پڑھے آدمی کی حد استطاعت میں لا کر رکھ دیا گیا۔ یہ ایسا فیض ہے جو کبھی بھی بند نہ ہوگا۔ اور آنے والی نسلیں محمد علی کا نام ابد تک عزت اور احترام کے ساتھ یاد کریں گی اور اس کی روح پر برکتیں بھیجیں گی۔ ہم اپنے ماں باپ کو تو بھول سکتے ہیں لیکن ہماری ہر صبح اور ہماری ہر شب جب ہم اس کی تفسیر یا کوئی کتاب ہاتھ میں لیتے ہیں اس کی یاد ہمارے سینوں میں تازہ ہو جاتی ہے اور ہماری زبانوں سے بے ساختہ اپنے اس بڑے محسن کے لئے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کے مرقد پر رحمتیں نازل فرمائے۔ اور موت کے دروازہ سے گذرنے کے بعد اس زمرہ صالحین میں جہاں اس کا مقام ہے ہمیں بھی شامل فرمائے۔ آمین!

بقیہ حضرت والد صاحب کے متعلق انگریزوں کی رائیں۔

۴۔ مسٹر رولینڈ جو کہ جنرل الیکٹرک کمپنی میں ایک معزز عہدے پر فائز ہیں لکھتے ہیں:

"ہماری دلی ہمدردی اس صدمے میں آپ کے ساتھ ہے"

اس کے علاوہ اور بھی بہت لوگ ہیں جنہوں نے خطوط لکھے ہیں۔

(خاکسار حامد فاروق)

عبدالمجید سالک صاحب غیر از جماعت مشاہیر کے تاثرات

جناب محمد علی

(خدا اُن پر رحمتیں نازل کرے)

۱۹۱۲ء کا ذکر ہے میں بعض دوستوں سے ملاقات کرنے کے لئے بٹالہ سے قادیان گیا اور ایک عزیزہ کے علاج کے سلسلے میں حکیم نورالدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا صبح کا وقت تھا حکیم صاحب اپنے مکان کے صحن میں تشریف رکھتے تھے بہت سے عقیدتمند اور ضرورتمند لوگوں کا جمگھٹا تھا۔ کوئی نبض دکھا رہا تھا کوئی طب کی تعلیم حاصل کرنے کا خواہاں تھا۔ کوئی کسی دینی مسئلے کے متعلق استفادے کی غرض سے آیا بیٹھا تھا۔ میں بھی انہی لوگوں میں بیٹھ گیا جب میری باری آئی تو میں نے اپنی عزیزہ کے لکھے ہوئے حالات پیش کیئے جن میں مرض کی کیفیت مفصل درج تھی۔ حکیم صاحب نے ان حالات کو غور سے پڑھتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے۔ میں نے عرض کیا بٹالہ سے۔ پوچھنے لگے کس محلے میں رہتے ہو۔ جواب دیا ہاتھی دروازے میں۔ پوچھا۔ ککے زئی ہو۔ عرض کیا۔ ہاں۔ پوچھا کس خاندان سے ہو۔ میں نے بتایا کہ میاں میر محمد میرے دادا ہیں۔ چونک کر کہا۔ وہی میاں میر محمد جو صبح سے شام تک لوگوں کو مفت پڑھاتے ہیں۔ میں نے مسکرا کر کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ تو ہمارے دوست ہیں اور تم ہمارے بچے ہو میاں کس کے پاس ٹھہرے ہو۔ میں نے عرض کیا قاضی اکمل صاحب کے پاس مسکرا کر کہا جی ہاں شاعر تو شاعر ہی کے پاس ٹھہرے گا۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک صاحب حکیم صاحب سے ملنے آئے سر پر ترکی ٹوپی چہرے پر سیاہ داڑھی لمبا فراک کوٹ اور شلوار پہنے حکیم صاحب نے سب کام چھوڑ چھاڑ ان کی طرف توجہ فرمائی دو تین باتیں کر کے فرمایا یہ نوجوان عبدالمجید سالک ہیں بٹالہ کے مولوی میر محمد صاحب کے پوتے ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا محمد علی صاحب سے ملو۔ میں نہایت نیازمندی سے ملا۔ یہ تو مدت سے سن رہا تھا کہ محمد علی ایم اے ایل ایل بی انگریزی زبان کے بڑے ماہر ہیں۔ اور کلام الٰہی کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں لیکن ملاقات آج ہی ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے حکیم صاحب سے کلام الٰہی کے بعض مقامات کے معنی دریافت کیئے۔ بعض الفاظ کے مطالب پر گفتگو کی اور میرے ساتھ نہایت شفقت سے مصافحہ کر کے چلے گئے۔

اس کے بعد محمد علی صاحب سے میری ملاقات اسوقت ہوئی جب میں لاہور میں زمیندار کا ایڈیٹر مقرر ہوا۔ اس زمانے تک مولوی ظفر علی خان اور ڈاکٹر اقبال، محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین ڈاکٹر یعقوب بیگ، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ اور شیخ رحمت اللہ سے دوستانہ تعلقات تھے۔ لیکن ان بزرگوں سے میری ملاقات گاہے گاہے ہوا کرتی تھی۔ "انقلاب" کے جاری ہونے کے بعد محمد علی صاحب سے اکثر ملاقاتیں ہوتیں وہ احمدیہ بلڈنگس میں جامع سے متصل مکان میں رہتے تھے اور میں کبھی کبھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ وہ مجھ پر بیحد شفقت فرماتے اور "انقلاب" کی دینی و سیاسی خدمت کی بے حد تعریف فرماتے۔

جناب محمد علی صاحب حضرت صاحب کی صحبت سے نہایت سچے اور پکے۔۔۔ بن گئے اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کے قلب و دماغ میں دین حقہ کی عظمت کچھ اس طرح جاگزین ہوئی کہ آپ نے اپنی پوری زندگی اس کی تبلیغ کے لئے وقف کر دی۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین میں بسر ہوا۔

کلام الٰہی کے انگریزی ترجمہ کے علاوہ انہوں نے دینی مسائل پر بے شمار کتابیں لکھیں جن میں سے میرے نزدیک بہترین کتاب ریلیجن آف۔۔۔ ہے جس کو پڑھنے کے بعد ایک انگریزی دان شخص دین کے متعلق اتنی معلومات حاصل کر لیتا ہے جو فارغ التحصیل مولویوں کو بھی نصیب نہیں ہوتیں۔

کوئی پندرہ سال سے محمد علی صاحب مسلم ٹاؤن میں رہتے تھے جہاں میرا غریب خانہ بھی ہے اس لئے مجلسوں اور تقریبوں میں ان سے اکثر ملاقات ہوتی تھی اور ان کی بزرگی اور تقدس کے باوجود میں ان کی خدمت میں خاصا بے تکلف تھا بلاشبہ وہ احمدی تھے لیکن دوسرے طبقوں کے ساتھ ان کے تعلقات نہایت مخلصانہ و برادرانہ تھے۔ ایک اس لئے کہ وہ احمدیوں کی اس شاخ کے امیر تھے جس کے عقائد میں تشدد نہیں دوسرے اس لئے کہ ان کی طبیعت اصلاً صلح پسند تھی۔ وہ تمام تحریکات میں ہمدردانہ حصہ لیتے تھے کسی کی تکفیر کے روادار نہ تھے کیونکہ ان کے نزدیک تکفیر اور تبلیغ میں تضاد تھا۔ وہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیائے مغرب کو بھی دین حقہ کا پیغام دیتے تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر اعتبار سے اس پیغام کے پہنچانے کی اہلیت رکھتے تھے وہ صرف عالم دین نہ تھے بلکہ ایک عالی پایہ مفسر اور مجتہد بھی تھے۔ اعلیٰ درجہ کے انگریزی دان تھے اور مغربیوں کے ذہنوں کو خوب سمجھتے تھے۔ انہوں نے دین حقہ کو مغربی تعلیم یافتہ طبقوں اور خود مغربیوں تک ایسے رنگ میں پہنچایا کہ وہ بے اختیار اس مذہب کی عظمت کے قائل ہو گئے میں سمجھتا ہوں کہ ممالک مغرب کے صدہا طالبان حق محمد علی کے مقالات اور کتابوں کو پڑھ کر دین حقہ میں شامل ہوئے اور یہ محمد علی ہی کی مساعی کی برکت ہے کہ آج ممالک مغرب میں دین حقہ کا نام احترام سے لیا جاتا ہے۔ اور شاذ و نادر ہی کسی شخص کو دین حقہ کی مخالفت کی جرأت ہوتی ہے دین حقہ کی بے لوث خدمت اور اس میں مدت العمر انہماک یقیناً محمد علی کی مغفرت کا باعث ہو گا۔ کیونکہ خالق کائنات اپنے دین کے مخلص خادموں کی سعی و جہد کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

اس میں شک نہیں کہ عقائد میں ان کے اور عام مسلمانوں کے درمیان تھوڑا سا فرق تھا۔ لیکن وہ فرق اتنا سنگین ہرگز نہ تھا کہ لوگ ان کی خدمات دینی کو فراموش کر دیں اور ان کی قدر نہ کریں۔ مجھے یہ دیکھ کر بے حد صدمہ ہوتا ہے کہ آجکل کے زمانے میں جب کہ اخبارات اور ریڈیو معمولی معمولی کارکنوں اور شاعروں اور ادیبوں کے انتقال پر صفحوں کے صفحے سیاہ کر ڈالتے ہیں اور تقریریں کر کر کے سامعین کا مغز چاٹتے ہیں محمد علی جیسے عظیم انسان کے انتقال پر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اخبارات و رسائل ان کے حالات زندگی اور ان کی تبلیغی خدمات پر مسلسل مقالات شائع کرتے۔ اور ریڈیو پر ان کے کام کے متعلق متعدد تقریریں کرائی جاتیں لیکن اکثر اخباروں نے صرف ان کے انتقال کی معمولی سی خبر چھاپنے پر اکتفا کیا۔ اور شاید دو تین اخباروں نے نوٹ لکھے۔ جو پندرہ بیس سطروں سے زیادہ کے نہ تھے۔ یہ زمانے کی ناقدردانی اور بدمذاقی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین

لاہور کی جماعت کے امیر محمد علی صاحب نے دین حقہ اور کلام الٰہی کی جو خدمت کی ہے اس سے کون واقف نہیں سب سے زیادہ میں ان کی انگریزی تالیف ریلیجن آف۔۔۔ سے متاثر ہوا۔ اسکی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ موجودہ زمانے کے رجحانات اور طریقۂ فکر و نظر کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے میں اس کتاب کو مولانا کا۔۔۔ ایک بہترین تحفہ اور ناواقفان مذہب کے لئے نہایت با اثر پیغام تصور کرتا ہوں" (نواب بہادر یار جنگ)

"کسی زندہ انسان نے دین حقہ کی تجدید کیلئے لاہور کے۔ محمد علی صاحب سے زیادہ قیمتی اور طویل خدمات انجام نہیں دیں ان کے تصنیفی کارناموں کیوجہ سے تحریک احمدیت ایک خاص شہرت اور امتیاز کی مالک بن گئی ہے میری رائے میں یہ کتاب ان کی سب سے اچھی تصنیف ہے یہ دین حقہ کی تصویر ایک ایسے شخص کے قلم سے ہے۔۔۔ جس کے دل میں گذشتہ پانچ صدیوں کے دین حقہ کے انحطاط کا درد ہے اور جس کے دل میں اسکی نشأۃ ثانیہ کیلئے ایک امید ہے جس کے آثار اب چاروں طرف نظر آتے ہیں" (مارماڈیوک پکتھال)

بیگم صاحبہ میاں فضل احمد صاحب

شیریں لمحات کی یاد

انگریزی میں مثل مشہور ہے کہ تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتی ہے ۱۹۵۱ء کے محرم الحرام نے تیرہ سو سال کے پچھلے واقعہ کو ایک نئے رنگ میں دہرایا۔ اس عاشق زار نے جو تمام عمر تیغ قلم کے ساتھ دشمنانِ دین کے ساتھ جہاد کرتا رہا اپنا علم اپنا مال سب کچھ قربان کرنے کے بعد اپنی آخری قربانی بھی پیش کر دی اور تمام دنیا کو دکھا دیا کہ محمد علی ایک ایسا مجاہد تھا جو صدیوں بعد ایک بار آتا ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دنیا کا یہ روشن ستارہ ہماری فانی نظروں کے سامنے غروب ہو گیا لیکن حیاتِ ابدی کے آسمان پر ہمیشہ کے لئے تاروں کے جھرمٹ میں شامل ہو گیا۔

اس دنیا میں جب تک کلام اللہ کو پڑھنے والے موجود ہیں جن کی تعداد خدا کے فضل سے بڑھے گی یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ اس نور سے خالی نہ رہے گا۔ کلامِ الٰہی کے اس سچے عاشق کا نام اور کام زندہ رہے گا۔ اور آنے والی نسلیں آپ پر عقیدت کے پھول نچھاور کریں گی۔ اس عظیم الشان ہستی کو جس نے جتنا قریب سے دیکھا اتنا ہی پاک وصاف و روشن پایا ہم بہن بھائیوں نے کبھی یہ محسوس نہ کیا کہ ہمارے اباجی اپنی معرکۃ الآراء تصانیف یا اپنی گوناگوں مصروفیتوں کی وجہ سے کوئی غیر معمولی ہستی ہے۔

ہوش سنبھالا تو اباجی کو اپنی ہر تکلیف اور نہایت معمولی معصوم خوشیوں میں ہر طرح ایک ہمدرد و شریک پایا کھیل کود تعلیم و تربیت میں وہ اس طرح دلچسپی لیتے تھے کہ اب میں حیران ہوتی ہوں کہ آپ وہی ہستی تھے جس کے دماغ اور قلم سے علم کا بیش بہا دریا بہہ رہا تھا۔ اور ایسے ترش رو اور خشک زاہد نہ تھے کہ لوگ بات کرتے ہوئے ڈریں ……۔ انہوں نے اپنے تمام فرائض بحسن و خوبی نبھائے وہ اپنی بیوی کے صحیح معنوں میں رفیق اپنی اولاد کے شفیق باپ اپنے عزیزوں اور جماعت کے سچے ہمدرد و غمخوار تھے۔

ہماری ادنیٰ جسمانی و روحانی ضروریات کی ان کو فکر تھی بیمار ہوتے تو خود ٹمپریچر لیتے اپنے ہاتھ سے دوا پلاتے ان کو معلوم تھا کہ تعلیم میں کون سا بچہ کس مضمون میں کمزور ہے صبح ہمارے سکول یا کالج پہنچنے کی ہم سے زیادہ فکر ان کو ہوتی تھی۔ آہ کیسی مبارک وہ بیماریاں تھیں جن کا تیماردار وہ پیارا وجود تھا اور کیا ہی شیریں وہ تعلیم تھی کہ جس کا نگران و معلّم با کمال تھا۔ ہماری ہر خوشی کھیل میں دلچسپی لیتے۔ قیام ڈلہوزی میں ہم اکثر بہن بھائیوں اور دیگر عزیزوں کو جو وہاں موجود ہوتے یہ شوق اٹھتا کہ پکنک پر چلیں اباجی کے سامنے تجویز پیش ہوتی تو فوراً مان لیتے اور بخوشی ہر طرح کا انتظام خود کرتے بچوں کے لئے گھوڑے اور کسی کے لئے ڈانڈی کا انتظام ہوتا اس طرح ہم لوگ ہنستے بولتے پہاڑی راستوں پر چل پڑتے وہاں جا کر کچھ دیر ہمارے ساتھ وقت گذارتے اور پھر ایک طرف کتاب یا کوئی کام لے کر بیٹھ جاتے۔ ادھر … کا وقت ہوا اور آپ جھٹ اٹھ کھڑے ہوتے سب کو اکٹھا کیا۔ وضو کئے گئے …… ہوئی۔ صفیں درست کرائیں اور …… پڑھائی آج بھی وہ پہاڑ جنگل چشمے اور سبزہ زار اس خوش الحان عاشقِ کلامِ الٰہی کو یاد کرتے ہونگے جن کی آواز سننے کو ہمارے کان ترس رہے ہیں۔

لیکن ٹھہریے ان کی دلچسپیاں صرف تصنیفات یا اپنے سلسلے کے کاموں تک محدود نہ تھیں ان کے اندر ایک بے پناہ قوتِ کار تھی اور وہ دن بھر اپنے کام بخوبی کر جاتے جو معمولی انسان مہینوں نہ کر سکیں۔ پھول و پھل سے بے حد لگاؤ تھا۔ ڈلہوزی میں اور لاہور میں دارالحمد میں نہایت شوق سے پھلوں کے درخت لگاتے۔ اللہ تعالےٰ نے انکے ہر کام میں ایسی برکت دی کہ اہل ڈلہوزی سخت متعجب تھے کہ سات ہزار فٹ کی اونچائی پر ایسا عمدہ پھل کس طرح پیدا ہو گیا اور پھر کوئی اعلیٰ درجہ کے مالی کام کرنے والے نہ تھے کوئی پہاڑی آدمی نوکر رکھ لیا اس سے اپنی خداداد قابلیت اور سمجھ سے کام کروانے میں کامیاب رہتے۔

ابھی اپنی میز پر نہایت انہماک سے کسی اہم تصنیف میں مشغول ہیں بارش شروع ہو گئی۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اباجی نے چھتری لی ہوئی ہے اور پہاڑ پر دیکھ بھال کر رہے ہیں کہ پانی ٹھیک راستے سے بہہ رہا ہے کہیں کسی چیز کو نقصان تو نہیں پہنچ رہا۔ اور دوسرے لمحے اپنے کام میں محو ہیں۔

آہ میں اس کامیاب انسان کی زندگی کے کس کس پہلو کو بیان کروں میرے پیارے اباجی کو ہم سے جدا ہوئے دنوں سے ہفتے اور ہفتوں سے مہینے ہونے لگے۔ جوں جوں وقت گذر رہا ہے احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ وہ کیا نعمت تھی جو ہم سے چھن گئی۔ ایک ستون تھا جس کے سہارے ہم کھڑے تھے ایک سائبان تھا جس کے نیچے ہمارے لئے ہمدردی، محبت، شفقت اور نصیحت سب کچھ مہیا تھا

خاک مرقد پہ تری لے کے یہ فریاد آؤں گی
اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گی۔

حضرت والد صاحب کے متعلق اعلیٰ پایہ کے انگریزوں اور امریکیوں کے آراء

——— حامد فاروق فرزند ارجمند حضرت امیر

انگلستان آ کر مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ باہر کے ملکوں میں والد صاحب کی کس قدر عزت ہے۔ اور یہاں آ کر ان کے کام کی عظمت کا اندازہ ہوا۔ کیا ملک عرب کے تاجر اور کیا حکومتِ شام اور ترکی کے افسر جو کہ یہاں آتے جاتے ہیں سب کے دل میں ان کی محبت اور ان کی کتابوں کی قدر ہے۔ اکثر لوگ تو بعض دفعہ اتنی تعریف کرتے ہیں کہ میں خود حیران رہ جاتا ہوں۔ آپکی وفات پر میرے پاس بے شمار خطوط ہر قسم کے لوگوں سے آئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ مسٹر ایل جبارڈ ائٹ — جو کہ ہندوستان میں اعلیٰ عہدوں پر رہ چکے ہیں (صوبہ سرحد کے ریونیو کمشنر اور ریاست بڑودہ کے انگریز ریذیڈنٹ) ……۔ "آپ کے والد صاحب نے جو کام کیا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مجھے ان کی وفات کا سن کر از حد صدمہ ہوا۔ اور خاص کر آپ کا خیال آیا یقین جانیے کہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ آپ کا گھر سے اتنی دور اس خبر کو سن کر کیا حال ہوا ہوگا میری دعا ہے کہ آپ بھی ان کے نقشِ قدم پر چلیں مہربانی کر کے میرا اظہارِ افسوس اپنی والدہ صاحبہ تک ضرور پہنچا دیں۔ اگرچہ وہ مجھے نہیں جانتیں"۔

۲۔ مسٹر آئی ٹائینڈال بائیکو

جو کہ ہندوستان میں عیسائی مشنری رہ چکے ہیں:

"یہ تو میرے دل میں تمنا ہی رہے گی کہ آپ کے والد ماجد سے ملتا۔ وہ ضرور ایک بہت ہی عظیم الشان آدمی تھے۔ وہ اپنا ایک بہت ہی گہرا نشان پاکستان دنیا پر چھوڑ گئے ہیں اور جوں جوں وقت گذرے گا وہ اتنا ہی زیادہ نمایاں ہوگا"۔

۳۔ مسٹر جیسے ایوانز

ایک امریکن نومسلم جو امریکن ایئر فورس کے ساتھ انگلستان میں مقیم ہیں:

"مجھے ابھی آپ کے والد صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ ایسے وقت میں میرے پاس کوئی الفاظ نہیں کہ اپنے غم کا اظہار کروں اور آپ سے ہمدردی کروں آپ کے اور آپ کے خاندان کے ذاتی نقصان سے زیادہ تو یہ پاکستان کا نقصان ہے"۔ (بقیہ ص ۹ کالم ۲ پر)

خدا اُن پر رحمتیں (نازل کرے)

حضرت امیر اور مذہبی انقلاب

جناب میاں فضل احمد صاحب

حضرت امیر محمد علی صاحب کو اپنی تصنیفات سے وہ ابدی زندگی حاصل ہوئی جس کی روشنی سے دنیا کا ہر گوشہ منور رہے گا۔ ایسی درخشندہ شخصیت کے سوانح حیات لکھنے کے لیئے ایک مسلم الثبوت انشاء پرداز کا قلم درکار ہے وہ بیک وقت ایک عالی پایہ مصنف بھی تھے اور عالم بھی۔ اگر انسان کے کارنامے اس کی عظمت کا معیار ہو سکتے ہیں تو حضرت امیر۔۔ کو تاریخ میں وہی مقام حاصل ہو گا جو انہیں دنیائے۔۔۔۔ کے دلوں میں حاصل ہے۔ اس انسان کے حیرت انگیز کارناموں کا جواب نہیں ملتا جس نے کمال بے سروسامانی کے عالم میں ایک ربع صدی کی مختصر مساعی سے دین حقہ پر بڑی ضخیم اور مستند کتابیں لکھیں اور ایک ایسی انجمن کی داغ بیل رکھی جس کی جماعتیں دنیا کے قریبًا تمام بڑے ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت محمد علی صاحب کا یہ معجزہ ان کی اپنی کوششوں کا مرہون منت ہے انہوں نے اپنی زندگی میں اس انجمن کو مستحکم بنیادوں پر قائم کیا اور ترقی و بقا کے راستے پر گامزن ہوتے دیکھا۔ ان کی تصنیفات جنہیں عالمگیر شہرت حاصل ہوئی دنیا کے طول و عرض میں پھیل گیئں۔

آنکی موت کی خبر نے جماعت احمدیہ کو بالخصوص اور اہل دین کو بالعموم فرط غم سے نڈھال کر دیا لیکن غمزدوں نے جلد ہی سنبھالا لیا اور سراسیمگی کی جگہ بانیٔ انجمن کے کام اور اس کے مشن کو جاری رکھنے کے لیئے عزم بالجزم کا ایک بے پناہ جذبہ اور شوق پیدا ہوا۔ ان کا محیر العقول کارنامہ زمانہ مستقبل کے تاریخ نگار کی پریشانی کا موجب ہو گا اس لیئے کہ ان کی کامیابی کا راز معلوم کرنے میں اسے کئی ایک متضاد کیفیتوں سے دوچار ہونا پڑے گا قدرتی طور پر وہ خیال کرے گا کہ یہ عالی پایہ مصنف اور لاہور کی منتشر جماعت احمدیہ کا بانی یقینًا پرلے درجہ کا متعصب ہو گا لیکن اسے پتہ چلے گا کہ محمد علی جدید نکتہ نظر کا مالک تھا اور اس کی شخصیت کو مذہبی جنون وغیرہ سے کوئی دور کی بھی نسبت نہیں تھی۔ اسے یہ خیال بھی ہو گا کہ شاندار احمدی تحریک کا یہ علمبردار پلیٹ فارم پر ہیجان برپا کر دینے والا آتش بیان مقرر ہو گا لیکن جناب۔۔۔۔ محمد علی کی ذات ہیجان آور اوصاف سے مبرا تھی۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا تاریخ نگار اس انسان کو جسے دنیا نے سر آنکھوں پر جگہ دی محیر العقول قسم کی ان خوبیوں کا حامل قرار دے جو قبول عام کی کفیل ہوتی ہیں لیکن اسے واضح ہو جائے گا کہ۔۔۔۔ محمد علی شہرت پسندی سے دور ایک الگ تھلگ رہنے والا انسان تھا اور اس میں وہ اعلیٰ خوبیاں تھیں جو دلی عقیدت کی متقاضی ہوتی ہیں۔

اگر ان میں ذاتی طمع ہوتی تو وہ کسی ہائیکورٹ کے جج ہو گئے ہوتے اور انہیں کسی طرح دولت کی کمی نہ رہتی۔ مگر انہوں نے دولت سے بے نیاز ہو کر بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ کام کرنے کا فیصلہ کیا اور اس نصب العین کا آغاز کیا جس کے حصول کی صورت انہیں اپنے اوائل زندگی میں بظاہر غیر اغلب معلوم ہوتی ہو گی۔ دین حقہ کے عظیم الشان مقصد کی یہ بے لوث تشنگی نہ صرف ان کی کامیابی کا باعث ہوئی بلکہ اس سے ان کی تصنیفات کو بے حد مقبولیت اور عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ قادیان کے مقام پر انہوں نے اپنی تصنیفات کے سلسلہ کا آغاز کیا اور ان تصنیفات کی بدولت ہی انہیں موجودہ بلند مقام حاصل ہوا ہے

آپ کی تصنیفات کا سب سے بڑا کارنامہ جو ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گا وہ پائیدار مذہبی انقلاب ہے جو آپ کی دعوتِ دین حقہ سے پیدا ہو گیا ہے۔ لاکھوں کروڑوں لوگ کلام الٰہی پڑھتے رہے مگر اس کی اصل حقیقت سب سے پہلے آپ کی تصنیفات نے ہی آشکارا کی اور ہر ایک کے دل میں یہ بات اتر گئی کہ ہماری دینی اور دُنیاوی فلاح و بہبود کی صرف وہی راہ صحیح ہو سکتی ہے جو کلام الٰہی کی رہنمائی سے کھلی ہو۔ آپ نے نہ صرف اس بات کی پکار بلند کی بلکہ قومی زندگی کی ہر بات میں کلام الٰہی کی تعلیم کو پیش کیا اور ہر طرف سے توجہ ہٹا کر قوم کو صرف مذہب کی سچی راہ پر لگا یا۔ لوگوں نے گو احمدیت کی وجہ سے ظاہرا طور پر ان کی مخالفت بھی کی لیکن رفتہ رفتہ سب نے کلام الٰہی کی تعلیم کے آگے سر جھکا دیا اور آج تمام لوگوں پر جو رنگ چھا رہا ہے خواہ وہ سیاسی شکل میں ہو یا کسی اور رنگ میں آپ کی تصنیفات کا کرشمہ ہے۔ آپ کی تصنیفات نے سب سے زیادہ یادگار اور حیرت انگیز اثر انگریزی خوان اور تعلیم یافتہ لوگوں پر کیا۔ ان میں سے ہر شخص نے محسوس کیا کہ ہم لوگ اپنے اصلی فرض کو آج تک بھولے ہوئے تھے تعلیم یافتہ جماعت کا یہ حال ہوا کہ یا تو یہ گروہ مذہب کے نام سے بیزار تھا یا اب ہزاروں سر بسجود ہو گئے۔ آپ کا انگریزی ترجمہ۔۔۔ ۹۱۸ء میں نکلا اور اس شان سے نکلا کہ تمام ملک کی نظریں بے اختیار اس کی جانب اٹھیں۔ یہ ترجمہ ہر لحاظ سے نیا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اسکی مقبولیت عام ہوئی۔ اور اس نے کلام الٰہی کے تراجم کا ایک نیا دور کھولا۔ انگریزی ترجمہ کے معجزانہ اثر کے سلسلہ میں مثال کے طور پر اپنے ملک میں فدائے قوم مسٹر محمد علی اور ہمارے قومی شاعر حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا ذکر کر دینا کافی ہو گا۔ ترکی کی اس اخبار نویس خاتون کا جس نے حال ہی میں آکر ان کے ہاتھ چومے اور کہا کہ میں پیدائشی مسلم ہوں لیکن دین حقہ آپکے انگریزی ترجمہ سے سیکھا ذکر کرنا مناسب حال ہو گا۔ قوم کے سربرآوردہ اشخاص جو آج نئی قومی زندگی کی روحِ رواں سمجھے جاتے ہیں خود ان سب کا یہ حال تھا کہ مذہب سے بالکل بیگانہ تھے لیکن آپ کی تصنیفات نے جو آجکل ان تمام اصحاب کے پاس موجود ہیں ان کی طبیعتوں میں ایک انقلاب پیدا کیا اور یہ تمام اصحاب اپنی تقریروں میں کلامِ الٰہی کا ذکر کرنے لگے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مِل گیا — ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

بحضور حضرت امیر

اہل دل، اہل قلم، اہل نظر روئیں گے — آنکھ بھی روئے گی اور دیدۂ تر روئیں گے
رہبرِ قوم تجھے راہگذر روئیں گے — ہم تجھے جانِ جہاں شام و سحر روئیں گے
ہاتھ پھیلائیں گے تربت پہ تری آکے علوم — فاتحہ پڑھنے کو اتریں گے فرشتوں کے ہجوم
بجلیاں جس میں تھیں پوشیدہ وہ تحریر کہاں — دل میں چپکے سے اتر آئے وہ تقریر کہاں
مشکلیں جس سے ہوں آسان وہ تدبیر کہاں — جس سے ماحول درخشاں ہو وہ تنویر کہاں
تیرے شہ پاروں سے ڈھونڈیں گے ضیا شمس و قمر — ہاتھ پھیلائے گا تربت پہ تری نورِ سحر
تشنگی دیں کے پیاسوں کی بجھانے والے — نورِ ایماں سے ہر اک دل کو جلانے والے
خواب ہستی سے زمانہ کو جگانے والے — قوم کو رہبرِ اقوام بنانے والے
اب تیری یاد ہے گو عالم تنہائی ہے — ایک دنیا تیری تحریر کی شیدائی ہے
درد ہوتا تھا تو اٹھتی تھیں دعائیں تیری — گرنے والوں کو سہارا تھیں دعائیں تیری
رحم غیروں سے مگر خود پہ جفائیں تیری — کون جانے! کسے معلوم! ادائیں تیری
اے مہِ قوم تجھے مہر و وفا روئیں گے — آکے تربت پہ تری صدق و صفا روئیں گے

(محمد اعظم علوی)

اپنے اباجی کی یاد میں

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا زندہ نمونہ

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ بی اے ۔ (صاحبزادی حضرت امیرؒ)

آپ نے کئی مضامین اس لاثانی صفت انسان کے متعلق پڑھے ہیں جس کی مثال دنیا میں کوئی نظر نہیں آتی میں اکثر سوچتی ہوں کہ آپکی پاکیزہ سیرت کے کس پہلو کا ذکر کروں اپنے اللہ کا شکر ادا کروں کہ جس نے ایسا باپ عطا کیا جس کے ذریعہ ہم نے اپنے رب کی عظمت اور حقیقت کو پہچانا جس کے نفس قدسی نے ہمارے ایمان کو مضبوط کیا جس کے نمونے نے ہمیں ایک واضح راہ عمل دکھائی یا ان زریں لمحات کا ذکر کروں جو ہم نے اسکی آغوش محبت میں گذارے یا اسکی ان گوناگوں صفات کو بیان کروں جس سے ہم نے تربیت لی ۔ یا اسکے تعلق باللہ و خشیت اللہ کی ایک جھلک دکھاؤں جس نے اسکی بزرگی اور پاکیزگی کو ہمارے دلوں میں دن بدن ترقی دی ۔ اور یا اس محبت کو لکھوں جو اسکو کلام الٰہی سے تھی ۔ اکثر گھنٹوں غور کرتی ہوں وہ انمول گھڑیاں ایک مسلسل تصویر کی طرح آنکھوں کے سامنے سے گذرتی ہیں طرح طرح کے واقعات و حادثات یاد آتے ہیں مگر ان سب میں غالب تصویر اور سب سے نمایاں چیز جو اپنے مقدس اباجی کی زندگی میں ایک روشن ستارے کیطرح دمکتا ہوا نظروں میں سماتا ہے وہ ان کا عشق کلام الٰہی اور اپنی جماعت کی ترقی و بہبودی سے شفقت ہے ۔

وہ خوش نصیب بزرگ ہستی کہ جس کے گھرانے کا ایک ایک فرد اس پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار تھا اور ایسی قابل فخر باپ کے اردگرد جب ہم سب جمع ہوتے اور محبت اور نیکی سے چمکتا ہوا چہرہ اپنی دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ ہماری ہر قسم کی باتوں کو توجہ سے سنتا ہے تو جیسے ہی ہم میں سے کوئی ایسا موضوع چھیڑ دیتا جس میں کلام الٰہی کی خدمت کا کوئی پہلو ہوتا یا اپنے سلسلے کے کسی کام کی کوئی تجویز ہوتی تو ایکدم آپ کے چہرے پر ایک چمک سی پیدا ہو جاتی اور آپ نہایت ہی انہماک و حوصلہ افزا طریق پر مصروف گفتگو ہو جاتے اور ہم سب یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے کہ کیا اباجی کو ہم سے کہیں زیادہ اپنے کام سے محبت ہے وہ کیوں ہمارے تمام معاملات پر سے سرسری طور پر گذر جاتے ہیں اور جب خدمت دین کا ذکر ہو تو اپنی گہری دلچسپی اور توجہ کا اظہار فرماتے ہیں ۔ پھر دیکھیئے ۔

سردیوں کی لمبی لمبی راتوں میں ہم چاہتے کہ رات کے کھانے کے بعد اباجی ہمارے درمیان بیٹھیں ہم ان کی خاطر ہاں صرف ان کے پرکشش وجود کی خاطر دور دور سے سفر کر کے آتے ہیں تو ہماری دلی خواہش اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ اباجی کے پاس بیٹھیں۔ دن بھر تو دفتر میں اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ ملاقاتیں کرتے ہیں ذرا اندر آئے تو آواز آگئی اور انہوں نے سب کو چھوڑ چھاڑ جماعت کا رخ کر لیا۔ ہماری آنکھیں دیکھتی رہ جاتی ہیں اور وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی آواز پر چل دیتے ہیں "تو رات کو ہی یہ موقع ملے کہ آپ کے پیارے قرب سے اپنے مشتاق دلوں کو خوش کریں مگر ہوتا یہ ہے کہ آپ عشاء سے فارغ ہو کر تشریف لائے ہم سب بچے ان کے گرد جمع ہو گئے ۔ نہایت ہی محبت و الفت سے ہم سے چند باتیں کیں پھر جلد ہی استراحت کیلئے اپنے کمرے میں چلے گئے ۔ یا اللہ کیا ان کو اتنی نیند آتی ہے کیوں نہیں وہ تھوڑی دیر اور ہمارے پاس بیٹھے رہے ۔ مگر نہیں ۔ سنیئے

سردی کی ٹھنڈی یخ رات کے دو بجے ہیں ہم سب اپنے گرم گرم بستروں میں لیٹے ہیں اور ایک نہایت درد سے بھری ہوئی ہلکی سی گونج ہم کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے اے مولا! وہ تو جاگ رہے ہیں۔ اب ان کو نیند کیوں نہیں آتی ۔ کیا ہم سب سے پیاری کوئی اور ہستی بھی ہے جس سے وہ باتیں کر رہے ہیں۔ جس کے لیے وہ اس سردی میں بستر سے نکل آتے ہیں اور جس کے پاس وہ گھنٹوں گذار دیتے ہیں ۔ جس کے حضور میں وہ اپنا درد دل ظاہر کرتے ہیں ۔ یقیناً وہ کوئی بہت ہی اعلیٰ و ارفع ہستی ہے اور اسی لمحے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا ایک عجیب تخیل ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ۔ اور ساتھ ہی یہ احساس ہمارے دلوں میں مستحکم ہو جاتا کہ ہمارے اباجی کا سایہ ہمارے لئے اللہ کا سایہ ہے کہ جس کے تلے ہم تمام آفات و مشکلات سے محفوظ و مامون ہیں ۔

ابھی ابھی ہمارے ننھے ننھے بچوں سے اباجی نہایت پیار سے باتیں کرتے ان کی معصوم شوخیوں سے لطف لے رہے ہیں مگر لیجیئے ابھی کسی نے اس کے کسی دوست کا ذکر کر دیا یا کسی ایسی تجویز یا کوشش کے متعلق اشارہ کر دیا جس کا تعلق اپنے سلسلے یا جماعت سے ہے تو اباجی سب سے بے نیاز ہو کر ہمہ تن ادھر متوجہ ہو گئے ۔ اور ایک دفعہ پھر ہم اس بات کو ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہماری محبت کے واحد مرکز ہمارے اباجی ہم سے بھی زیادہ اپنے بلند پایہ کام اور اس کے معاونین سے محبت کرتے ہیں اور اس کی ترقی و مضبوطی کا خیال ہم سے بہت زیادہ ہے ۔ اور ہم سب کے دلوں میں یہ خواہش جاگ اٹھتی کہ ہم اس رنگ میں بھی ان کی توجہ اور محبت کے مستحق نہیں ۔

پھر زندگی کے آخری ایام پر نظر ڈالیے ان کا سب سے چھوٹا اور چہیتا پیارا بچہ سات ہزار میل کی مسافت پر زیر تعلیم ہے تین سال گذرے کہ شفیق باپ نے سینے سے لگا کر رخصت کیا تھا آپ کی طبیعت ایک سال سے ناساز ہی ہے دل کمزور ہے ایسی حالت میں رنج و خوشی و دیگر جذبات غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں مگر اللہ اللہ کیا یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ اپنے بچھڑے ہوئے پردیسی بچے سے بھی زیادہ آپ کو اپنے اکلوتے اور پیارے کام کی فکر ہے ۔ ڈاکٹر کہتے ہیں آرام کریں جواب ملتا ہے وقت کم اور کام بہت ہے کیسے آرام کروں ۔ ہر دم یہی فکر ہے کہ فلاں مشن کا کام ہو جائے ۔ اس تحریک میں یہ کمی نہ رہ جائے ۔ لیٹے لیٹے کلام الٰہی کے انٹروڈکشن کے نہایت باریک چھاپے کے حروف پڑھ رہے ہیں لرزتے ہاتھوں سے اصلاحی نشانات لگا رہے ہیں ۔ ڈاک آجاتی ہے اپنے دوستوں کے خط پڑھ رہے ہیں ۔ کہ اماں جی آتی ہیں حامد کا خط آیا ہے پڑھ لیجیئے ۔ نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں آپ پڑھ کر سنا دیجئے پھر تکیئے کے سہارے بیٹھے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کچھ لکھ رہے ہیں کہ اماں جی نے کہا حامد کو خط لکھ رہی ہوں آپ بھی چند سطریں لکھ دیجئے ۔ کچھ دیر سوچ کر فیصلہ کن انداز میں جواب دیتے ہیں کہ مصروف ہوں آپ لکھ دیں بسخت بیماری کے بعد ذرا طبیعت بحال ہوئی ہے خالو جان شیخ محمود احمد عیادت کے لیے تشریف لاتے ہیں ان کو فرماتے ہیں ۔

ذرا ۔ ۔ ۔ ۔ صاحب سے پتہ کیجیئے انہوں نے چندے کی آخری قسط ادا کر دی ہے یا نہیں پھر اپنے سیکرٹری کی طرف مخاطب ہیں کیا ووکنگ کے روپے کے ڈرافٹ مل گئے ۔ روپیہ چلا جائے کہ وہاں تکلیف نہ ہو پھر دریافت فرماتے ہیں برلن جامع کی مرمت کے روپے میں اب کتنی کمی ہے امریکہ مشن کی رپورٹ ہاتھوں میں ہے چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے کہ وہاں جامع کے لیئے زمین کا انتظام ہو گیا ہے ۔ حساب دیکھ رہے ہیں کہ کتنے ہزار سیٹ لٹریچر کے جا چکے ہیں غرض ہر دم یہی کام ہے ۔ یہی فکر ہے کہ یہ الٰہی کام ادھورے نہ رہ جائیں ۔ ایک دوست کو لکھتے ہیں قوم کے معاملات تمہارے سپرد ہیں ۔ مگر اپنے لاڈلے بچے کو کسی کے سپرد نہیں کرتے وہ کیوں نہیں اپنے بچے کا ذکر کرتے مگر نہیں میں بھولتی ہوں وہ ذکر کرتے ہیں ۔ ہاں دیکھیئے ۔

ووکنگ کا خط پڑھ رہے ہیں یکدم چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اماں جی کی طرف خط بڑھا کر فرمایا یہ سطور پڑھو لکھا تھا "یہ جمعہ عزیز حامد نے پڑھایا" "اور بہت اعلیٰ اور پُر معارف خطبہ دیا ۔ لیجیئے سب اس کا ذکر فرما رہے ہیں ۔ آہ وہ اپنے دور افتادہ عزیز بچے کی یاد اس رنگ میں اپنے سینے میں محفوظ رکھتے ہیں ۔

میرے جنت کے مکین اباجی آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا نمونہ ہمارے سامنے رکھ دیا ۔ ہم نے بیعت کے وقت یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے مگر ان کی زندہ تصویر اور حقیقت کو ہم نے آپ کی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی ایسی ہی خدمت دین کی تڑپ پیدا کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آمین ❖

تم خدا کے نام کو زندہ کرو خدا تمہارے نام کو زندہ کرے گا۔

حضرت امیر محمد علی

یہ کلام الہٰی کا معجزہ ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال کے عرصہ میں بہت ایسی ایسی پاکیزہ روحیں اس دنیا میں جلوہ گر ہوئیں جنہیں نہ صرف کلام الہٰی کے ساتھ بے پناہ عشق تھا۔ بلکہ انہوں نے اپنے دور میں لاکھوں لوگوں سے بڑھ کر اس کی خدمت بھی کی اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی آواز کو چار دانگ عالم میں پہنچانے کے لئے وقف کر دیا۔ انہوں نے اس امر کی پرواہ نہیں کی کہ لوگ انہیں کیا کہتے ہیں اور ان کے اس کار خیر کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہیں ہوتے اور محض للّٰہ اسے اپنا فرض یقین کر کے ادا کر رہے ہوتے ہیں مگر کیا انہیں اس کا انعام نہیں ملتا۔ یقیناً ملتا ہے مگر واہ واہ اور جزاک اللہ کو چھوڑ کر وہ اس قسم کے انعام کے خواہاں نہیں ہوتے۔ انہیں جو انعامات خدمت کلام الہٰی کے عوض میں اللہ کے حضور نعماء جنت کے رنگ میں ملیں گے ان میں تو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں مگر اس دنیا میں حقیقی انعام انہیں اسوقت یقیناً ملتا ہے جب ان کی اس خدمت کے نتیجہ میں نیک فطرت روحیں آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہو کر خدا کے نام لیواؤں میں شامل ہو جاتی ہیں۔

اس دورِ پُر آشوب میں جب کہ لوگ ایک کالم لکھنے کا بھی معاوضہ وصول کرتے ہیں ایک ایسا بے لوث انسان پیدا ہوا جس نے اپنی تمام تر زندگی خدمت کلام الہٰی کے لیئے وقف کر دی اور اسی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا اور اس کے عوض سوائے رضائے الہٰی کے کسی چیز کا طالب نہ ہوا۔ اس شخص کو تمام زمانہ مولانا محمد علی کے نام سے جانتا ہے آپ نے اُردو اور انگریزی میں الہٰی علوم کو بالتفصیل منتقل کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور اس راہ میں وہ جانفشانی دکھائی کہ کوئی اور کیا دکھلائے گا۔ ایسے لوگ صدیوں کے بعد بھی بمشکل پیدا ہوتے ہیں۔ ہزارہا لوگ محض آپ کی تفسیر کو پڑھ کر متاثر ہوئے۔ کیا آپ کے لیئے اس دنیا میں یہ کم انعام ہے کہ آپ کو ہزارہا سینوں کو اس نور سے منوّر کرنے کی توفیق ارزاں ہوئی۔ کیا یہ توفیق خالقِ کائنات کے خاص فضل کے بغیر مل سکتی ہے۔ سچ ہے ؎:

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ارشادِ ربانی ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کرو یہاں تک کہ جہاد کرنے کا حق ادا کرو۔

مولانا موصوف نے اپنی تمام تر مساعی کو اسی راہ میں صرف کیا۔ آپ کے مندرجہ ذیل الفاظ آپ کی عملی زندگی کا نچوڑ ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"آؤ ہم بھی اپنی پوری طاقت اور قوت کو اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے خرچ کر دیں بہت تھوڑے دن ہماری زندگی کے باقی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو دن گذرتا ہے۔ اسکو غنیمت سمجھتا ہوں آؤ اپنی زندگی کو خدا کی راہ میں لگا دو تم خدا کے نام کو زندہ کرو خدا تمہارے ناموں کو زندہ کرے گا۔"

آپ نے اس عہد کو خوب نبھایا اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ خدا کے دین اور اس کے کلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا۔ اور اس راہ میں جان دے دی۔

بعض لوگ محض کلام الہٰی کو اعلیٰ کتابت کے ساتھ خوشنما کاغذ پر دیدہ زیب رنگوں میں شائع کرنے کو خدمتِ کلام الہٰی تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ کام تو عیسائی اور ہندو بھی کر سکتے ہیں۔ اور کرتے رہے ہیں۔ ذرا آپ کا زاویۂ نگاہ ملاحظہ ہو:

آپ فرماتے ہیں:

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کلام الہٰی کے فیوض سے دنیا کو اس وقت فائدہ پہنچا سکتے ہیں جب ہمارے دل پاک ہو جائیں۔ اور ہمارا تعلق خدا سے ہو جائے۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ انسان کا دل پاک اسوقت ہوتا ہے جب خدا کی محبت کے سوا دل سے ساری محبتیں دُور ہو جائیں۔"

یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ خدا تعالیٰ خدمتِ کلامِ الہٰی کی سعادت صرف انہی کو عطا فرماتا ہے جو اس کے مقرب ہوتے ہیں اور جن کے قلوبِ انوارالٰہیہ سے روشن ہوتے ہیں۔ یہ کام عقل والوں کا نہیں ہے اس میں جنون کام آتا ہے اس میں عشق کو دخل ہے اور اس راہ میں خلیل اللہ کا عشق چاہیئے تاکہ: ع

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

کا مظاہرہ ہو۔ جس نے اپنی تمام تر زندگی کو حقانی علوم کو ایک زمانے تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھایا ہو وہ جب تک جنون کی حد تک عشق کلام الہٰی میں غرق نہ ہو گا وہ رضائے الہٰی کے موتی کیسے چُنے گا۔ کچھ یہی حال حضرت امیر محمد علی کا تھا۔

آپ اپنے مرشد کے ذکر میں فرماتے ہیں:

"آپ کے زبردست اندرونی جذبات کا کوئی حصہ کسی نے لیا کوئی کسی نے میرے مُردہ دل کو آپ کا جذبہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زندہ کر گیا وہی آپ کے انوارِ قلب کی کوئی کرن ہے جو میرے دل پر نشان ڈال گئی جس نے میرے اندر یہ جذبہ پیدا کر دیا کہ کلام الہٰی کو دنیا میں پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"۔ ۔ ۔

سر آنکھوں پر آئیں کلامِ الہٰی سنائیں

حضرت حکیم نورالدینؓ (خدا ان پر رحمتیں نازل کرے)

۲۲ فروری ۱۹۱۴ء — اس روز طبیعت بہت بشاش تھی۔ جناب محمد علی صاحب کے متعلق عرض کی گئی کہ کلام الہٰی سنانے کے لئے حاضر ہوئے ہیں تو پنجابی میں فرمایا "سر آنکھوں پر آئیں اور کلامِ الہٰی سنائیں"۔ "کوئی میرا دماغ تھکتا ہے" اپنے پلنگ کی طرف اشارہ کر کے جناب محمد علی صاحب کو فرمایا۔ میرے پاس آ جائیں۔ فرمایا۔ مجھ کو بڑا پیارا ہے۔

اور انہی دنوں میں ایک دن کا واقعہ ہے کہ جناب محمد علی صاحب کو آنے میں دیر ہو گئی۔ حکیم نورالدین صاحب کی طبیعت کمزور تھی لیکن اس حالتِ ضعف میں آپ نے فرمایا "میرے پیارے بیٹے کو بلاؤ۔ میرے پیارے بیٹے کو بلاؤ"

(ڈائری ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

یادِ حبیب

حضرت امیر کی پاکیزہ گھریلو زندگی کی ایک جھلک

از بیگم صاحبہ حضرت امیر

ستمبر ۱۹۰۹ء کا ذکر ہے کہ میرے والد محترم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد نے میرے رشتے کی بابت حضرت نورالدین کی خدمت میں خط لکھا۔ ایک اور رشتہ زیر تجویز تھا اور والد صاحب نے اجازت مانگی تھی مگر حضرت نے جواب میں لکھا کہ میری نظروں میں محمد علی سے بہتر اور کوئی انسان نہیں جس سے تعلق جوڑا جائے۔ اباجی نے فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔ اور اس سادگی سے گویا منگنی ہو گئی۔

فروری ۱۹۱۰ء میں اباجی چند دن کی رخصت لے کر قادیان تشریف لے گئے اور نکاح ہو گیا۔

شادی کا تحفہ:

۲۹ اپریل ۱۹۱۰ء کو جناب محمد علی ایم۔ اے ایل ایل۔ بی اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز جن کی انگریزی قابلیت اور علم کی تمام یورپ میں دھاک تھی اپنے دو دوستوں کی مختصر بارات کے ساتھ بھیرہ تشریف لائے جہاں میرے اباجی تعینات تھے۔ اور اپنی ہونے والی بیوی کے لئے بطور تحفہ ایک نہایت خوبصورت کلام الٰہی لائے جو سات مختلف رنگوں میں چھپا ہوا تھا۔ اور حاشیے پر سنہرے بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ شادی میں شامل ہونے والی مہمان خواتین و مرد دولہا کے اس تحفہ سے متعجب تھے۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ یہ ۳۵ سالہ نوجوان ایک دن تمام دنیا کے لئے کلام پاک کے بیش بہا علوم کا دریا بہا دے گا۔ اور کہ اس نے اپنی سب سے محبوب چیز اپنی دلہن کو بطور تحفہ دی ہے مگر میرے لئے یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی کیونکہ میں نے قریباً چودہ سال تک اس باپ کی آغوش شفقت میں پرورش پائی تھی جو عاشق ۔۔۔۔۔ تھا اور ہوش سنبھالتے ہی میرے کانوں میں درس ۔۔۔۔ کی آواز پڑھی تھی۔

یکم مئی ۱۹۴۱ء کو حضرت امیر نے اس کلام الٰہی پر جو شادی پر تحفہ دیا تھا مندرجہ ذیل عبارت اپنی قلم سے لکھ دی۔

تحفۂ محبت

جو اپریل ۱۹۱۰ء کے آخری ایام میں شادی کے موقعہ پر میں نے زوجہ امّ مہرالنساء بیگم کو دیا۔ آج اس تعلق محبت کی چھبیسویں سالگرہ پر اس پر یہ یادداشت ثبت کی گئی۔ یہی عرصہ میری زندگی کا وہ زمانہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنے کلام پاک کی خدمت کا بہترین کام لیا اور زوجہ ام مہرالنساء بیگم کی بےنفسی اور محبت کو اس کام کی تکمیل کا ذریعہ بنایا۔

حکیم نورالدین کی دُعا:

میں یکم مئی ۱۹۱۰ء کو قادیان پہنچی اور حضرت نورالدین کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس وقت آپ کلام الٰہی کا درس دے رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی نہایت شفقت سے میرے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور حاضرات سمیت لمبی دُعا مانگی۔ پھر فرمایا کہ میں نے محمد علی اور ان کے والد کی پیشانیوں میں انوار الٰہی کی چمک دیکھی ہے اور اسی طرح ڈاکٹر بشارت احمد اور ان کی بیوی کی پیشانیوں میں نور کی جھلک نظر آتی ہے اور میں اس مبارک سنجوگ سے بےحد خوش ہوں۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارا باپ اور شوہر میرے پیارے ہیں اس لئے میری بچی تم بھی مجھے بہت پیاری ہو۔

حضرت امیر بحیثیت شوہر

اپنی ازدواجی زندگی کے اولین ایام میں جس چیز نے میرے دل پر سب سے زیادہ اثر کیا وہ اپنے شوہر کی نیکی اور محبت تھی وہ مجسم اخلاق تھے اور دن بدن ان کی غیر معمولی شخصیت نمایاں ہوتی چلی گئی وہ علم کے شیدائی تھے اور سب سے پہلے انہوں نے مجھے کلام الٰہی کا ترجمہ و تفسیر پڑھانی شروع کی ساتھ ہی انگریزی بھی شروع کرادی۔ انتخاب بخاری اور بلوغ المرام بھی پڑھائیں اور ہمارا یہ تعلیمی شغل سالہا سال تک جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے سال کے اندر ہی ماں بنا دیا اور چند سال میں ہی کئی ننھی معصوم ہستیاں خداوند کریم نے پرورش کے لئے میرے سپرد کر دیں۔ آپ نے بچوں کی پرورش میں جس طرح میرا ہاتھ بٹایا اس نے میرے اس یقین کو مستحکم تر کر دیا۔ کہ آپ ایک نہایت محبت کرنیوالے شوہر ہی نہیں بلکہ شفیق باپ بھی ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ گھر کے کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے۔ اس زمانے میں کہ وہ کلام الٰہی کے ترجمہ کا معرکۃ الآرا کام کر رہے تھے۔ عربی و انگریزی کی متعدد نہایت دقیق و ضخیم کتب زیر مطالعہ تھیں ساتھ ہی ساتھ اردو ترجمہ بھی زیر قلم تھا۔ سلسلے کے کام جدا تھے درس ۔۔۔۔ بھی دیتے تھے۔ اکثر راتوں کو بیٹھ کر کام کیا کرتے مگر باوجود اس قدر مصروفیت و انہماک کے وہ گھریلو کاموں میں بھی میرا ہاتھ بٹاتے تھے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ وہ پچھلی رات کو عبادت میں مصروف ہیں کہ کسی بچے کے رونے کی آواز سُنی۔ سلام پھیر کر آگئے بچے کے لئے دودھ گرم کر کے دیا یا کوئی اور کام کر دیا۔ اور اسی وقت جا کر پھر آپ یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اکتالیس سال کے طویل عرصہ میں ایک بار بھی انہوں نے کسی قسم کی بدسلوکی یا معمولی سی سخت کلامی بھی نہ کی۔ اگر کبھی کوئی غلطی مجھ سے ہو جاتی تو نہایت نرمی سے سمجھا دیتے۔ مقدور بھر مجھے آرام و آسائش پہنچانے کی کوشش کی اور میری ذرا سی تکلیف سے بے چین ہو جاتے تھے۔ ان کی محبت و نفرت محض خدا کے لئے تھی۔

اکثر اپنے کام خود کر لیتے بلکہ دوسروں کے بھی کر دیتے تھے۔ خانہ داری کے انتظام میں وہ اس درجہ معاون تھے کہ اس طرف سے میں عموماً بے فکر رہتی تھی۔ ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی لکھ رکھتے اور مجھے بھی یہی تاکید فرماتے۔ کھانا جیسا بُرا بھلا پکا کر سامنے رکھ دیا کھا لیا۔ کبھی نقص نہیں نکالا کسی چیز پہ نام نہ رکھا۔ چاول کا شوق نہ تھا چپاتی پسند فرماتے تھے مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ مجھے چاول پسند ہیں تو خود بھی کھانے شروع کر دیے اور تاکید کی کہ ضرور پکایا کرو اور مجھے خوش کرنے کو خود بھی تھوڑے سے تناول فرماتے۔ ایک وقت میں ایک قسم کا سالن یا دال نوش فرماتے پُر تکلف و مرغن کھانے قطعاً پسند نہ فرماتے۔ لباس میں نہایت سادگی مگر صفائی کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔ اکثر مجھے فرماتے کہ کوئی تین چار آنے گز کا کپڑا لا کر میرے لئے قمیض پاجامہ بنوا دو۔ سفید رنگ پسند تھا اور ہمیشہ سفید لباس پہنا۔ مگر مجھے عمدہ لباس پہننے کی تاکید کرتے۔ فرماتے عورت کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے شوہر کے لئے زیب و زینت کرے۔ ہر کام

ہر کام میں اعتدال مدنظر رکھتے۔ افراط اور تفریط سے نفرت تھی۔ اور اسی طرح نمود و نمائش سے متنفر تھے۔ غرور، تکبر چھو کر بھی نہ گیا تھا۔ یہاں تک کہ اونچے طرز کی گپڑی باندھنی بھی آپ کو پسند نہ تھی۔ تیز چلنے کی عادت تھی۔ مگر کبھی اکڑ کر نہ چلے۔ حلیمی بردباری اس قدر تھی کہ کسی قصور پر ناراض نہ ہوتے تھے۔ گھر میں کسی پر رعب نہ جتایا۔ مگر ان کے حسن سلوک کی وجہ سے سب ان کی خوشنودی اور آرام کے ہر وقت خواہاں رہتے تھے۔ گھر میں نوکروں سے لے کر بچوں تک سب کے لئے ان کا وجود نہایت محترم محبوب تھا اور ہر ایک ان کی شفقت و محبت پر اعتماد رکھتا تھا۔

میرے متعلق ان کے خیالات اول سے لے کر آخر عمر تک ایسے رہے کہ اگر میرا رواں رواں بھی خداوند کریم کا شکر بجا لائے تو بھی کم ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی اور ان کی ہر پہلو سے مکمل ہستی کو دیکھتی تو بارگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر بجا لاتی کہ جس نے مجھے ایسا فرشتہ سیرت شوہر عطا کیا۔ ایک بار ہمیں ایک لمبے عرصہ تک مالی تنگی سے دوچار ہونا پڑا۔ میں اپنے والد صاحب کے پاس چند دن کے لئے گئی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنی جدی زمین میں سے کچھ حصہ فروخت کرنے کا انتظام کیا اور اس طرح کچھ رقم کا انتظام کر کے مجھے خط لکھا جس کی چند سطریں یہ ہیں:

"یہ آپ کو کوئی تسلی دینے کے لئے نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا پاکیزہ قلب ان باتوں سے بلند تر ہے۔ اور اس دل میں مال کے جمع کرنے کی خواہش نہیں۔ مال کی آرزو نہیں۔ شاید یہ ڈاکٹر صاحب سے آپ میں متوکلانہ حصہ آیا ہے۔ بہرحال جو قلب مال کی محبت سے پاک ہے وہ ہر آلائش سے پاک ہے۔ اور کوئی دنیوی خواہش اس میں کوئی آلائش پیدا نہیں کر سکتی۔ اس لحاظ سے کہ ایسی مطہرہ زوج اللہ تعالیٰ نے مجھے دی یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایک جنت اسی دنیا میں دے دی۔"

بیمار کی تیمارداری میں خدا نے آپ کو خاص ملکہ عطا کیا تھا۔ کوئی نوکر بھی بیمار ہو تو اس پر خاص توجہ فرماتے۔ ڈاکٹر بلواتے۔ اگر لمبی بیماری ہو تو تنخواہ کے علاوہ کچھ رقم مزید عنایت فرماتے۔ چند سال کا قبل کا ذکر ہے کہ میں بیمار تھی رات کو کھانسی بہت ہوتی تھی آپ کے کمرے سے ذرا فاصلے پر ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں پلنگ بچھا کر سو رہی کہ میری کھانسی کی آواز سے آپ کی نیند خراب نہ ہو۔ جانتی تھی کہ تھوڑا سا آرام کر کے پھر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے اٹھنا ہے رات کو میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کوٹھڑی میں جو تھوڑی سی جگہ تھی وہاں فرش پر آپ لیٹے ہوئے ہیں۔ میرے جاگتے ہی خود بھی اٹھ کر بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کیسی طبیعت ہے۔ میں نے کہا آپ اپنا پلنگ چھوڑ کر یہاں زمین پر کیوں سوئے تو فرمایا کہ اس لیے کہ رات کو آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو آواز دینی پڑے گی۔

میری ناچیز خدمات کی بے حد قدر کرتے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی نہ روکا بلکہ حوصلہ افزائی کے لئے تعریف کی۔ برلن جامع بن رہی تھی۔ ہم سب نے چندہ دیا جامع کے مینار نامکمل رہ گئے آپ فکرمند تھے میں نے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے سونے کے کڑے جامع کے مینار کے لئے دے دوں اور دیگر بہنوں میں بھی تحریک کر دوں۔ آپ نے اس تجویز کو پسند کیا چنانچہ بشیر بادشاہ ہال میں ہم نے جلسہ کیا۔ آپ نے تقریر فرمائی سب سے پہلے میں نے اپنے کڑے اتار کر بطور چندہ دیئے پھر سب حضرات نے اپنا کوئی نہ کوئی زیور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور ایک معقول رقم فوراً جمع ہو گئی۔

کبھی کبھی کوئی پاکیزہ مذاق بھی کرتے تھے۔ میں نے اپنا زیور وقتاً فوقتاً سلسلے کی مختلف تحریکات میں دے دیا تھا۔ مذاق فرماتے تھے کہ آپ بڑی ہوشیار نکلیں کہ سارا زیور اللہ میاں کے بنک میں جمع کرا دیا کہ جاتے ہی وصول کر لیں۔

نومبر ۱۹۴۹ء میں انجمن کے کسی کام کے لئے آپ کراچی تشریف لے گئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کی غیر موجودگی میں میں سخت بیمار ہو گئی۔ میں نے لکھا کہ مجھے یہ فکر اکثر رہتا ہے کہ آپ نے تو اس قدر خدمت دین حقہ کی اور اتنی سعادت بجا لائے۔ بارگاہ خداوندی میں آپ کا درجہ بہت اعلیٰ و ارفع ہو گا اور جنت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کوئی بہت ہی بلند مقام رکھا ہو گا۔ مگر میں تو بہت ہی گنہگار ہوں۔ اگرچہ مولا کریم کی رحمت کی امیدوار ہوں تاہم آپ کی برابری نہیں ہو سکتی۔ اس لئے دوسری ابدی زندگی میں ہم کہاں ایک جگہ رہ سکیں گے تو آپ نے مجھے نہایت تسلی کا خط لکھا جس کے چند فقرے یہ ہیں۔

"جس خدا نے مجھے اس دنیا میں آپ جیسی نعمت عطا فرمائی یقین رکھیئے کہ وہ آخرت میں اس نعمت سے مجھے کبھی محروم نہ رکھے گا آپ کا ساتھ میری زندگی کا جزو ہے اور خدا تو بڑا مہربان ہے وہاں بھی مہربان ہو گا۔ اور اس ہمیشگی کی زندگی میں مجھے آپ کے ساتھ اور آپ کو میرے ساتھ رکھے گا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔"

بحیثیت باپ:

اللہ تعالیٰ نے مجھے شروع میں اپنے فضل و کرم سے چار بیٹیاں عطا کیں۔ ہمارے ملک میں عام طور پر لڑکی کی پیدائش ایسی خوشی کا موجب نہیں ہوتی مگر وہ ہمیشہ بچی کی پیدائش کے بعد میرے پاس آ کر مجھے مبارکباد دیتے اور بچی کو گود میں لے کر پیار کرتے اور کان میں اذان دیتے۔ میری غذا اور آرام کا خود خیال رکھتے۔

تیسری بچی دس بارہ دن کی تھی کہ اس کو معمولی سا بخار ہو گیا۔ میں نے ذکر نہ کیا کسی اور سے معلوم ہوا تو فوراً میرے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے اطلاع نہ دی اور دوائی نہ منگوائی۔ کیا یہ لاپرواہی اس لئے ہے کہ یہ لڑکا نہیں لڑکی ہے۔ اسی وقت ڈاکٹر کو بلوایا اور مجھے تاکید کی کہ ہر قسم کی احتیاط کروں۔

(باقی آئندہ)

—— ٭٭٭ ——

نذرانۂ عقیدت

٥

جب تک فلک پہ مہر منور کو ہے قیام — روشن رہے گا دہر میں اس نامور کا نام
مقبولِ بارگاہ خدائے جلیل تھا — اس کا وجود رحمتِ حق کی دلیل تھا
علم و عمل میں سارے جہاں میں یگانہ تھا — یکتائے روزگار تھا فخر زمانہ تھا
ازبسکہ اس پہ لطفِ خدائے عظیم تھا — اسکو ازل سے دولت ایماں ہوئی عطا
... کے عشق نے اسے ممتاز کر دیا — دونوں جہاں میں اسے صاحب اعزاز کر دیا
اس کے قلم نے علم کا دریا بہا دیا — شاداب جس سے گلشنِ دینِ ھُدیٰ ہوا
مدنظر تھی اسکو رضا کردگار کی — جانِ عزیز راہ میں اس کی نثار کی
اس کو حضورِ خاص میں باجملہ اصفیا — اعلیٰ مقام حضرتِ حق نے عطا کیا

٥

رہ رہ کے اسکی یاد رلاتی ہے خوں ہمیں — ملتا نہیں ہے ایک گھڑی بھی سکوں ہمیں
تڑپا رہا اگرچہ ہے دردِ جگر ہمیں — جز صبر چارہ کچھ نہیں آتا نظر ہمیں
صبر و شکیب حکمِ خدائے جلیل ہے — صبر و شکیب رحمتِ حق کا کفیل ہے
صبر و شکیب قرب خدا کی دلیل ہے — ابرار کا شعار صبرِ جمیل ہے۔

رنج و الم سے گرچہ بہت ہم نڈھال ہیں
راضی مگر رضا پہ تری ذوالجلال ہیں

٥

(مرتضیٰ خاں حسن)

ماہنامہ پاکستان پرنٹنگ ورکس کچار رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مخلوق کی بھلائی کا خاص خیال رکھیں

استغفار اور صدقات عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ سے بچاتے ہیں۔

"آجکل کے امراء عیاشی میں پڑے ہوتے ہیں دین کی طرف بالکل توجہ نہیں ہر قسم کے عیش و عشرت کے کاموں میں مصروف ہیں۔ مگر دین سے بالکل غافل ہیں اور دوسرے آدمی بھی جب ان کو کوئی بڑا عہدہ ملتا ہے یا کسی اعلیٰ جگہ پر مقرر ہوتے ہیں تو پھر غافل ہو جاتے ہیں۔ اور بالکل مخلوق کی بہتری کا خیال نہیں رہتا۔ دنیا میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ انسان جب کسی اعلےٰ مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ مغرور ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اس عرصہ میں بہت کچھ نیک کام کر سکتا ہے اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے خدا تعالیٰ کلام الٰہی میں فرماتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر تم میرا شکر کرو تو میں اپنے احسانات کو اور بھی زیادہ کرتا ہوں اور اگر تم کفر کرو تو پھر میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے یعنی انسان پر جب خدا تعالیٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور الٹا ظلم شروع کر دے تو پھر خدا تعالیٰ اس سے وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور عذاب کرتا ہے آجکل امراء بالکل بھولے ہیں اور پھر اپنے عیش و آرام میں پڑے ہوئے ہیں دوسرے لوگوں کو چاہیئے کہ ایسے کاموں میں مخلوق کی بھلائی کا خیال رکھیں اور ان باتوں کو بھول نہیں جن سے اہل ملک کا فائدہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ بڑا عہدہ پا کر انسان خدا کو بھول جائے اور اس کا دماغ آسمان پر چڑھ جائے بلکہ چاہیئے کہ نرمی اور پیار سے کام کیا جائے۔ اور چاہیئے کہ جو شخص کسی ذمہ داری کے عہدہ پر مقرر ہو تو وہ لوگوں سے خواہ امیر ہوں یا غریب نرمی اور اخلاق سے پیش آئے کیونکہ اس میں نہ صرف ان لوگوں کی بہتری ہے بلکہ خود اس کی بھی بہتری ہے۔"

(ملفوظات جلد دہم)

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور عذاب سے ان کو بچا لیتا ہے میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو میں نصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو اور آپ اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو استغفار عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول)

جماعتی خبریں

* حضرت امیر (اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید آپ کے شامل حال رہے۔) بخیریت ہیں آپ کچھ دن کے لیے راولپنڈی اور ایبٹ آباد تشریف لے گئے تھے ۱۶ اکتوبر کو واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں احباب اس نادر وجود کی صحت و سلامتی والی زندگی کے لیے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔

بیماروں کے لئے دعائیں ؛

بزرگ رہنما جناب این لے فاذلی صاحب، بیگم صاحبہ حضرت امیر، والدہ صاحبہ خالد احمد صاحب لاہور بیمار ہیں احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعائیں کریں ؛

سرینام کے علی حسین راجن صاحب کے لئے اعزازی تمغہ

احباب کو سن کر خوشی ہوگی کہ محترم بھائی علی حسین راجن صاحب سرینام جماعت کے نہایت مخلص اور سرگرم رکن ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا جماعت سرینام نے ان کی سلسلہ کے لیے گزشتہ ۵۸ سالہ بے لوث خدمات کے صلہ میں ستارہ احمدیت کا اعزاز عطا کیا تھا اس سلسلہ میں ہیگ (ہالینڈ) جماعت نے اپنے مرکز میں ایک تقریب منعقد کی جس میں احباب جماعت کے علاوہ محترم گوہر علی صاحب سابق خازن سرینام جماعت نے بطور خاص شرکت کی۔

یاد رہے کہ راجن صاحب کو ۱۹۸۴ء میں حکومت سرینام نے بھی ان کی سماجی خدمات کی وجہ سے اعزازی خطاب عطا کیا تھا۔

فرینکفرٹ کے بین الاقوامی میلہ میں کتب کی نمائش

۹ تا ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں ایک عظیم الشان کتب کی نمائش ہوئی جس میں ہماری U.S.A کی جماعت نے سلسلہ کی کتب کے لیے پہلے کی طرح بڑا سٹال بک کرایا ہوا تھا خدا کے فضل و کرم سے ہماری کتب کی بہت زیادہ پذیرائی ہوئی اور دنیا کے متعدد ممالک کے لوگوں نے ہماری کتب کو بہت پسند کیا۔ انشاء اللہ اس کے عالمگیر اثرات مرتب ہوں گے اور وسیع پیمانے پر ----- کی توقع ہے ؛

وفات حسرت آیات

فیجی میں ناہوی جماعت کے سرگرم اور مخلص ترین رکن جناب ریاست علی صاحب کی صاحبزادی آمنہ انساء وفات پا گئی ہیں۔

ماسٹر محمد ابراہیم صاحب دانوی تحصیل و ضلع ایبٹ آباد کے نوجوان فرزند قمر ابراہیم کو اپنے گاؤں میں ذاتی رنجش کی بنا پر قتل کر دیا گیا ہے اور ملزم گرفتار ہو گئے ہیں ماسٹر صاحب کو اس ایک سال میں یہ تیسرا بڑا صدمہ ہے اس سے قبل ان کا جوان بیٹا اور بیوی فوت ہوئے تھے خدا تعالیٰ ان کو صبر عطا کرے ان سے تعزیت کا پتہ ہے۔

معرفت بشیر احمد صاحب D.S.P ۔ 8 انگز لین فورٹ روڈ پٹرولی چھاؤنی۔

زمرد رمضان صاحبہ کی ہمشیرہ مسعودہ عبداللہ صاحبہ سیالکوٹ میں وفات پا گئی ہیں۔ ان سے تعزیت کا پتہ ہے۔

5 - ظفر علی روڈ۔ سیالکوٹ چھاؤنی

* ادارہ پیغام صلح ان کے غم میں برابر کا شریک ہے ؛

—— *** ——

احمدی بچوں کی دُعا

نہ بھٹکوں میں کبھی راہِ ھُدیٰ سے
یہی ہے التجا میری خُدا سے

خدا کے عشق کی دل میں تڑپ ہو
اطاعت میں کروں صدق و صفا سے

کلام اللہ کا پروانہ ہوں میں
لگاؤں لو میں اس شمع ہُدیٰ سے

خدا کے دین کی خدمت کروں میں
قلم سے مال و دولت سے دُعا سے

ملے دین و دنیا میں سربلندی
خدا کے فضل اور جود و عطا سے

نہ آئے مجھ پہ کلفت کا زمانہ
رہوں محفوظ ہر رنج و بلا سے

مقدر سے نہ کچھ مجھ کو گلہ ہو
رہوں راضی میں خالق کی رضا سے

خدا کا آستاں ہو اور مرا سر
نہ ہو مجھ کو تعلق ماسوا سے

بزرگوں کا ادب پیشِ نظر ہو
جھکی گردن رہے شرم و حیا سے

مجھے چھوٹوں پہ شفقت کی ہو عادت
کروں میں درگذر انکی خطا سے

کٹے اس طرح میری زندگانی
خدا راضی ہو مجھ سے میں خدا سے

رضائے حق مجھے مدِ نظر ہو
اگر ناراض دنیا ہو بلا سے

رہے پیوند میرا تا دمِ مرگ
----- وقتِ حضرت میرزا سے

(مرتضیٰ خان حسن)

سالانہ دعائیہ کے بارے میں احباب سے ضروری گذارش

سالانہ دعائیہ حسب سابق ۲۴ر تا ۲۷ر دسمبر ۱۹۹۱ء منعقد ہو رہا ہے آپ اس میں شرکت کے لیے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اس دعائیہ کا مقصد جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اکٹھے مل کر دعا کرنا ہے تاکہ خدا تعالیٰ ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف کرے اور رجوع برحمت ہو اور ہماری کاوشوں کو بارآور کرے۔

یاد رکھیئے خدا کے فضل و کرم کے بغیر انسانی کوششیں کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتیں گو بعض اوقات ہماری ظاہری آنکھ اور ذہن اس کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے لیکن کلام الٰہی نے اس حقیقت کو بار بار کئی لطیف پیرایوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مثال بارش کی دی گئی ہے۔ کہ اگر آسمان سے بارش نازل نہ ہو۔ تو زمین پر بھی پانی کے وسائل کم ہو جاتے ہیں۔ روحانی تحریکیں اسی قانونِ قدرت کو تازہ کرنے کے لیئے وجود میں آتی ہیں۔

ہم بھی ایسی ہی تحریک سے وابستہ ہیں جس کا مقصد آج کے مادی دور میں دینی سچائیوں کو ذہنوں میں مستحکم کرنا اور انفرادی اور اجتماعی طور پر ان سچائیوں پر عمل کرنا اور ان کی ترویج کے لیے منظم کوشش کرنا ہے۔

موجودہ دور اجتماعیت کا دور ہے جب تک افراد کے ذہنوں میں اجتماعی سوچ نہ پیدا ہوگی ان کوششوں میں وہ قوت اور وسعت نہ پیدا ہو سکے گی۔ جو ہمارا دین ہم سے چاہتا ہے اور جس کی آج بے حد ضرورت ہے۔ ماضی میں مادی وسائل کی کمی کے باوجود جماعت نے اجتماعی جذبہ ایمان ایثار اور قربانی کی بدولت شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ حالات کا تقاضا ہے کہ ہم اس راہ میں پہلے سے زیادہ قوت اور جرأت کا مظاہرہ کریں اور وہ مقاصد عالیہ جو بانی سلسلہ احمدیہ نے ہمارے لیے مقرر کیے ہیں ان کو حاصل کرنے کے لیے دن رات جدوجہد کریں۔ خدا کا وعدہ سچا ہے وہ حقیقی ایمان اور پرخلوص کوششوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ چند دن خدا کے لئے وقف کر دیں اور دعائیہ کے روحانی فیوض سے فائدہ اٹھائیں۔ اجتماعی دعائیں جب دلوں سے اٹھیں گی تو قبولیت کا شرف حاصل ہونا ممکن ہو جائے گا۔

مجھے امید ہے آپ میری اس گذارش کو اپنے دلوں میں جگہ دیں گے اور دعائیہ میں جوق در جوق نہ صرف خود آئیں گے بلکہ تمام اہل خانہ کو بھی شرکت کے لئے لائیں گے۔

خاکسار

منصور احمد

(جنرل سیکرٹری)

جماعت کے متعلق احمدی خواتین کے فرائض

تنظیم ایک نہایت مبارک اور ضروری کام ہے ہماری جماعت دین کی فوج کا درجہ رکھتی ہے جس کا مقصد دین کی خدمت اور حفاظت ہے اس فوج کی ترقی استحکام ذوق میں دین کا فائدہ ہے۔

عورتیں بھی مردوں کی طرح جماعت کا حصہ ہیں۔ کوئی جماعتی تحریک اسوقت تک صحیح معنوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک عورتیں بھی اس میں حصہ نہ لیں اور اپنے دائرہ عمل کے اندر اس کے لیے کوشش نہ کریں۔ لہٰذا تنظیم جماعت کی کامیابی کے لیے احمدی مردوں اور نوجوانوں کے علاوہ احمدی خواتین کی بھی مساعی ضروری ہیں اس کام کو کس طریق پر کرنا چاہیئے اور اس سلسلہ میں جماعت کے مختلف طبقات کے کیا فرائض ہیں وہ کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ احمدی خواتین انفرادی اور مجموعی دونوں حیثیتوں سے جماعت کا مفید اور سرگرم حصہ بننے کی کوشش کریں ہر ایک احمدی خاتون اور لڑکی اپنے عمل اور کردار کے لحاظ سے دین کا صحیح نمونہ ہو پابندی شریعت، غیرت دینی اور دین کے لیے قربانی، قومی تحریکات میں خود حصہ لینا اور اپنے خاندان کے مردوں اور بچوں کو حصہ لینے کی ترغیب دینا اس کا شعار ہو۔

۲۔ احمدی عورتوں کو اپنے مردوں کے خانگی تفکرات اور گھر کے اخراجات کم کرنے کی انتہائی کوشش کرنا چاہیئے تاکہ مرد دینی کاموں کے لیے زیادہ وقت اور روپیہ دے سکیں۔ اس کے لیے ہمیشہ سادہ معاشرت اختیار کرنی ہوگی اور شادی غمی کی فضول رسموں کو قطعی طور پر ترک کرنا ہوگا۔

۳۔ ہر ایک احمدی خاتون اپنے لڑکوں کی طرح اپنی لڑکیوں کی دینی تعلیم و تربیت کا پورا خیال رکھے جن بہنوں کی بچیاں انگریزی سکولوں اور کالجوں میں پڑھتی ہیں وہ اس طرف خاص توجہ دیں اب انتظام ہونا چاہیئے کہ ہر ایک احمدی لڑکی کلام الٰہی اور کتب سلسلہ سے ضروری واقفیت حاصل کرے

۴۔ خواتین کو جماعت کی مالی تحریکات میں حصہ لینے کی حتی الامکان کوشش کرنی چاہیئے اور اس بارہ میں مردوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے۔

۵۔ احمدی خواتین کو آپس میں زیادہ سے زیادہ میل ملاقات رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے یہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ عورتیں مردوں کی نسبت آپس میں زیادہ جلد اور زیادہ اچھے مراسم پیدا کر لیتی ہیں سو احمدی بہنیں جہاں تک حالات اجازت دیں آپس میں جلد جلد ملاقات کریں تقریبات میں ایک دوسرے کو بلائیں۔ بیمار بہنوں کی عیادت کو جائیں۔ غریب اور مصیبت زدہ بہنوں کی حتی الامکان مدد کریں جن مقامات پر ہماری باقاعدہ جماعتیں ہیں وہاں مردوں سے کہہ کر کلام الٰہی کے درس میں عورتوں کی شرکت کا انتظام کرائیں تعلیم یافتہ بہنیں گھروں میں عورتوں اور بچوں کو خود کلام الٰہی کا درس دیں اور سلسلہ کی کتب پڑھ کر سنائیں۔ اگر بڑی جماعتوں میں انجمن خواتین کی شاخیں قائم ہو جائیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

۶۔ سالانہ دعائیہ پر مردوں کی طرح خواتین بھی باقاعدگی اور شوق سے مرکز میں آیا کریں اور اپنی اجتماعی کوششوں سے نمائش دست کاری کی تحریک کو کامیاب بنائیں۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ تنظیم جماعت کے سلسلہ میں ہمیں خاطر خواہ کامیابی دے

(بقیہ کالم ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ: احمدی خواتین کے فرائض،

اور مردوں کی طرح خواتین جماعت کو بھی اس کار خیر میں سرگرم حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیکرٹری

تنظیم خواتین الاحمدیہ ۔ لاہور

از جناب میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب (خدا کی رحمتیں اُن پر ہوں)

تھوڑی مُہلت والے

کچھ دن ہوئے مجھے ایک امریکن میگزین میں ایک دلچسپ مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا جس کی سرخی انگریزی میں تھی اور اس کے معنے تھے (تھوڑی مہلت والے) ایک ادھیڑ عمر کا امریکن کسی جسمانی تکلیف کی وجہ سے ڈاکٹر کے پاس گیا ڈاکٹر نے اسے ٹھونک بجا کر دیکھا اور سر ہلا کر کہا مسٹر تمہیں دل کا عارضہ ہے جو کہ عام طور پر مہلک ہوتا ہے اس لیے تم اپنے کاروبار کا انتظام کر لو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آئندہ چھ ماہ کے اندر اندر تم مر جاؤ گے۔ ڈاکٹر کی اس رائے سے قدرتاً امریکن کو صدمہ ہوا۔ اس نے گھر جا کر اپنی وصیت لکھی اور اپنے کاروبار کا انتظام کسی اور کے سپرد کر کے خود کسی ایسی الگ تھلگ اور خوشگوار جگہ کی تلاش میں نکلا جہاں جا کر وہ اپنی زندگی کے آخری دن گذار سکے واشنگٹن اسٹیٹ کے ایک گاؤں میں ایک غریب اور بوڑھے دہقان کے گھر میں اس نے اپنے لیے جگہ بنا لی اور خرچ خوراک رہائش مالک مکان کو دیتا رہا۔ یہ بوڑھا دہقان اور اسکی بیوی بھی کھیت میں کام کاج کرنے کے ناقابل تھے ان کے کوئی اولاد نہ تھی اور زندگی کے آخری دن جوں توں کر کے کاٹ رہے تھے ان کے مکان میں گنجائش کافی تھی ان تینوں کو خیال آیا کہ ان جیسے اور بہتیرے ایسے لوگ ہوں گے جو مرنے کے انتظار میں بیٹھے ہوں گے کیوں نہ اخبار میں اشتہار دیکر ان کو بھی وہاں ہی بلا لیا جائے چنانچہ ان کے اشتہار دینے پر بہت سی عرضیاں آئیں ان میں سے انہوں نے حسب ضرورت ایسے لوگوں (مردوں عورتوں اور بچوں) کو چن لیا جن کو متعدی مرض نہ تھا۔ مگر جن کو ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا عورتوں کو انہوں نے ایک بڑے کمرے میں علیحدہ کر دیا اور بچوں کو اکٹھا ایک کمرے میں کر دیا اور باقی کمرے آپس میں بانٹ لیے مردوں نے باہر کے کام آپس میں بانٹ لیے مگر اگر کسی کی طبیعت ناساز ہوتی تھی تو دوسرا اس کی جگہ کام کرتا تھا اسی طرح عورتیں گھر کے اندر کام کرتی تھیں۔ بچے اپنے وقت پر پڑھتے اور کھیلتے بھی تھے اور معمولی کاموں میں گھر کے لوگوں کی مدد بھی کرتے تھے ان کا سب سے بڑا اصول یہ تھا کہ ایک دوسرے کی حتی الامکان مدد کی جائے اور ان کے آخری دنوں کو خوشگوار بنایا جائے انہوں نے نہ صرف اپنے مکان کے اردگرد پھول پودے لگائے بلکہ سبزی ترکاریاں بھی لگائیں جو ان کی ضروریات سے بچ جاتیں وہ یہ گاؤں کی مارکیٹ میں جا کر بیچ آتے تھے۔

ایک دن ایک چھوٹی لڑکی نے صبح کے ناشتے کے وقت ڈرتے ڈرتے ذکر کیا کہ اسے رات کو اندھیرے میں اپنے کمرہ میں ڈر معلوم ہوتا ہے اور نیند نہیں آتی۔ ایک بڑھیا بولی مگر بیٹی تم روز سونے سے پہلے دعا مانگا کرتی ہو یا نہیں کہ یسوع مسیح تم کو سلامت رکھے اور تمہاری حفاظت کرے لڑکی بولی کہ کبھی تو میں دعا مانگ لیتی ہوں اور کبھی بھول جاتی ہوں مگر جب ڈر لگتا ہے تو یسوع مسیح یاد نہیں آتا اس پر ایک بوڑھا مرد بولا اس کا میں بندوبست کر دوں گا چنانچہ اس نے سفید دبیز کاغذ کی ایک صلیب کاٹی اور ایک سیاہ رنگ کے کپڑے کے ٹکڑے پر گوند سے چپکا دی اور پھر بازار سے جا کر فاسفورس کا پینٹ تھوڑا سا لا کر اس صلیب پر مل دیا اور اس کو اس چھوٹی لڑکی کے کمرے میں اسکی چارپائی کے سامنے دیوار پر آویزاں کر دیا۔ اب رات کے اندھیرے میں یہ صلیب فاسفورس کے پینٹ کی وجہ سے چمکتی رہتی تھی جس سے اس لڑکی کو بڑی ڈھارس بندھتی تھی اور پھر وہ کبھی نہیں ڈری۔

اس واقعہ سے ان میں سے بعض کو خیال آیا کہ اس لڑکی کی طرح اور بھی بہت سے چھوٹے بچے سارے امریکہ میں ایسے ہوں گے جو کہ رات کو ڈرتے ہوں گے اور جو رات کو سوتے وقت کی دعا بھی نہیں پڑھ سکتے ہوں گے کیوں نہ اس قسم کی صلیبیں بنا کر بیچی جائیں سب نے اس کی تائید کی کیونکہ اس کام میں بچے بھی شریک ہو سکتے تھے ان دنوں میں واشنگٹن اسٹیٹ میں الیکشن کا زور تھا اور بہت سے اشتہار سفید موٹے دبیز کاغذوں پر لکھے ہوئے جا بجا لگے ہوئے تھے اس قسم کے بہت سے اشتہار بچوں نے اکٹھے کر لیے اور صلیبیں کاٹنی شروع کر دیں بازار سے فاسفورس کی پینٹ اور ردی معمولی مخمل خرید لائے اور سینکڑوں چمکدار صلیبیں بنا کر گاؤں میں اور آس پاس کے شہروں میں بھیجنی شروع کر دیں۔ اخبار میں اشتہار دیا شہروں کے پادریوں نے اس خیال کو سراہا اور سینکڑوں صلیبوں کے آرڈر آنے شروع ہو گئے کچھ مدت بعد یہ حالت ہو گئی کہ ہر کوئی اس کام میں لگا رہتا تھا اور آرڈر پورے نہ ہوتے تھے۔ روپیہ آنے سے ان لوگوں کی خوراک و رہائش اور علاج بھی بہتر ہو گیا۔ اگرچہ چند ایک ان میں سے مر بھی گئے مگر عام طور پر یہ بات دیکھی گئی کہ جنہوں نے صرف چند مہینے جینا تھا وہ سالوں جیئے اور چند ایک تندرست ہو گئے۔

اس سچے واقعہ سے ہمیں چند ایک سبق حاصل ہوتے ہیں ان تھوڑی مہلت والوں نے باوجود ڈاکٹروں کی دل شکن اور حوصلہ پست کر دینے والی رائے کے اپنی ہمت نہیں ہاری۔ اپنی زندگی کو دوسروں کے لیے فائدہ مند بنایا۔ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہے۔ اور کچھ نہ کچھ کام کاج کر کے نہ صرف اپنا وقت گذارنے کا معقول بندوبست کر لیا بلکہ روزگار کا سلسلہ بھی پیدا کر لیا اور اپنے مذہبی خیالات پر نہ صرف قائم رہے بلکہ ان کو ترقی دی۔

سچ پوچھیئے تو انسان کی تمام زندگی ہی ایک تھوڑی سی مہلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے انسان کو عقل و تمیز دی اور جہاں اس کی دنیاوی زندگی کی نشوونما کے لیے اسباب پیدا کیے وہاں اس کی روحانی زندگی کی تکمیل کے لیے بھی ہدایات دیں اور پھر اس پر چھوڑ دیا کہ وہ اس بتائی ہوئی صراط مستقیم پر چل کر فلاح پائے۔ دنیا عارضی سامان ہے اور اس کی زینت بھی وقتی ہے باقی رہنے والی چیز اچھے اعمال ہی ہیں جو ہم اس دنیا کی زندگی میں کرتے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہیں۔

اس دنیاوی زندگی کو ایک تھوڑی سی مہلت ہی سمجھنا چاہیئے اور اس دنیا کے ساز و سامان اور تعلقات پر ہی اکتفا کر کے نہ بیٹھ جائے بلکہ یوں سمجھے کہ اس تھوڑی مہلت کو میں نے اپنی منزل مقصود اور رضائے الٰہی کے حصول کی تیاری میں خرچ کرنا ہے "ان تھوڑی مہلت والوں کی طرح۔"

خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل اور نصرت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے اپنی زندگی کو کارآمد اور دوسروں کے لئے فائدہ مند بنانا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدمت دین سے غافل نہیں ہونا ہے۔

جو اصحاب ادھیڑ عمر کو پہنچ چکے ہیں اور اپنی اولاد کے فرائض سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ اولاد یا نوکریوں سے پنشن لے بیٹھے ہیں یا اپنے کاروبار کو دوسروں کے سپرد کر چکے ہیں۔ ان کے لیئے تو کوئی عذر بھی باقی نہیں رہا۔ ان کی تھوڑی مہلت اب قریب الاختتام ہے چاہیے کہ اس قلیل وقت کو نیک مصرف میں لگائیں۔ حضرت بانی سلسلہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

عمر بگذشت و نماند است جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

—— ✣✣✣ ——

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس عقب ولرزی کالج کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح، دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

—— ✣✣✣ ——

ارشادات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

چاہیئے

کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی

اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آرام دن پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اسکے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے۔ اور اس کی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لیے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کیے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اسکی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے لیے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریا کاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ۔ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دیگی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے۔ یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کریگا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۱ تا ۱۲)

جماعتی خبریں

- حضرت امیر (خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت انہیں حاصل رہے) بخیریت اور بصحت ہیں۔ احباب اس قیمتی وجود کی صحت و زندگی کے لیے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔
- درخواست دُعا:

بزرگ راہنما جناب فاروقی صاحب ابھی بیمار ہیں۔ جناب مرزا عبدالرحمان بیگ صاحب کا دل کا اپریشن امریکہ میں ہے، محترم صالح نور صاحب کراچی میں دمہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان سب کی صحت یابی کے لئے دعائیں کریں۔

- جناب ڈاکٹر نعمان الٰہی ملک صاحب امریکہ سے اور محترمہ ثمینہ شاہو خان صاحبہ کینیڈا سے مختصر دورے پر پاکستان تشریف لائے تھے۔ حضرت امیر کی صدارت میں متعدد میٹنگیں ہوئیں جس میں مفید تجاویز پیش ہوئیں اور ان پر غور کیا گیا۔ ۹ نومبر کو وہ واپس تشریف لے گئے۔ ان کا یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب ثابت ہوا
- جناب اے ایس حسینی صاحب حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ:

میرے تمام ساتھی جنہوں نے برلن کنونشن میں شرکت کی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کنونشن کے انتظامات بہت ہی اعلیٰ درجہ کے تھے خصوصاً برلن جیسے شہر میں حلال اور عمدہ کھانا اتنے زیادہ لوگوں کو مہیا کرنا یقیناً انتظامیہ کی اعلیٰ کارکردگی کا مظہر ہے۔ ہم سب بہت ہی خوش واپس لوٹے ہیں۔ یہ کنونشن ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

- حضرت امیر کے پوتے کی نمایاں کامیابی

ڈاکٹر عبدالکریم سعید صاحب کے فرزند مجاہد احمد صاحب نے فیڈرل بورڈ اسلام آباد کے ۱۹۹۱ء کے میٹرک کے امتحانات میں اپنے کالج میں اول اور بورڈ میں ساتویں پوزیشن حاصل کی جس پر برن ہال کالج ایبٹ آباد کی طرف سے ان کو گولڈ میڈل اور فیڈرل بورڈ کی طرف سے وظیفہ دیا گیا ہے احباب اس قابل طالب علم کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ آئندہ بھی ایسی ہی کامیابی عطا کرے۔

نمائش دستکاری

سالانہ دعائیہ کے متعلق خواتین سلسلہ کا ایک ضروری فرض

جماعت کے تمام بزرگوں اور بھائیوں اور بہنوں کو بخوبی علم ہے کہ مرکزی احمدیہ انجمن خواتین لاہور نے "ایک دستکاری فنڈ" مدت سے شروع کیا ہوا ہے جس سے ہر سال انجمن کو گرانقدر اور معقول مالی امداد مل جاتی ہے۔ جماعت کی درد مند خواتین اور بچیاں کچھ دستکاری بنا کر ساتھ لاتی ہیں یا ارسال کر دیتی ہیں جو جلسہ کے موقع پر بذریعہ نمائش فروخت کر دی جاتی ہے اس طرح ہزاروں روپے چند گھنٹوں میں جمع ہو جاتے ہیں ضرورت ہے کہ تمام خواتین مصمم عزم کر لیں کہ وہ اس سال نمائش دستکاری کو گذشتہ تمام سالوں سے زیادہ کامیاب بنائیں گی جس کی واحد صورت یہ ہے کہ امسال ہر ایک احمدی خاتون اور بچی دستکاری کی کوئی نہ کوئی چیز نمائش دستکاری میں شامل کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے آئے یا پہلے بھیج دے۔ (ادارہ)

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد (خدا کی رحمت اُن پر ہو)

اجتماعی روحانیت بڑی مفید چیز ہے

ہمارا سالانہ دُعائیہ ایک امر جامع ہے

جماعت میں برکت ہوا کرتی ہے۔ جماعت میں ایک کی کمزوری دوسرے کی قوت کیساتھ مل کر کمزوری نہیں رہتی بلکہ قوت سے مبدل ہو جاتی ہے۔ طاقتوروں کی معیت کمزور کی بھی حفاظت کا موجب ہو جاتی ہے جب تک کوئی نہایت درجہ قوی روحانیت کا انسان نہ ہو اس کی تنہائی اسکی روحانیت کے لئے خطرہ سے خالی نہیں۔ اکیلے آدمی پر شیطانی وساوس اور غفلت و سستی کے حملے کارگر ہوتے ہیں رفتہ رفتہ وہ طرح طرح کے وساوس کا شکار ہو کر اور غفلت و سستی کے اثر سے مذہب سے بیگانہ اور روحانیت سے عاری ہو جاتا ہے یا کم سے کم اس میں وہ مذہبی جوش باقی نہیں رہتا جو ایک دینی مجاہد کے قلب میں ہونا چاہیئے۔

اسی لئے دینِ حقہ نے جماعت پر بڑا زور دیا ہے اگرچہ نماز بندہ کا اپنے رب کیساتھ ذاتی تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے لیکن ہر وقت میں نماز کا ایک حصہ باجماعت کر دیا تاکہ رب کیساتھ تعلق جوڑنے میں بھی جماعت کی اجتماعی روحانیت سے ایک کمزور روحانیت کا انسان فائدہ اٹھا سکے اور "ہمیں سیدھے رستے پر چلا" کی دعا مانگتے وقت برگزیدگان الٰہی کی دعاؤں کے ساتھ ایک گنہگار کی دعا بھی شرف قبولیت حاصل کر سکے اس کی مثال میں مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ آنحضرت صلعم کی طرح بہت فیاض اور سخی تھیں آپؓ کا یہ دستور تھا کہ جو کچھ وظیفہ حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں آپؓ کو بھیجتے اور بعض دفعہ بڑی بڑی رقمیں بھی بھیجتے مگر آپؓ سب خدا کی راہ میں دے دیتیں اور خود فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتیں آپؓ کے ایک بھتیجے تھے انہوں نے ایک دفعہ شکایت کی کہ آپؓ سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیتی ہیں ہمارے لیئے پیچھے ترکہ کیا چھوڑیں گی اس پر حضرت عائشہ رضؓ کو بہت رنج ہوا۔ اور اپنے بھتیجے کی اس حب دنیا سے اس قدر بیزار ہوئیں کہ اسے کہہ دیا کہ آئندہ میرے گھر میں نہ گھسنا۔ وہ بھتیجے صاحب بعد میں بہت پچھتائے اور معافی وغیرہ طلب کرنی چاہی لیکن چونکہ اس کا مکان میں داخلہ بھی بند تھا اس لیے کامیابی نہ ہوئی۔ جب اس نے آنا چاہا تو حضرت عائشہ رضؓ نے منع کر دیا کہ میرے گھر میں نہ گھسو اس نے بعض صحابہؓ سے عرض کی انہوں نے ایک دن حضرت عائشہ رضؓ کے دروازے پر جمع ہو کر درخواست کی کہ ہم سب کو اندر آنے کی اجازت دی جائے ان میں حضرت عائشہ رضؓ کا وہ بھتیجا بھی تھا حضرت عائشہ رضؓ نے اندر آنے کی اجازت دیدی اندر داخل ہوتے ہی بھتیجے نے معافی مانگی اور صحابہؓ نے سفارش کی نتیجہ یہ ہوا کہ معافی مل گئی گویا جماعت کیساتھ وہ رد کیا ہوا بھتیجا بھی باریابی پا گیا

اللہ تعالیٰ کے حضور جو جماعت کھڑی ہوتی ہے اس میں نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی ان نیکوں کی دعا کے ساتھ بدوں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ایک اجتماع کی مشترکہ اور متفقہ دعا ہوتی ہے اس کو شیخ سعدی صاحب نے اس طرح فرمایا ہے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

پس جماعت کے نیکوں کے ساتھ گنہگار بھی جناب الٰہی کے دربار میں شرف باریابی پا جاتے ہیں جس طرح خدا کی رحمت کی بارش برستی ہے تو باغ میں جہاں پھولوں اور پودوں پر برستی ہے وہاں روڑیوں پر بھی برستی ہے اسی طرح جناب الٰہی کی مغفرت اور رحمت کی بارش جب ایک جماعت پر ہونے لگتی ہے تو نیکوں اور بدوں پر بھی ہو جاتی ہے پس جماعت کی نماز جماعت کی دعا جماعت کے ساتھ مل کر کوئی خدمت دین کرنے میں جو فضل ربی کی ہوا اس جماعت پر چلتی ہے تو چھوٹے اور بڑے نیک اور بد سب پر کرم گستری ہوتی ہے۔

حضرت مولینا صدرالدین (خدا کی رحمتیں اُن پر ہوں)

حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب (اللہ کی تائید انہیں حاصل ہو) (امیر جماعت احمدیہ لاہور)

"جماعت احمدیہ کے امیر (دوئم) حضرت مولینا صدرالدین صاحب ۱۵ر نومبر کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے ان کی وفات پر حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب (اللہ کی تائید ان کے ساتھ ہو) نے اپنے جو تاثرات قلم بند فرما کر پیغام صلح کو بھیجے تھے وہ قارئین کے ازدیادِ ایمان کے لیے دوبارہ پیش کیے جاتے ہیں"

• ۱۵/۱۴ نومبر کی درمیانی شب کو جماعت احمدیہ لاہور پر ایک بھاری سانحہ گذرا۔ حضرت مولینا صدرالدین امیر جماعت احمدیہ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھی دینِ حقہ کے سلسلہ میں طویل اور قیمتی خدمات بجالانے کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور جماعت کو ایک ناقابل تلافی نقصان اور صدمہ سے دوچار کر گئے۔ آپ احمدیہ انجمن لاہور کے بانیوں میں سے ایک تھے اور ۳ مئی ۱۹۱۴ء کو اس انجمن کے قیام کے سلسلہ میں جو پہلی مجلس معتمدین قائم ہوئی آپ اس کے رکن تھے۔

مجھے آپ کو ۱۴-۱۹۱۳ء میں بڑے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا کیونکہ آپ اس زمانہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر اور میں اس سکول کا طالب علم تھا۔ آپکی پرکشش شخصیت کے جو گہرے اثرات اس مختصر سے عرصہ میں میرے دل و دماغ پر مرتسم ہوئے وہ آج تک نہیں مٹ سکے اور نہ مٹ سکیں گے۔ میں اگر یہ کہوں کہ اس زمانے کا تعلیم الاسلام ہائی سکول جو آپ کی راہنمائی میں چل رہا تھا اُس زمانے اور اِس زمانے کے انگلش میڈیم پبلک سکولوں کی نسبت کئی لحاظ سے بدرجہا بہتر تھا تو مبالغہ نہ ہوگا۔ آپ کا نظم و ضبط مثالی تھا لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ اپنے سکول کے کسی طالب علم سے کبھی سختی اور درشتی سے پیش نہیں آئے۔ بلکہ ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ وہ میرے ہی شفیق اور مہربان باپ ہیں آپکو اپنے طلباء سے اس قدر پیار ہوتا تھا کہ چھوٹے بچوں کے کھیلوں میں شامل ہو کر ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ یہی وجہ تھی کہ سکول کے نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں کا معیار بہت بلند تھا۔ آپ سکول کے تمام عملہ اور طلباء کی صرف دنیوی تربیت کا ہی اہتمام نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کی اخلاقی اور دینی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے سکول سے ملحقہ جامع نور میں پانچوں نمازیں۔ بالالتزام ادا کی جاتی تھیں اور عصر کے وقت حضرت مولانا نورالدین کے درس قرآن میں شامل ہونے کے لئے طلباء باقاعدہ آتے تھے۔ حضرت مولینا صدرالدین صاحب کی شخصیت اور اس طرح کی تربیت کا اثر تھا کہ اس سکول کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اور علامہ اقبال جیسے انسان نے اپنے بیٹے آفتاب احمد کو کسی پبلک سکول میں بھیجنے کی بجائے قادیان کے سکول میں بھیجنا پسند کیا آفتاب احمد صاحب میرے ہم جماعت تھے اس تربیت کا ایک ناقابلِ فراموش نظارہ کھیل کے میدان میں بھی دیکھنے میں آیا۔ ایک بار کھیلوں کا مقابلہ امرتسر میں منعقد ہوا۔ اسے سرکل کی کھیلوں کا مقابلہ کہتے تھے۔ بہت سے سکول شریک ہوئے ہاکی کا آخری مقابلہ قادیان سکول اور خالصہ ہائی سکول امرتسر کے درمیان ہوا۔ ہماری ہاکی کی ٹیم جیت گئی۔ جب آخری وسل بجی تو ہمارے کھلاڑی میدان ہی میں جہاں کہیں بھی تھے سب کے سب خدا کے سامنے سجدہ شکر میں گر گئے تماشائیوں پر اس منظر کا بہت گہرا اثر ہوا۔ آج بھی ہماری قومی ہاکی ٹیم کے کھلاڑی بین الاقوامی میچوں میں کوئی فائنل میچ جیتتے ہیں تو وہ سجدہ شکر میں گر جاتے ہیں یہ رسم بھی قادیان سے ہی چلی۔

ہم سب جانتے ہیں آپ قرآن کریم بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے سننے والوں پر اس کا ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ خواہ وہ درس دیتے وقت پڑھتے یا تقریر سے پہلے اور خواہ نماز پڑھاتے وقت۔ قادیان میں طلباء بڑے اصرار سے آپ کو اس پر رضامند کرتے کہ عشاء کی نماز آپ پڑھائیں۔ آپ ان کے اس مطالبہ کو کبھی تسلیم کر لیتے اور ان کی خوشنودی کے لئے نماز پڑھا دیتے ان کی قرأت سے خواہ وہ کتنی ہی مختصر کیوں نہ ہوتی قرآن کریم کے الفاظ دلوں میں اُتر جاتے اس رنگ میں آپ نے جماعت کے بچوں کی تعلیم و تربیت میں جو کردار ادا کیا ہے اس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں آپ کی خوش لباسی خوش کلامی، نفاست و ظرافتِ طبع، جرأت مندی۔ مہمان نوازی اور بے داغ بلند اخلاقی کی بدولت آپ کی شخصیت میں ایک خاص جاذبیت تھی۔ بلند اخلاقی اور اعلیٰ کردار کا یہ عالم تھا کہ جوانی کے عالم میں انگلستان اور جرمنی میں۔ . . . کے لیے تشریف لے گئے مردانہ حسن و وجاہت سے بھی اللہ تعالےٰ نے آپ کو نوازا تھا لیکن آپ نے اپنے دامن کو کبھی تر نہ ہونے دیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمارے احمدیہ انجمن لاہور سے تعلق رکھنے والے بزرگوں کے اخلاق و کردار پر کسی کو بھی کبھی انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ وہ جہاں بھی گئے لوگوں کے سامنے اپنا پاک نمونہ چھوڑ کر آئے مغربی تہذیب کی حیاسوزی اور بے باکی انہیں متاثر نہ کر سکی برلن کی خوبصورت جامع اور اس کا محل وقوع اور جرمن ترجمۃ القرآن آپ کی نفاست طبع کے منہ بولتے ثبوت ہیں۔

مجھے آپ کی جرأت مندی کے بھی دو تین واقعات یاد ہیں۔ اوکاڑہ کے مربعوں سے قابض مزارعین کو بیدخل کرانے کا کام بھی انجمن نے آپ کے سپرد کیا تھا اور یہ آپ کی ہمت حوصلہ اور جرأت مندی کا نتیجہ تھا کہ انگریز ڈپٹی کمشنر کے ذریعہ زمینوں کا قبضہ آپ نے انجمن کو دلایا۔ اس سے بڑھ کر جوانمردی آپ نے ۱۹۵۳ء میں دکھائی جبکہ آپ عمر کے ایسے حصہ میں تھے جب انسان کے اعضا مضمحل اور کمزور ہو جاتے ہیں اور جوانی کی وہ طاقت اور جوش باقی نہیں رہتا۔ ہر طرف فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا۔ لوگ احمدیہ بلڈنگس کو تہ و بالا کرنے کے درپے تھے روز خطرناک خبریں سننے میں آ رہی تھیں آپ کو بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ آپ اپنی حفاظت کی خاطر کسی اور جگہ چلے جائیں یہاں آپ کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ "ہم یہیں مریں گے یہیں جئیں گے" اس مقام کو چھوڑ کر کہاں جائیں زندگی اور موت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے"۔ اللہ نے بڑے معجزانہ طور پر آپ کی حفاظت فرمائی نہ صرف آپ کی بلکہ ساری احمدیہ بلڈنگس کی۔ اسی طرح ۱۹۷۴ء میں ہوا۔ آپ کو اپنے مؤقف کی صداقت پر پورا یقین تھا اس لیئے آپ اپنے مقام سے نہ ہلے۔

آپ ایک نہایت خوش بیان مقرر تھے۔ سیرت پر جب آپ اپنے مخصوص انداز میں بولتے تو سامعین پر ایک وجد طاری ہو جاتا اس موضوع کو نبھانے میں آپ کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی۔ ایک بار حضرت امیر جناب مولینا محمد علی صاحب (اللہ کی رحمتیں ان پر ہوں) نے بھی آپ کی تعریف فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ نے مولوی صدرالدین صاحب کو سیرت پر تقریر کرنے کا ایک خاص ملکہ عطا فرمایا ہے اور یہ آن کا ہی حصہ ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر احمدیہ بلڈنگس میں جو درس آپ ہر سال دیا کرتے تھے وہ بھی بڑے پُر تاثیر اور دلوں میں اترنے والے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ گلاوڈ سینی ٹوریم میں جہاں میں سپرنٹنڈنٹ تھا آپ تشریف لائے۔ ہم نے وہاں آپ کے اعزاز میں تقریب منعقد کی جس میں سینی ٹوریم کا سٹاف کافی تعداد میں مریض اور دیگر لوگ شامل ہوئے آپ نے اس مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے ہستی باری تعالےٰ پر جو تقریر کی اس سے سارے حاضرین بہت متاثر ہوئے اور دیر تک اسے یاد

کرتے رہے۔

---- دین کے سلسلہ میں آپ نے جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ بھی ناقابل فراموش ہیں۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب (خدا کی رحمتیں ان پر ہوں۔) جب ووکنگ مشن میں دو سال کام کرنے کے بعد واپس تشریف لائے تو ان کی جگہ جناب مولانا صدرالدین صاحب کو وہاں بھیجا گیا اور آپ نے اس کام کو بطریق احسن جاری رکھا آپ غالباً ۱۹۱۶ء میں واپس آئے۔

۱۹۱۸ء میں انجمن نے مسلم ہائی سکول قائم کیا اور اس کے ساتھ سینیئر کیمبرج کی کلاسیں بھی کھولیں تو آپ کو اس کا پرنسپل بنایا کیونکہ آپ نے قادیان میں جو کام کیا تھا اس کے پیش نظر آپ سے زیادہ موزوں آدمی ہمیں نہیں مل سکتا تھا آپ کی زیر نگرانی یہ سکول اور کالج اس قدر نیک نام ہوا کہ معزز ترین خاندانوں کے چشم و چراغ جو بڑی آسانی سے ایچیسن کالج میں داخلہ لے سکتے تھے یہاں آکر داخل ہوئے مثلاً نواب گورمانی مرحوم سابق گورنر پنجاب، سید امجد علی شاہ سابق وزیر خزانہ، جناب سید انیب علی شاہ صاحب کے صاحبزادگان اسی درس گاہ کے طالب علم رہ چکے ہیں۔ اس سکول کے نظم و ضبط اور اعلیٰ تعلیمی معیار کو دیکھتے ہوئے ڈائریکٹر تعلیم مسٹر کراس نے جو سکول کے اچانک معائنہ کے لئے آئے تھے یہ ریمارکس دیئے۔

"I CAME TO SURPRISE THE SCHOOL BUT I FIND MYSELF SURPRISE"

ترجمہ: "میں تو اس سکول کے اچانک معائنہ کے لئے آیا تھا لیکن اسے دیکھ کر میں خود ہی حیران ہو گیا"

اسی سکول کے ایک سابق طالب علم جناب عاشق حسین بٹالوی جو بعد میں مشہور ادیب اور مصنف بنے اور پنجاب میں مسلم لیگ کے سیکرٹری بھی رہے ہیں۔ وہ احمدی نہیں ہیں لیکن لکھتے ہیں۔ "احمدیت کی فضا میں زمانہ طالب علمی کی جو کیفیت دل پر نقش ہوئی وہ مٹنے میں نہیں آتی۔ بورڈنگ (مسلم ہوسٹل) میں رہتے تھے صبح سویرے مرحوم اکبر شاہ خان نجیب آبادی قرآن کا درس دیتے تھے سکول لگنے پر جناب مولانا صدرالدین... حدیث کے منتخب سے سبق سے آغاز کرتے تھے پچھلے پہر احمدیہ بلڈنگس کا رخ کرتے تھے وہاں جناب مولانا محمد علی صاحب کا درس قرآن ہوتا تھا۔۔۔ بھلا یہ نقش کبھی مٹ سکتا ہے؟" حوالہ پیغام صلح ۶ جون ۶۲ء

۱۹۱۹ء میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب ووکنگ مشن کے کام کے لئے دوبارہ تشریف لے گئے ۱۹۲۲ء میں انجمن نے برلن میں ۔۔۔ کے لئے مشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو جناب مولانا صدرالدین صاحب دسمبر ۱۹۲۲ء میں وہاں تشریف لے گئے۔ آپ تین چار سال تک ۔۔۔ کا کام سرانجام دیتے رہے وہاں آپ نے جرمن زبان میں ایک رسالہ "مسلمش ریویو" جاری فرمایا جس کے اعلیٰ پایہ کے مضامین کی وجہ سے اعلیٰ طبقہ کے عالم فاضل جرمن دین حقہ میں داخل ہوئے جرمنی میں اپنے قیام کے دوران میں آپ نے ایک شاندار جامع تعمیر کی جو فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ اور مغربی برلن کا زیور ہے اس فن تعمیر میں آپ کے اعلیٰ ذوق کا بھی پتہ ملتا ہے یہ جامع آپ کی نفاست طبع کا ایک اعلیٰ نمونہ اور یادگار ہے۔ ۔۔۔ کے سلسلہ میں جرمنی میں آپ کو جن مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا ان کا بھی آپ نے بڑی پامردی اور استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ایک اجنبی ملک اور تنہا انسان نہ دوست اور نہ رشتہ دار اور نہ کوئی مددگار ایسے حالات میں مشکلات کا مقابلہ کرنا اور ثابت قدمی دکھانا بڑی جرأت اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

جرمنی سے واپس آنے کے بعد آپ نے مختلف حیثیتوں میں انجمن کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ مدت تک انجمن کے نائب صدر رہے اور ۵۱ء میں حضرت امیر جناب محمد علی صاحب (خدا کی رحمتیں ان پر ہوں) کی وفات کے بعد جماعت کے امیر منتخب ہوئے۔ اور آخری سانس تک اس کے قائد رہے اس عرصہ کے دوران آپ نے احمدیہ ہال اور احمدیہ مارکیٹ ۵-۴ تعمیر کرائیں جن سے انجمن کی آمدنی میں معتدبہ اضافہ ہوا۔ یہ عمارتیں بھی آپ کی محنت اور ہمت کی ناقابل فراموش یادگار رہیں۔

آپ کی وفات سے جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور آپ کی جدائی کو بڑی شدت سے محسوس کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی قربت سے نوازے اور جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔ آمین۔

وہ جس نے کیا دین کو دنیا پہ مقدم

حضرت امیر جناب مولانا صدرالدین (خدا کی رحمتیں ان پر ہوں۔) نے ۱۹۷۰ء میں ٹرینیڈاڈ، سرینام، انگلستان، جرمنی وغیرہ کا دورہ فرمایا اور ۱۹ رجولائی ۱۹۷۰ء سے ۱۲ راکتوبر ۷۰ء تک تقریباً تین ماہ آپ نے پاکستان سے باہر گذارے اس عرصہ میں آپ نے بے شمار لیکچر دیئے اور یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ دورہ پر روانگی سے قبل ان کے ایک عقیدتمند شاعر نے بالفاظ ذیل آپ کو جو خراج عقیدت پیش کیا تھا وہ اس قابل ہے کہ اسے دوبارہ اخبار کی زینت بنایا جائے۔ (ادارہ)

+
+
+

وہ پیکر تنویر جو پیری میں جواں ہے
لاریب ۔۔۔ کی صداقت کا نشاں ہے

اوصاف محمدؐ کا ثنا خواں اگر ہے — دانائے مقامات ۔۔۔ زماں ہے
وہ جس نے کیا دین کو دنیا پہ مقدم — وہ جس کی نظر محرم اسرار نہاں ہے
وہ جان دو عالم کی اداؤں کا فدائی — دنیا کی طلب ہے نہ غم سود و زیاں ہے
جو تارک لذات ہوا حق کی طلب میں — جو فقر میں بھی باعث صد رشک شہاں ہے
آداب جنوں آتے ہیں اس مرد جری کو — برلن کی فضاؤں میں گرامی جس کا نشاں ہے
میخانۂ افرنگ میں مینائے ہدایت — جو طرب گذ ۔۔۔ نغمہ خواں ہے
حق ترسی و ایثار خطا پوشی و شفقت — جس قوم میں ہوں خالق تقدیر جہاں ہے
لڑتا رہا تا عمر جہان تگ و دو میں — آفات و بلیات میں مانند بیلاں ہے
یہ ولولۂ عشق، یہ پابندئ پیماں — صد سالہ جو اک وادی سلمیٰ کو رواں ہے
یہ عمر یہ ۔۔۔ کا جذبہ یہ عزیمت — حیرت نہ وہ اس بزم کا ہر پیر و جواں ہے

اس مرد خدامست کا حق حامی و ناصر
جو نصرت دین کی راہوں پہ رواں ہے۔

+

پندرہ روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۱۵ ر نومبر ۱۹۹۱ء
باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

روحانی فوائد حاصل کرنے کیلئے

پہلے اپنے آپ کو دکھ اور تکالیف اٹھانے کیلئے تیار کرلینا چاہیئے

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

بعض لوگ آتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پھونک مارو کہ اولیاء اللہ بن جاویں اور ہمارا سینہ صاف ہو جاوے اور روحانی معراج پر پہنچ جاویں اور ہمارے قلب میں پاکیزگی پیدا ہو جاوے ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سب کچھ دکھوں اور تکالیف کے بعد مل جاتا ہے اور ضرور مل جاتا ہے مومن کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا جب انسان دنیا کے لئے طرح طرح کی تکالیف برداشت کر لیتا ہے ایک کسان کو ہی دیکھو کہ پہر رات کے قریب اٹھتا ہے ہل جوتتا ہے اور کتنی تکالیف اٹھاتا اور محنت کرتا ہے نہ رات کو آرام کرتا ہے اور نہ دن کو۔ بلکہ جب بہت سی مشکل کے بعد فصل پک بھی جاتا ہے اس وقت بھی اس کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا مصائب اٹھاتا ہے اور اپنے عیال و اطفال سے علیحدگی اختیار کر کے اسے کاٹتا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے کیسے کیسے دکھ اٹھاتا ہے اور اس دنیا کے لئے جو آج ہے اور کل فنا ہو جائیگی مارا مارا پھرتا ہے اور مصیبت پر مصیبت اور دکھ پہ دکھ اٹھاتا ہے تو کیا پھر دین ہی ایسی چیز ہے جو محض پھونک مارنے سے حاصل ہو جاتا ہے اور اس میں کسی امتحان آزمائش اور محنت کی ضرورت نہیں؟

وہ بندگی ہی نہیں جو دکھ درد کے ساتھ نہیں

وہ تو بندگی ہی نہیں جو دکھ درد کے ساتھ نہیں۔ ہندوؤں کے گوروؤں کی طرح کسی تالاب یا عمدہ حوض کے کنارے پر بیٹھ کر با آرام زندگی بسر کرنا اور سرسبز ہری بھری جگہ پر لیٹ کر خدا تعالیٰ کی یاد کرنے سے کچھ نہیں بنتا۔ چاہیئے کہ ابتلاؤں اور امتحانوں میں ثابت قدم رہو اور خدا تعالیٰ کے لئے جان دینے میں بھی فرق نہ رکھو اور اس کی راہ میں قربان ہونے کے لئے ہر وقت تیار رہو۔

جب انسان اپنے دل میں فیصلہ کر لیتا ہے اور دکھ کے لئے تیار رہتا ہے تب پھر خدا بھی ملتا ہے اور روحانی فائدہ بھی ہوتا ہے۔ یہی سنت اللہ ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی اور انبیاءؑ کا سلسلہ شروع ہوا بغیر دکھ اور تکالیف کے برداشت کرنے کے خدا تعالیٰ راضی نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی دین حاصل ہوتا ہے۔

ذبح ہونے کے بعد زندگی ملتی ہے۔

بعض لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کسی جنتر منتر یا پھونک سے ہی ہمیں اولیاء اللہ بنا دیویں اور ایک زندگی کی روح پھونک دیویں۔ مگر خدا تعالیٰ تو پہلے ذبح کر لیتا ہے اور پھر زندہ کرتا ہے۔ بلکہ ایسے ایسے امتحانوں اور آزمائشوں کے وقت انسان خود بھی معلوم کر لیتا ہے کہ اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ایسے امتحانوں میں پورا اترنے کے بعد خدا تعالیٰ ضرور ملتا ہے جب تک انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اور مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتا تب تک ترقی کی امید بھی نہیں ہو سکتی۔

سالانہ دعائیہ قریب آرہا ہے
کیا آپ نے اس میں شرکت کی تیاری مکمل کر لی ہے؟

جماعتی خبریں

- حضرت امیر (اللہ تعالیٰ کی تائید ان کو حاصل رہے۔) بخیریت اور بصحت ہیں۔ اور دینی کاموں میں مصروف ہیں۔ احباب اس نادر وجود کی زندگی و صحت کے لئے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔
- درخواست دعا :

مکرم جناب این اے فاروقی صاحب تاحال بیمار ہیں۔ میاں رشید احمد صاحب ملتان۔ صاحبزادہ محمد احمد صاحب سرائے نورنگ، مرزا محمد لطیف صاحب جہلم شیخ اقبال احمد صاحب اسلام آباد۔ شیخ عبد الغنی صاحب، شیخ غلام ربانی صاحب شیخ محمود اقبال صاحب طہوسی صاحب، فخر الدین صاحب اہلیہ محترمہ چوہدری محمود احمد صاحب اہلیہ محترمہ نسیم حیات صاحب راولپنڈی۔ بیمار ہیں۔

احباب ان سب کی صحت کے لیے دعا کریں۔

- سانحہ ارتحال :

مرزا عطا الرحمٰن ریٹائرڈ انجینئر راولپنڈی انتقال کر گئے ہیں۔ احباب سے ان کی نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

تعزیت کے لئے پتہ :

مرزا سعید الرحمٰن ریڈیو پاکستان مکان نمبر I A/۵۱/ ۹۸۰
فاروق نگر نزد قاسم مارکیٹ ڈھوک چوہدریاں راولپنڈی چھاؤنی

احمدیہ انجمن انڈونیشیا کا سالانہ جلسہ :

انڈونیشیا میں ہمارے نوجوان مبلغ جناب یاتیمین صاحب نے حضرت امیر کی خدمت میں اپنے خط مورخہ ۵ نومبر ۹۱ء میں جماعت انڈونیشیا کی سرگرمیوں کے بارے میں اور کچھ اپنے بارے میں تفصیلات ارسال کی ہیں قارئین کی دلچسپی کیلئے خط کے چند اقتباس پیش خدمت ہیں۔

آپکا شفقت نامہ ۹ ستمبر ۹۱ء ملا۔ آپکی نظر التفات کیلئے بیحد مشکور ہوں۔ میں آپکو اور دار السلام میں تمام بہن بھائیوں کو یاد کرتا ہوں اور میری دلی تمنا ہے کہ ایک مرتبہ پھر لاہور جاؤں۔ جماعت ہائے انڈونیشیا کا سالانہ جلسہ ۲۴ تا ۲۶ دسمبر ۱۹۹۱ء سنٹرل جاوا کے شہر ماگالانگ کے مقامی ہوٹل کے ہال میں منعقد ہوگا۔ اس میں مختلف موضوعات پر پندرہ مقالے پڑھے جائیں گے۔ میں بھی اس موقع پر ایک مقالہ پڑھوں گا جس کا عنوان موجودہ دور میں جماعت کی تنظیم کی اہمیت پر ہوگا۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں آپ کو باقاعدگی سے خط نہیں لکھتا اسکی ایک وجہ مختلف ذمہ داریاں ہیں جو میرے سپرد کی گئی ہیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

وائس پرنسپل جنرل ہائی سکول، احمدیہ انجمن انڈونیشیا سیکرٹری ۳، مبلغ احمدیہ انجمن انڈونیشیا چیف ایڈیٹر ماہنامہ میڈیا کمیونیکاسی

میں جب ۱۹۸۳ء میں پاکستان سے واپس انڈونیشیا آیا تو میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا اور ایجوکیشن میں گریجوایشن کیا۔ اور اب جماعت کے مختلف شعبوں سے منسلک ہوں اور خدمت سرانجام دے رہا ہوں۔ میری بیوی نے انڈونیشیا کی مشہور یونیورسٹی گاجا مادا سے سائیکالوجی میں ایم اے کیا اور اس یونیورسٹی میں لیکچرار ہیں۔ آپ سے گذارش ہے کہ ہم سب کی صحت و ترقی کے لیے دعائیں کریں۔

+++

اپیل برائے دعائیہ فنڈ ۹۱ء

احباب و خواتین سلسلہ !

مزاج شریف !

جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے کہ ہمارا دعائیہ اجتماع ۲۴ تا ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء ہو رہا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی للہ فی اللہ جماعت کو کئی خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سالانہ دعائیہ اجتماع کا انعقاد ایک ایسی خصوصیت ہے جو دینی اور جماعتی زندگی کی بنیاد ہے۔ اس اجتماع کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ ہر مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور انکی معلومات وسیع ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو علاوہ ازیں اسکے کئی معاشرتی فوائد بھی ہیں جو صرف سالانہ اجتماعات سے ہی پورے ہو سکتے ہیں اسلیے جماعت کے تمام احباب و خواتین کی بالفعل شرکت اس میں بیحد ضروری ہے موجودہ دور میں جبکہ افراطِ زر کیوجہ سے ہر چیز مہنگی ہو گئی ہے اور عام طور پر ہر فرد کیلئے کچھ مشکلات پیدا ہو گئی ہیں خدمت دین اور فلاحِ جماعت کے ذرائع بھی بہت سے اخراجات کے متقاضی ہیں احباب و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ موجودہ مخصوص مہنگائی کے پیش نظر دل کھولکر دعائیہ فنڈ میں چندہ دیں اور اپنی درخشندہ روایات کو قائم و جاری رکھیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

والسلام ، منصور احمد
جنرل سیکرٹری انجمن - دار السلام - لاہور

مولانا مرتضیٰ خان حسن (خدا اُن پر رحمت کرے) بچوں کا صفحہ

حضرت نوحؑ کی کہانی

یہ مضمون ۲۶ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان ریڈیو لاہور سے نشر کیا گیا۔

پیارے بچو! خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے وہ ہر زمانہ میں ایسے انسان بھیجتا رہا ہے جو لوگوں کو نیکی کا راستہ دکھائیں اور برائی کے رستہ سے بچائیں ایسے انسانوں کو نبی یا رسول کہتے ہیں۔ حضرت نوحؑ جن کی کہانی آج ہم تمہیں سنانا چاہتے ہیں۔ یہ بھی ایک نبی تھے یہ بہت پرانے زمانے میں ہوئے ہیں۔ ہزاروں سال گذر گئے مگر یہ مشہور بہت ہیں۔ قرآن مجید میں کوئی ۴۰ جگہ ان کا ذکر آیا ہے اور ایک پوری سورت ان کے ذکر میں ہے اس سورت کا نام بھی سورہ نوحؑ ہے۔

حضرت نوحؑ اس وجہ سے بھی مشہور ہیں کہ ان کے زمانے میں ایک بہت بڑا طوفان آیا جس کو طوفان نوحؑ کہتے ہیں اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اور پہلی کتابوں میں بھی اس طوفان سے دنیا کا ایک حصہ غرق ہو گیا تھا۔ بلکہ عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ سوائے چند کے باقی ساری دنیا فنا ہو گئی تھی اور نوحؑ کے بعد پھر نئے سرے سے دنیا آباد ہوئی۔

پیارے بچو! جس زمانے میں خدا نے حضرت نوحؑ کو نبی بنا کر بھیجا اس زمانہ میں دنیا کے لوگ بڑے شریر، ظالم، سرکش اور ضدی تھے۔ ان میں بڑے بڑے عیب پائے جاتے تھے۔ وہ گناہوں میں غرق اور سخت برے کام کرتے تھے۔ وہ خدا کو نہیں مانتے تھے اور خدا کے بندوں سے بھی برا سلوک کرتے تھے۔ حضرت نوحؑ نے ان کو سمجھایا کہ اے میری قوم! تم ٹیڑھے رستے پر چل رہے ہو تم خدا کو نہیں مانتے جس نے تم کو اور ساری دنیا کو پیدا کیا ہے تم اس کی پرستش نہیں کرتے بلکہ دوسری چیزوں کو تم نے خدا بنا رکھا ہے اور ان کی پوجا کرتے ہو۔ تم ایک خدا کو مانو اور اس کے سامنے جھکو۔ اس کی پرستش کرو اور اس سے ہی مرادیں مانگو۔ خدا کے بندوں سے نیک سلوک کرو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت رکھو۔ اے میری قوم! میں محض تمہاری بھلائی کے لئے تم کو نصیحت کرتا ہوں اور اس کا کوئی اجر یا معاوضہ تم سے نہیں مانگتا۔ اے میری قوم! تمہارے اندر بڑے بڑے عیب پائے جاتے ہیں ان کو چھوڑ دو، اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ نیک اور راستباز بن جاؤ۔ ایک خدا کو مانو اور اس کے آگے جھکو۔ اس سے اپنے گناہ بخشواؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم پر خدا کے بڑے فضل ہوں گے۔ وہ بارشیں برسائے گا جس سے تمہارے کھیت اور باغ سرسبز ہوں گے۔

تم کو مال دے گا۔ اولاد دے گا اور بہت سی نعمتیں دے گا اے میری قوم تم کو کیا ہو گیا کہ تم خدا کو نہیں مانتے اور اس کی بڑائی کا تم کو خیال نہیں۔ کیا تم خدا کی قدرت کے کرشمے نہیں دیکھتے جس نے آسمان بنایا۔ زمین بنائی چاند اور سورج بنائے کیا تم ایسی قدرتوں والے خدا کو چھوڑتے ہو۔

حضرت نوحؑ نے انہیں بار بار نصیحت کی اور بہت سمجھایا مگر قوم کے اکثر لوگوں نے ان کی نصیحت پر کان نہ دھرا قوم کے بڑے بڑے سرداروں نے کہا اے نوحؑ ہم تو یہ سمجھتے ہیں تم گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا۔ اے میری قوم! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں گمراہ تو تم ہو۔ اور میں تم کو گمراہی سے نکالنے کے لئے خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں کہ بدیوں سے باز آجاؤ اور نیک بن جاؤ۔ کیا تمہیں تعجب ہے کہ خدا نے تم میں سے ایک شخص کو تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا جو تم کو نیکی کا رستہ بتاتا ہے اور خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے اگر تم پر میرا مقام اور میرا سمجھانا گراں گذرتا ہے تو تم جو چاہو میرے خلاف منصوبہ بناؤ۔ پھر دیکھو خدا کس کی مدد کرتا ہے۔ قوم کے سرداروں نے کہا ہمیں تو تم میں کوئی بڑائی نظر نہیں آئی اور جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں وہ بھی کمینے اور نیچ ہیں۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو۔ حضرت نوحؑ نے کہا کہ خدا نے مجھے سمجھ دی ہے اور تم اس نعمت سے محروم ہو۔ میرا کام تم کو سمجھانا ہے میں زبردستی کوئی بات تمہارے ذہن نشین نہیں کر سکتا اور تمہارے کہنے سے میں ان لوگوں کو جو میرے ساتھ ہوتے ہیں اور مجھ پر ایمان لاتے ہیں اپنے سے الگ نہیں کر سکتا۔ اگر میں ایسا کروں تو خدا مجھ سے ناراض ہو جائے۔ میرا کام خدا کے حکم کو پہنچا دینا ہے اس کے علاوہ مجھے کسی بڑائی کا دعویٰ نہیں۔

غرضیکہ الگ الگ موقعوں پر حضرت نوحؑ اپنی قوم کو برابر سمجھاتے رہے اور بڑے صبر سے نصیحت کرتے رہے مگر یہ بدنصیب قوم انکار ہی کرتی رہی۔ قوم کے سردار کہتے کہ اصل میں یہ شخص بڑا بننا چاہتا ہے اگر خدا نے ہماری طرف کسی کو بھیجنا ہوتا تو وہ فرشتے بھیجدیتا۔ یہ کہتا ہے خدا کو مانو اور دوسری چیزوں کی پرستش چھوڑ دو۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو ہم نے اپنے باپ دادا سے نہیں سنیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص پاگل ہے۔ (معاذ اللہ)

باوجود اس کے کہ حضرت نوحؑ ان کو سمجھاتے رہے کہ دیکھو برے کام چھوڑ دو، خدا سے ڈرو۔ اور جو میں کہتا ہوں اس کو مانو۔ مگر قوم کے لوگ یہی کہتے کہ ہم تجھے کس طرح مانیں تو ہمارے جیسا ایک انسان ہے اور بس۔ تیری باتیں ہمیں پسند نہیں اور اگر تو یہ باتیں نہیں چھوڑے گا تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے۔ یعنی پتھر مار مار کر مار ڈالیں گے۔

پھر ایک دن جب حضرت نوحؑ نے بہت سمجھایا تو کہنے لگے کہ بس اب بہت باتیں ہو چکیں اور بہت جھگڑا ہو چکا۔ جا ہم پر اپنے خدا کا عذاب لے آ۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا عذاب کا لانا میرے اختیار میں نہیں۔ ہاں جب خدا چاہے گا عذاب بھی بھیجدیگا۔ اور پھر اس عذاب سے بچنا تمہارے لئے محال ہو جائیگا۔ اسی طرح حضرت نوحؑ نے ان کو ساڑھے نو سو برس سمجھایا۔ مگر سوائے تھوڑے سے کے سب نے انکار ہی کیا۔ اور خدا کی شان جو ان کی اولاد پیدا ہوئی وہ بھی باپ دادا کے نقش قدم پر چلی۔ آخر جب حضرت نوحؑ کو پچاس کم ایک ہزار سال سمجھاتے گذر گئے اور وہ نہ مانے اور آخر جب حضرت نوحؑ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ان کی بات نہیں مانتے اور اپنی بری عادتیں نہیں چھوڑتے بلکہ دوسروں کو بھی بری راہ پر لگاتے ہیں اور گمراہ کرتے ہیں بڑے باغی سرکش اور مغرور ہیں اور خدا نے بھی حضرت نوحؑ کو خبر دی کہ یہ ماننے والے نہیں تو حضرت نے تنگ آکر خدا کے حضور میں دعا کی کہ اے خدا! میں نے ان کو بہت سمجھایا اور بار بار سمجھایا کہ خدا کو مانو خدا کی عبادت کرو اور برے کام چھوڑ دو۔ اے خدا میں نے ان کے سمجھانے میں دن رات ایک کر دیا لیکن یہ لوگ اس نصیحت سے بھاگتے رہے جس قدر میں نے ان کو سمجھایا اسی قدر یہ باغی رہے میں نے اکیلا اکیلا بھی اور پردے میں بھی سمجھایا مگر انہوں نے ایک نہیں سنی۔ میں نے ان کو بتایا کہ اگر تم خدا پر ایمان لاؤ گے تو وہ تم پر بڑی مہربانیاں کرے گا۔ تم پر بارشیں برسائے گا جس سے تمہاری کھیتیاں اور باغ سرسبز ہوں گے۔ وہ تم کو مال و دولت سب کچھ دیگا مگر انہوں نے میری نصیحت نہیں مانی۔ یہ تم کو نہیں مانتے اور نہ برے کاموں کو چھوڑتے ہیں۔ اس قوم کا دنیا پر رہنا دوسروں کی گمراہی کا باعث ہوگا۔ اور اس طرح سے ساری خلقت گمراہ ہو جائے گی۔

اے خدا میں تو عاجز آگیا۔ اب میرا اور میری قوم کا فیصلہ فرما۔ ان ظالموں کو ایسا فنا کر

کہ ان میں سے ایک بھی نہ بچے۔

خدا نے حضرت نوحؑ کی دعا سن لی اور اسے خبر دی کہ یہ قوم ایک سخت طوفان سے غرق کر دی جائیگی۔ تم ایک کشتی بناؤ۔ طوفان کے وقت تم خود تمہارے گھر والے اور تمہارے ساتھی اس میں سوار ہو جائیں اور اس کے ساتھ ہی ہر چیز کے دو دو جوڑے بھی کشتی میں رکھ لو۔

جب خدا سے خبر پاکر حضرت نوحؑ کشتی کے بنانے میں مصروف تھے تو قوم کے لوگ پاس سے گذرتے اور ان کی ہنسی اڑاتے کہ واہ کیا کہنے ہیں خشکی میں ہی کشتی چلانے لگے۔

حضرت نوحؑ ان سے کہتے تم جس قدر چاہو ہنس لو۔ تم عذاب والے دن دیکھو گے کہ کون ہنستا ہے اور کون روتا ہے۔ جب کشتی بن چکی تو خدا کے وعدہ کا دن بھی آگیا آسمان سے موسلادھار بارش شروع ہو گئی کہتے ہیں کہ چالیس دن متواتر بارش ہوتی رہی زمین سے پانی کے چشمے ابل پڑے چاروں طرف پانی ہی پانی پھیل گیا۔
خدا کی پناہ بہت بڑا طوفان آگیا حضرت نوحؑ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہتے ہوئے کشتی پر سوار ہو گئے اور آپ کے گھر کے لوگ اور دوسرے لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے وہ بھی اس میں سوار ہو گئے اور ہر چیز کے جوڑے بھی اس کے اندر رکھ لیئے گئے۔
حضرت نوحؑ کی کشتی پانی کی موجوں میں پھیرے کھاتی رہی۔ پہاڑ کی طرح تیرتی جاتی تھی۔ پانی بہت اونچا چڑھ گیا کہتے ہیں پہاڑ بھی پانی میں ڈوب گئے۔ گھروں کے گھر تباہ و برباد ہو گئے۔
دیکھو خدا کی نافرمانی اور خدا کے رسول کی بات نہ ماننے کا نتیجہ کیا ہوا۔ ساری قوم خدا جانے کتنے لاکھ انسان تھے جو طوفان کی نذر ہو گئے۔ برے کاموں کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام کنعان تھا۔ وہ بھی ایمان نہیں لایا تھا۔ اور برے کام کرتا تھا۔ حضرت نوحؑ نے عین طوفان کے وقت اس کو پکارا کہ اے بیٹا خدا کو مان اور آ کشتی میں سوار ہو جا۔ بدنصیب بیٹے نے جواب دیا کہ میں اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا باپ نے کہا کہ اے بیٹا آج کوئی پہاڑ خدا کے غضب سے بچا نہیں سکتا۔ مگر اس نے نہ مانا۔ پانی کی ایک موج آئی اور اس کو بہا کر لے گئی۔
حضرت نوحؑ نے خدا سے عرض کی تھی کہ اے خدا! میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے تھا اور تیرا وعدہ ہے کہ تو میرے گھر والوں کو بچا لے گا۔ خدا تعالےٰ نے جواب دیا کہ اے نوحؑ تیرے گھر والے وہی لوگ ہیں جو تجھ پر ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیا۔
یہ تیرا بیٹا گھر والوں میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں تھے۔ دیکھو پیارے بچو! اس کے اندر ہمارے لیے سبق ہے کہ اصل چیز نیک عمل ہے جس سے انسان کامیاب ہوتا ہے کسی کا بیٹا بن جانے سے انسان کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تو خیر جب ساری قوم وہ ظالم قوم جس کو حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک سمجھایا اور پھر بھی انہوں نے حضرت نوحؑ کی بات نہ سنی اور برے کام نہ چھوڑے غرق ہو گئی تو خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اے زمین اب پانی نگل جا تو زمین کے چشمے خشک ہو گئے اور آسمان کی بارش تھم گئی۔
دیکھو خدا سب باتوں پر قادر ہے اب حضرت نوحؑ کی کشتی تیرتی تیرتی بالکل صحیح سلامت جودی پہاڑ پر آ ٹھہری جو ملک شام میں موصل کے قریب ہے۔

بدکار لوگ تباہ ہو گئے۔ نیکوں کو خدا تعالیٰ نے بچایا۔ کہتے ہیں کہ نوحؑ کے تین بیٹے ان کے ساتھ کشتی میں بچ رہے اور اب جو کل دنیا آباد ہے انہی تین بیٹوں کی اولاد ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ طوفان ساری دنیا پر آیا مگر بعض کہتے ہیں کہ دنیا کے ایک حصہ پر آیا۔ اور جب آیا اس کو نیست و نابود کر گیا۔ اس واقعہ کے اندر عقل والوں کے لئے بہت سے سبق ہیں۔ +

—+++—

کتابوں پر تبصرہ :

از جناب فخر الدین احمد صاحب راولپنڈی

"مردِ حق"

شائع کردہ : شیخ میاں محمد فاؤنڈیشن۔ لاہور
مقام اشاعت: ۱- E / ۱۲۱ گلبرگ III ۔ لاہور

جماعتوں اور تحریکوں میں پیش رو بزرگوں کے حالاتِ زندگی آنے والی نسلوں کے لئے نشانِ راہ ہوتے ہیں۔ دینی تحریکوں کے علمبرداروں کا صدق وصفا اور مجاہدہ خدا نمائی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ حضرت شیخ میاں محمد (خدا ان پر رحمتیں نازل کرے) سلسلہ کے ان جلیل القدر بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے بانی سلسلہ احمدیہ کا عہد پایا۔ ان کی صحبت میں رہنے اور ان کی کتابوں کو پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت میاں صاحب کی ولادت باسعادت ان ایام میں ہوئی جب بانی سلسلہ احمدیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب براہین احمدیہ کی تالیف و تصنیف میں مصروف تھے۔ بلاشبہ حضرت میاں صاحب ان معدودے چند خوش قسمت بزرگوں میں سے ہیں جنہیں بانی سلسلہ کو شناخت کرنے اور ان کی معیت اختیار کرنے کی توفیق ملی اور اس مشن کی خدمت اعانت اور راہنمائی کا موقعہ میسر آیا۔ "مردِ حق" حضرت میاں صاحب کی تاباں اور درخشاں حیات کا مرقع ہے اسکے اوراق پر ممدوح کی دینداری دین سے محبت مخلوقِ خدا سے ہمدردی حاجتمندوں کی حاجت برآری اہلِ علم اہلِ فضل اور اہلِ کمال کی سرپرستی تبتل الی اللہ، دین کی سربلندی اور توحید کی عظمت کیلئے جاں مال سے ایثار کوششوں اور تدبیروں کی داستان پھیلی ہوئی ہے ایسے خدا دوست اور خدا نما وجود کبھی کبھی صفحۂ ہستی پر آتے ہیں۔ یہ نازش آفریں ہستیاں جب دار البقا کو جاتی ہیں تو ان کی جبینوں کی تابانی ظلمت کدۂ حیات میں گم گشتگان راہ کیلئے چراغ راہ کا کام دیتی ہے۔

فاؤنڈیشن کی یہ بڑی علمی اور دینی خدمت ہے کہ اس نے سلسلہ کے ایک جلیل القدر راہنما، عالم باعمل، صداقت، دیانت اور امانت کے مجسمہ صدق و صفا، زہد و ورع خدا خوفی راست بازی، راست روی اور راست گوئی کے پیکر، حق گوئی اور بے باکی کے مظہر، کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی۔ مرحوم کی پاکباز زندگی کا ہر پہلو متلاشیانِ حق کے لئے نمونہ ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس کتاب کا خصوصیت سے مطالعہ کرنا چاہیئے دینی اور دنیاوی رفعتوں کو پانے کا یہ ایک آسان ذریعہ ہے۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کیپار رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن لاہور کا ترجمان
پندرہ روزہ
پیغام صلح لاہور
مدیر: عبدالعزیز
صرف احباب جماعت کے لئے
مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء
جلد: ۷۸
شمارہ: ۲۰

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

•

" وہ آدمی جو کسی ربانی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی یا آسمانی کتابوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے بہت صاف امر ہے دیکھو آنکھ میں بھی ایک روشنی اور نور ہے لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر دیکھ نہیں سکتی۔ آنکھ خدا نے دی ہے ساتھ ہی دوسری روشنی بھی پیدا کر دی ہے کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے۔ اسی طرح اپنی عقل جب تک آسمانی نور اور بصیرت اس نور کے ساتھ نہ ہو کچھ کام نہیں دے سکتا۔ نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم مجرد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو طریق مقرر کیا ہے اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۸۲)

•

" زبان سے دعویٰ کرنا کہ میں نجات پا گیا ہوں یا خدا تعالیٰ سے قوی رشتہ پیدا ہو گیا ہے۔ آسان ہے لیکن خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ وہ کہاں تک ان تمام باتوں سے الگ ہو گیا ہے جن سے الگ ہونا ضروری ہے یہ سچی بات ہے کہ جو ڈھونڈھتا ہے وہ پا لیتا ہے سچے دل سے قدم رکھنے والے کامیاب ہو جاتے ہیں اور منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ جب انسان کچھ دین کا اور کچھ دنیا کا ہوتا ہے آخر کار دین سے الگ ہو کر دنیا ہی کا ہو جاتا ہے۔ اگر انسان ربانی نظر سے مذہب کو تلاش کرے تو تفرقہ کا فیصلہ بہت جلد ہو جائے۔ مگر نہیں یہاں مقصود اور غرض یہ ہوتی ہے کہ میری بات رہ جائے۔ دو آدمی اگر بات کرتے ہیں تو ہر ایک ان میں سے یہی چاہتا ہے کہ دوسرے کو گرا دے۔ اس وقت تو چیونٹی کی طرح تعصب، ہٹ دھرمی اور ضد کی بلائیں لگی ہوئی ہیں۔ غرض میں آپ کو کہاں تک سمجھاؤں بات بہت باریک ہے اور دنیا اس سے بے خبر ہے اور یہ صرف خدا ہی کے اختیار میں ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۹۲، ۴۹۳)

•

" بعض اشیاء میں نہاں در نہاں، ایک ظلّ اصلی شے کا آ جاتا ہے وہ شئے طفیلی طور پر کچھ حاصل کر لیتی ہے مثلاً راگ اور خوش الحانی لیکن دراصل سچی لذت اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور کسی شے میں نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ دوسری چیزوں سے محبت کرنیوالے آخر اپنی حالت سے توبہ کرتے اور گھبراتے اور اضطراب دکھاتے ہیں مثلاً ہر ایک فاسق اور بدکار سزا کے وقت اور پھانسی کے وقت اپنے فعل سے پشیمانی ظاہر کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالوں کو ایسی استقامت عطا ہوتی ہے کہ وہ ہزار ایذائیں دیئے جائیں مارے جائیں قتل کئے جائیں وہ ذرّہ جنبش نہیں کھاتے اور اگر وہ شئے جو انہوں نے حاصل کی ہے اصل نہ ہوتی اور فطرتِ انسانی کے ٹھیک مناسب نہ ہوتی تو کروڑوں موتوں کے سامنے ایسے استقلال کیساتھ وہ اپنی بات پر قائم نہ رہ سکتے۔

یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے اور فطرتِ انسانی کے نہایت قریب یہی بات ہے جو ان لوگوں نے اختیار کی ہے اور کم از کم بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں نے اپنے سوانح سے اس بات کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۰۸ ۔ ۵۰۹)

+++ +++

پندرہ روزہ پیغام صلح - لاہور - مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء

مَوتُ العَالِمِ مَوتُ العَالَمِ

حضرت میاں نصیر احمد فاروقی صاحب واصل بحق ہو گئے۔ جی نہیں چاہتا کہ ان کو وفات یافتہ لکھا جائے باوجود اس کے کہ ان کی جسد خاکی کو ہم اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کر چکے ہیں تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابھی زندہ ہیں اور جماعت کے سالانہ دعائیہ پر جو آپ کا خاصہ رہا ہے درس قرآن دے رہے ہیں کسی نے سچ کہا ہے :

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

آپ عاشق قرآن تھے اور قرآن چونکہ زندہ اور پائندہ کتاب ہے اس لیے اس کے عشق نے آپ کو بھی فوتیدگی کے باوجود زندہ کر دیا ہے اور یہ وہ زندگی ہے جسکو کبھی فنا نہیں آتی۔ اور رہتی دنیا تک آپ کا عشق قرآن آپ کے زندہ ہونیکا اعلان کرتا رہیگا۔

آپکی رحلت اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے بندہ منتخب کی رحلت ہے جو بارگاہِ الٰہی میں قبولیت اور قرب کے خصوصی شرف سے مشرف ہوا۔ اور دین و دنیا ہر دو لحاظ سے بلند مقامات خاص کیئے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی قوت قدسیہ اور حضرت امیر مولینا محمد علی اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب (خدا کی ان پر رحمتیں ہوں۔) کی تربانی صحبت سے فیض یاب ہونے کی توفیق آپ کو بچپن سے ہی ملی تھی اور ان طیب اور شیریں درختوں کے ثمر کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص کے ماتحت آپ کو ایسی بلند پایہ صلاحیتیں ودیعت فرمائیں جن کے بھرپور انداز میں بروئے کار آنے سے آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ان منتخب متبعین کے زمرہ میں داخل ہوئے جن کے لئے علم و معرفت میں کمال حاصل کر کے اپنی سچائی کے نور اور دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کرنا مقدر ہے۔

حضرت فاروقی صاحب کو جتنے بھی دینی اور دنیاوی منصب عطا ہوئے ان سب کا راز حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ اور حضرت امیر مولینا محمد علی سے گہری محبت اور قلبی اطاعت اور سلسلہ احمدیہ کے ساتھ لازوال وفا میں مضمر تھا۔ آپ قومی اور جماعتی کارناموں اور قرآن کی خدمت کی وجہ سے حقیقی معنوں میں "نصیر الدین" تھے۔ اور آنیوالی نسلیں آپکی یاد پر محبت اور عقیدت کے پھول نچھاور کرتی رہیں گی۔ آپ کے ان دونوں قسم کے اعزازات کے پہلو بہ پہلو خدا کی طرف سے آپ پر ایک اور بڑا افضل لمبی عمر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور ہر نیا چڑھنے والا دن آپ کے لئے نئی کامیابیوں اور کامرانیوں کی بشارت لے کر آیا۔ اس کی تہہ میں بھی قرآن کریم کی ایک ابدی صداقت کار فرما ہے کہ نفع رساں وجودوں کی عمریں دراز کی جاتی ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔ احادیث میں جو آیا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے زمانہ میں جو عمریں لمبی ہو جائیں گی اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ موت کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کوئی شخص نہیں مرے گا بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مالی جانی نصرت میں اس کے مخلص احباب ہوں گے اور خدمت دین میں لگے رہیں گے ان کی عمریں دراز کر دی جاویں گی۔ اس واسطے کہ وہ لوگ نفع رساں وجود ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے (کہ نفع رساں وجود لمبے عرصہ تک زمین میں رہیں گے) یہ امر قانون قدرت کے موافق ہے کہ عمریں دراز کر دی جائیں گی۔

حضرت فاروقی صاحب کا ۸۵ سال کی عمر پانا اور مادی عروج کے باوجود انابت الی اللہ اور تقویٰ اللہ میں ترقی کرتے جانا یہ سب وہ امور ہیں جو روز روشن کی طرح عیاں کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اس مندرجہ بالا فرمان کو آپ کے حق میں پورا کیا اور پاک اور طیب اور طویل عمر سے نواز کر آخری سانس تک دین حق کی بھرپور خدمت کرنیوالے وجود کے طور پر زندہ رکھا۔ الغرض جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے حضرت فاروقی صاحب کی ذات گرامی ایک درخشندہ نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ نشان جو آپ کے وجود میں ظاہر ہوا باطنی لحاظ سے سدا درخشاں رہے گا۔ گو انسان فانی ہے لیکن جس انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل خاص سے خدمتِ دین و قرآن کا نشان عطا ہوا ہو وہ کبھی فنا نہیں ہوتا۔ اور سدا درخشاں رہتا ہے ایسے نافع وجود جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں کی جدائی پر ادارہ پیغام صلح آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ نیز سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں اور آپ کی قومی و جماعتی خدمات اور کارناموں کے بارے میں ایک خاص نمبر شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء تک آپ کی زندگی اور کارناموں کے بارے میں جو معلومات آپ کے پاس ہوں رقم فرما کر ارسال کریں تاکہ آپکی گوناگوں صفات اور کارناموں سے آگاہی احمدی نوجوانوں کے لئے مشعل راہ کا کام دے۔

جماعت احمدیہ کو اس وصال پر صدمہ تو بڑا گہرا ہے مگر بقول بانی سلسلہ احمدیہ :

بلانے والا ہے سب سے پیارا — اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

کے مصداق اللہ کی رضا پر راضی ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولا کریم آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما دے آپ کا ساتھ ابرار کے ساتھ ہو۔ اور ہم سب کو صبر کی توفیق عطا کرے آمین

نقشِ دوئی

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم، یاس و الم، فکر و بلا کے سامنے
بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سر جھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے
چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

* * * * *

سانحہ ارتحال

میاں نصیر احمد فاروقی صاحب وفات پا گئے

میاں نصیر احمد فاروقی صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ لاہور ۵ اور ۶ دسمبر کی درمیانی شب رات کے ۸ بجے اس دار فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے (ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔)

۶ دسمبر کو سہ پہر تین بجے بعد نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ حضرت امیر جناب ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے پڑھائی اور احباب جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد نے پُرنم آنکھوں کے ساتھ دارالسلام کے قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کیا۔ جناب فاروقی صاحب کی دائمی جدائی کے غم سے ہر شخص افسردہ تھا اور حضرت امیر اپنے بلند حوصلے کے باوجود نہایت ہی غمگین تھے۔ آپ نے تدفین کے بعد جو مختصر سا خطاب فرمایا اس سے آپ کا غم عیاں تھا۔ آپ نے فرمایا۔

فاروقی صاحب جیسی عظیم المرتبت شخصیت کو آج ہم نے ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا۔ ان کی پاکیزہ زندگی کے واقعات ہمارے سامنے ہیں ان کی زندگی ایک جنتی زندگی تھی وہ اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے جیئے اور راضی بہ رضا اس جہان سے رخصت ہوئے نومبر ۱۹۸۵ء میں آپ شدید بیمار ہوئے اس وقت بظاہر آپ کے جانبر ہونے کی کوئی امید نہ تھی ڈاکٹر مایوس ہو چکے تھے مگر خدا تعالیٰ جس کے قبضہ قدرت میں ہر اختیار ہے اس نے معجزانہ طور پر آپ کو ایک نئی زندگی عطا فرمائی۔ بیماری کے ایام میں آپ کو عالم کشف میں آپ کے بڑے بھائی ممتاز احمد فاروقی (خدا کی رحمت ان پر ہو۔) کا ایک خط دیا گیا جو انگریزی میں تحریر تھا کہ اس جہان میں آپ کی آمد کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور شدید انتظار تھا مگر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک کروڑ درخواستیں پیش کی گئیں کہ نصیر احمد فاروقی کو ابھی اس دنیا سے نہ بلایا جائے بلکہ یہاں پر ہی رہنے دیا جائے۔

فاروقی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری جماعت کی دعائیں ہیں جو درخواستوں کی صورت میں وہاں پہنچیں۔ اسی خط میں یہ الفاظ بھی تحریر تھے کہ:

MORE POWERS SHALL BE GIVEN TO YOU

یعنی آپ کو مزید استعدادیں عطا کی جائیں گی۔ یہ امر واقعہ ہے اور جماعت کے اکثر لوگ جانتے ہیں کہ اس بیماری کے بعد گذشتہ چھ سال کے عرصہ میں آپ نے اتنا کام کیا جو ایک تندرست اور جوان آدمی کے لئے بھی ممکن نہ ہوتا۔ اگر آپ کی تمام زندگی کے کام ایک پلڑے میں اور ان چھ سالوں کے دینی کام دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں تو یہ آخری سالوں کے کام بھاری رہیں گے۔

آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کما حقہ ادا کیا اور اس کے گواہ سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ ہیں۔ ایسی سعادت شاید ہی کسی اور خوش نصیب کے حصے میں آئی ہو۔ ہر مصیبت اور تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا آپ کا شعار تھا۔ جسطرح آپ نے زندگی میں ہر مشکل کا مسکرا کر سامنا کیا اسی طرح مسکراتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی آپکی بیگم صاحبہ نے آپ کی وفات سے چند گھنٹے پہلے دیکھا کہ آپ ایک طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں اور ایک بہت ہی انوکھی خوشی آپ کے چہرے سے عیاں ہے۔ بیگم صاحبہ کے استفسار پر فرمایا کہ انہیں ایک باغ دکھایا گیا ہے جو بہت ہی خوشنما ہے اور عجیب و غریب منظر پیش کر رہا ہے اس مسکراہٹ کے دوران آپ کی زبان مبارک سے متعدد بار یہ الفاظ نکلے (ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔) جس اطمینان اور سکون کے ساتھ وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے وہ بھی ہر ایک کا نصیب نہیں۔ ہم اس عظیم ہستی اس قیمتی وجود کی دائمی جدائی کے صدمے سے نڈھال ہیں ہماری آنکھیں اشک بار ہیں اور دل غمگین مگر ہم اپنے مولیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور یہی کہتے ہیں (ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔) اور اپنے اس محبوب ساتھی کو اس کے سپرد کرتے ہیں۔ یہ عاجز بندہ جس کا نامۂ اعمال بند ہو چکا ہے ہم سب کی دعاؤں کا محتاج ہے۔ آخیر پر آپ نے پُرسوز لہجے میں دعا کرائی:

اے اللہ اپنے اس عاجز بندہ نصیر احمد فاروقی کی مغفرت فرما اور اسے اپنے ان صالح بندوں میں داخل فرما جن کے بارے میں تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ آمین!

* * *

جماعتی خبریں

- حضرت امیر (اللہ تعالیٰ کی تائید ان کے شامل حال رہے۔) بخیریت ہیں اور دینی کاموں میں مصروف ہیں احباب ان کی صحت و سلامتی کی دعائیں جاری رکھیں۔
- درخواستِ دعا۔

میاں رشید احمد صاحب ملتان، راجہ محمد افضل صاحب، آنسہ عذرا حمید صاحبہ بنت ڈاکٹر اصغر حمید صاحب لاہور اور بیگم صاحبہ حضرت امیر بیمار ہیں احباب انکی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعائیں کریں

- بزرگ رہنما نصیر احمد فاروقی صاحب کی وفات پر جن احباب جماعت نے بیرون پاکستان سے ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کے ذریعے حضرت امیر سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے ان کے اسمائے گرامی ہیں: کینیڈا سے مسز ثمینہ ساہو خان صاحبہ اور مسز صفورہ وزیر شریف صاحبہ

امریکہ سے۔ ڈاکٹر نعمان الٰہی ملک صاحب ڈاکٹر و بیگم صاحبہ حامد رحمان۔ ڈاکٹر و بیگم صاحبہ محمد شوکت۔ چوہدری ریاض احمد صاحب ڈاکٹر عبداللہ جان صاحب ڈاکٹر زاہد سعید صاحب بیگم منیر احمد صاحبہ بیگم جنرل عبداللہ سعید صاحبہ انگلینڈ سے: مسز ارجمند بانو صاحبہ مسز حبیب الرحمان صاحبہ۔ ڈاکٹر زاہد عزیز صاحب کرنل محمود شوکت

ہالینڈ سے: جناب کرامت علی صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ فیڈریشن ہالینڈ شمس الدین الٰہی بخش صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن ہیگ ہالینڈ

فیجی سے:

جناب عبدالاحد خان صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن فیجی

حقیقی توبہ کا دن بہت ہی مبارک اور تمام ایام سے افضل ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

سب یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ نے دین حقہ میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے یہ بھی بڑا ہی مبارک ہے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اسی دن کی ماثور ہیں۔ ایسا ہی دین حقہ میں دو عیدیں ہیں ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بے شک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں لیکن ایک دن ان سب سے بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پرواہ کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لیے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کون سا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بداعمالنامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھو یا جاتا ہے۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کون سا خوشی اور عید کا دن ہو گا جو اسے بدی اور غضب الٰہی سے نجات دے دے۔ توبہ کرنیوالا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب اس سے دور کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: بے شک اللہ توبہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بدکرتوتوں سے توبہ کرکے اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچا یا جاوے گا اور اس طرح پر وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔

تم خود قیاس کر سکتے ہو کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے۔ وہ اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں اگر اپنے مقصود کو پالے تو اسے کس قدر خوشی حاصل ہو گی اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس کا ذکر کیا گیا ہے احادیث اور کتب سابقہ میں سے یہی پتہ لگتا ہے کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکل کر توبہ کے ذریعہ سے نئی زندگی پاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے ہی کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہوا اور ہلاکت اور موت ہر طرح اس کے قریب ہو عذاب الٰہی اس کے کھا جانے کے لئے تیار ہو کہ وہ یکایک ان بدیوں اور بدکاریوں سے جو اس کے بُعد اور حجاب کا موجب تھیں توبہ کرکے خدا تعالےٰ کی طرف آجاوے وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے اور آسمان پر ملائکہ بھی خوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو۔ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اس کے بندہ سے کوئی غلطی اور کمزوری بھی ظاہر ہوئی ہے تو پھر بھی وہ توبہ کرکے امن میں داخل ہو۔

پس یاد رکھو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے اور سب ایام سے افضل ہے کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور خدا تعالےٰ کے قریب کیا جاتا ہے اور اسی لحاظ سے یہ دن جس میں تم میں سے بہتوں نے اقرار کیا ہے کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ یوم توبہ ہے اور اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے اور وہ (گناہ سے توبہ کرنے والا اس جیسا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔) کے نیچے آگیا ہے۔ گویا کہہ سکتے ہیں کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جاوے اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو بلکہ عمل کے نیچے آجاوے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دیئے جاویں بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے۔

دیکھو انسانوں میں اگر کوئی کسی کا ذرا قصور اور خطا کرے تو بعض اوقات اس کا کینہ پشتوں تک چلا جاتا ہے وہ شخص نسلاً بعد نسل تلاش حریف میں رہتا ہے کہ کوئی موقعہ ملے تو بدلہ لیا جاوے لیکن اللہ تعالےٰ بہت ہی رحیم و کریم ہے۔ انسان کی طرح سخت دل نہیں جو ایک گناہ کے بدلے میں کئی پشتوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا اور تباہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ رحیم کریم خدا ستر برس کے گناہوں کو ایک کلمہ سے ایک لحظہ میں بخش دیتا ہے یہ مت خیال کرو کہ وہ بخشنا ایسا ہے کہ اس کا فائدہ کچھ نہیں۔ نہیں وہ بخشنا حقیقت میں فائدہ رساں اور نفع بخش ہے اور اسکو وہ لوگ خوب محسوس کرتے ہیں جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو۔ +

دعائیہ سالانہ میں شمولیت کے لئے حضرت امیر مولینا محمدؐ علی کے تاکیدی ارشادات

(خدا کی رحمتیں ان پر ہوں)

"میں اپنے جماعت کے بہت سے دوستوں کو دعائیہ سالانہ کے متعلق بڑی بھاری غلطی کا مرتکب خیال کرتا ہوں کہ اسے وہ اہمیت نہیں دیتے جو دینی چاہیئے کسی جماعت میں سے ایک شخص آجاتا ہے اور کبھی دو آجاتے ہیں۔ ۔۔۔۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ سالانہ دعائیہ حضرت اقدس کا قائم کردہ ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر کامیابی مشکل ہے اسی سلسلہ میں قومی مانع کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں جب انسان کے دل میں تڑپ موجود ہو مگر ظاہری حالات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ وہ اسے مجبور کر دیتے ہیں ایسے انسان کی وہ حالت ہو گی جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے "وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس غم سے کہ وہ مال نہیں پاتے جسے خرچ کریں"۔ سو اگر حالت ایسی ہو کہ اس قسم کا مانع پیش آجائے کہ اس دعائیہ میں غیر حاضری کی وجہ سے انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور دل میں غم ہو تو بیشک قومی مانع ہے لیکن ۔۔۔۔ ادنیٰ عذروں کی بنا پر شمولیت دعائیہ کی برکات سے خود کو محروم کر لینا جسے بانی سلسلہ احمدیہ نے بڑی اہمیت دی ہے بڑی بدقسمتی ہے۔"

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دارالسلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

حقیقی توبہ کا دن بہت ہی مبارک اور تمام ایام سے افضل ہے

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ

سب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے دینِ حقہ میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے یہ بھی بڑا ہی مبارک ہے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اسی دن کی ماثور ہیں۔ ایسا ہی دینِ حقہ میں دو عیدیں ہیں ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بے شک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں لیکن ایک دن ان سب سے بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے مگر افسوس ہے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پرواہ کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لیے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کون سا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بداعمالنامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھو یا جاتا ہے۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کون سا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے بدی اور غضب الٰہی سے نجات دے دے۔ توبہ کرنیوالا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب اس سے دور کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ توبہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بدکرتوتوں سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچا یا جاوے گا اور اس طرح پر وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔

تم خود قیاس کر سکتے ہو کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے۔ وہ اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں اگر اپنے مقصود کو پا لے تو اسے کس قدر خوشی حاصل ہو گی اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس کا ذکر کیا گیا ہے احادیث اور کتب سابقہ میں سے یہی پتہ لگتا ہے کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکل کر توبہ کے ذریعہ سے نئی زندگی پاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے ہی کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہوا اور ہلاکت اور موت ہر طرح اس کے قریب ہو عذاب الٰہی اس کے کھا جانے کے لئے تیار ہو کہ وہ یکایک ان بدیوں اور بدکاریوں سے جو اس بُعد اور حجب کا موجب تھیں توبہ کر کے خدا تعالیٰ کی طرف آ جاوے وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے اور آسمان پر ملائکہ بھی خوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو۔ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اس کے بندہ سے کوئی غلطی اور کمزوری بھی ظاہر ہوئی ہے تو پھر بھی وہ توبہ کر کے امن میں داخل ہو۔

پس یاد رکھو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے اور سب ایام سے افضل ہے کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے قریب کیا جاتا ہے اور اسی لحاظ سے یہ دن جس میں تم میں سے بہتوں نے اقرار کیا ہے کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ یوم توبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے اور وہ (گناہ سے توبہ کرنے والا اس جیسا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔) کے نیچے آ گیا ہے۔ گویا کہہ سکتے ہیں کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھا یا جاوے اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو بلکہ عمل کے نیچے آ جائے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دیئے جاویں بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے۔

دیکھو انسانوں میں اگر کوئی کسی کا ذرا قصور اور خطا کرے تو بعض اوقات اس کا کینہ پشتوں تک چلا جاتا ہے وہ شخص نسلاً بعد نسلٍ تلاش حریف میں رہتا ہے کہ کوئی موقعہ ملے تو بدلہ لیا جاوے لیکن اللہ تعالیٰ بہت ہی رحیم و کریم ہے۔ انسان کی طرح سخت دل نہیں جو ایک گناہ کے بدلے میں کئی پشتوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا اور تباہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ رحیم کریم خدا ستر برس کے گناہوں کو ایک کلمہ سے ایک لحظہ میں بخش دیتا ہے یہ مت خیال کرو کہ وہ بخشنا ایسا ہے کہ اس کا فائدہ کچھ نہیں۔ نہیں وہ بخشنا حقیقت میں فائدہ رساں اور نفع بخش ہے اور اسکو وہ لوگ خوب محسوس کرتے ہیں جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو۔ +

دعائیہ سالانہ میں شمولیت کے لئے حضرت امیر مولینا محمد علی کے تاکیدی ارشادات

(خدا کی رحمتیں ان پر ہوں)

"میں اپنے جماعت کے بہت سے دوستوں کو دعائیہ سالانہ کے متعلق بڑی بھاری غلطی کا مرتکب خیال کرتا ہوں کہ اسے وہ اہمیت نہیں دیتے جو دینی چاہیئے کسی جماعت میں سے ایک شخص آ جاتا ہے اور کبھی دو آ جاتے ہیں ۔۔۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ سالانہ دعائیہ حضرت اقدس کا قائم کردہ ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر کامیابی مشکل ہے اسی سلسلہ میں قومی مانع کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں جب انسان کے دل میں تڑپ موجود ہو مگر ظاہری حالات ایسے پیش آ جاتے ہیں کہ وہ اسے مجبور کر دیتے ہیں ایسے انسان کی وہ حالت ہوگی جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے "وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس غم سے کہ وہ مال نہیں پاتے جسے خرچ کریں"۔ سو اگر حالت ایسی ہو کہ اس قسم کا مانع پیش آ جائے کہ اس دعائیہ میں غیر حاضری کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور دل میں غم ہو تو بیشک قوی مانع ہے لیکن ۔۔۔ ادنیٰ عذروں کی بنا پر شمولیت دعائیہ کی برکات سے خود کو محروم کر لینا جسے بانی سلسلہ احمدیہ نے بڑی اہمیت دی ہے بڑی بدقسمتی ہے۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر ناصر احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح دار السلام ۵ عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔